جنسی زندگی

اسلام اور جدید سائنس

جنس' جوانی' لذت اور جذبات کا
حیرت انگیز شرعی اور سائنسی موازنہ

تحقیق: حکیم محمد طارق محمود چغتائی



فہرست عنوانات

1۔	حال دل	5
2۔	یورپ کی جنسی زندگی کا آنکھوں دیکھا حال	7
3۔	لیزبین	9
4۔	اسلامی زندگی اور جنس	15
5۔	اسلام میں چار بیویوں کی آخری حد اور جدید سائنس	22
6۔	حرام رشتوں کی تفصیل	38
7۔	جماع کے آداب	41
8۔	جماع کے آداب اور جدید سائنس	50
9۔	ہنسی' دل لگی کا فن	59
10۔	ماہرین جنسیات کی تحقیق	78
11۔	حالت حیض میں مباشرت اور جدید سائنس	85
12۔	جماع کی نقصان دہ صورتیں اور جدید سائنس	101
13۔	حسن معاشرت کا تقاضا	106
14۔	ہنی مون کی حیثیت	110
15۔	مباشرت کے راز ظاہر کرنا	120
16۔	جنسی تسکین کا وسیع دائرہ	123
17۔	جوڑ کا نکاح	131
18۔	نفل روزوں کی ممانعت اور جدید سائنس	138
19۔	طہارت و نظافت کا اہتمام	139

20۔	جنسی عمل کی طوالت اور جدید سائنس	150
21۔	غذا، جنسی صحت اور جدید سائنس	152
22۔	ہماری غذا اور جنسی اہلیت	155
23۔	دوران حمل مباشرت کا مسئلہ	168
24۔	عورتوں میں ہم جنسی	171
25۔	خودلذتی--- جو بظاہر ناقابل علاج ہے	178
26۔	مردے کے ساتھ مباشرت اور جدید سائنس	186
27۔	جانوروں کے ساتھ مباشرت اور جدید سائنس	192
28۔	ڈاکٹر کیپر پر-سلن کی جنسی تحقیق	207
29۔	مباشرت میں کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے	213
30۔	ازدواجی زندگی اور صحت	218
31۔	شوہر کی رضا اور جدید سائنس	224
32۔	باریک لباس اور جدید سائنس	227
33۔	ڈاکٹر کیور کی کتاب سیکس فار آل کے اقتباس	231
34۔	یورپ کی جنسی پیروی اور جدید سائنس	234
35۔	حضور ﷺ کی محبت اور مزاح کا پر لطف طریقہ	238
36۔	جنسی زندگی کو خوشگوار بنانے، سنوارنے کا عمل	247
37۔	ہم جنسی اور جدید سائنس	250
38۔	قوم لوط اور اس کا انجام	252
39۔	یورپی معاشرے کی داستان	258
40۔	محبت کی باتیں، لذت کی راتیں، الفت اور چاہتیں----	271

✪ ✪

حال دل

جنس ایک ایسا موضوع ہے کہ اس موضوع کے لیے لکھنا مشرقی جرم' اس پر بحث کرنا زبان بندی اور اس پر گفتگو سننا غیر انسانی عمل- لیکن یہ کس کے لیے؟ ہر اس شخص کے لیے جو حد سے تجاوز کر جائے یا پھر اس کی گفتگو یا تحریر کا مقصد انسانیت سوز ہو انسانیت ساز نہ ہو-

جنس ہر شخص چاہے وہ جس شعبے سے متعلق ہو' کی ضرورت ہے- میں نے لفظ ضرورت استعمال کیا ہے خواہش نہیں' جب یہی جنس انسان کی خواہش بن جاتی ہے تو پھر یہ خواہش کے استعمال کے لیے ہر طرح کے طریقے استعمال کرتا ہے جو کہ جائز و ناجائز ہر طرح کے ہوتے ہیں- اس کی مثال' پوری زندگی کا ہلکا سا عکس' اس کتاب میں ایک ایسے شخص کی خود بیتی تحریر ہے' جو اس کی پوری جنسی زندگی کا حصہ رہا-

جنس سے آگاہی ہر مرد اور عورت کی ضرورت ہے- اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جب اسلام مکمل اور کامل مذہب ہے تو اس نے مسلمانوں کے لیے زندگی کے ہر پہلو پر تعلمات اور راہنمائی فراہم کی ہے- اس راہنمائی میں ایک چیز "ضرورت جنس" ہے-

بندہ نے عرصہ دراز سے ایسی بے شمار زندگیوں کا مشاہدہ کیا ہے جو ناکام زندگی گزارنے میں تقدیر پر بھروسہ کیے رہیں- اس تجربے کے نتیجہ میں عرض کر رہا ہوں جب ایسے اشخاص کو جنسی زندگی کے ضمن میں بنیادی معلومات فراہم کی گئیں تو ایسے مریض کچھ ہی دنوں کے بعد تندرست ہو گئے-

چونکہ ہمارے ہاں اس موضوع پر بہت کم لکھا گیا اور پھر خاص طور پر جنس کے ہر ایک عمل کا سائنسی تجزیہ نہیں کیا گیا اس لیے معاشرے میں ایسی کتب کی اشد ضرورت ہے جو لوگوں کی جنسی معلومات کو بہتر کریں- لیکن شرط یہ ہے کہ ایسی کتاب پڑھنے والوں کی ذہنی اور اخلاقی تربیت کرے اور انہیں یورپ کی تاریک جنسی زندگی سے ہٹا کر اصولی اور اسلام کی

زندگی کی طرف لائے۔

ایک مریض اپنے علاج کی غرض سے تشریف لائے۔ دوران گفتگو فرمانے لگے کہ میری سابقہ زندگی بہت عیش و عشرت میں رہی ہے اور میں نے بازاری عورتوں سے بہت تعلق رکھا ہے ایک خاص بات جو میرے تجربے میں آئی ہے کہ اکثر گھریلو یا نیم شریف خواتین اس عمل میں پیش پیش تھیں۔ ان میں اکثر کا کہنا تھا کہ ان کا خاوند ہم بستری سے قبل اسے تیار نہیں کرتا اور نہ ہی اس سے محبت اور بوس وکنار کرتا ہے بلکہ چند ہی منٹ بعد وہ فارغ ہو کر سکون کی نیند سوجاتا ہے اور ہم اپنی آگ میں جلتی رہتی ہیں۔ اس لیے ہم کسی ایسے مرد کو تلاش کرتی ہیں جو ہمیں مکمل تسکین دے سکے۔

یہ ایک داستان نہیں' ایسی لاکھوں داستانیں ملتی ہیں جو کہ ہمارے معاشرے کا حصہ ہیں لیکن جو ہو رہا ہے اندر ہی اندر رہتا ہے۔

میرے تجربے کے مطابق اس وقت جنسی طور پر ناآسودہ خواتین کے تین گروپ ہیں۔

1۔ ایسی خاتون کسی دوسرے مرد کو تلاش کرتی ہے اور اپنی جنسی تکمیل کراتی ہے۔

2۔ ایسی خاتون اس کی وجہ سے طلاق' جھگڑے وغیرہ میں مبتلا ہوتی ہے۔

3۔ ایسی خاتون اندر ہی اندر گھٹ کر جسمانی اور نفسیاتی عوارض میں مبتلا جاتی ہے۔

دنیا کے ایک بہت بڑے مفکر اور سکالر سے ایک صحافی نے سوال کیا کہ سب سے زیادہ مریض مرد ہیں یا عورتیں؟ فرمایا عورتیں۔ سوال کیا کہ پڑھی لکھی یا جاہل؟ فرمایا پڑھی لکھی۔ سوال کیا کہ ان کے امراض کی وجہ؟ فرمایا مرد۔ صحافی چونک پڑا۔ پوچھا اس کی وجہ؟ فرمایا مردوں کا شرعی علم جنس سے ناواقفیت اور بس۔

قارئین کرام اس کتاب کے لکھنے میں ہر اس قانون کو ملحوظ رکھا گیا ہے جو حیا اور شرم کے زمرے میں آتا ہے۔ امید ہے میری یہ کاوش قارئین کے لیے مکمل استفادہ اور گھروں اور حیا کی آبادی کا ذریعہ بنے گی۔

حکیم محمد طارق محمود چغتائی
گولڈ میڈلسٹ'
فارابی دواخانہ' احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور پاکستان
فون نمبر: 72198۔72197(0698)

یورپ کی جنسی زندگی کا آنکھوں دیکھا حال

حیرت انگیز کرشمے، شرمناک کارنامے:

ذیل کے مشاہدات اور تجربات ایک ایسے شخص کا آنکھوں دیکھا حال ہے جس کے چوبیس سال امریکہ میں گزرے اور اس شخص نے امریکن جنسی معاشرے کے ساتھ بھرپور تعاون کیا یہ تجربات بندہ نے اس شخص سے ایک خصوصی مجلس میں حاصل کیے قارئین ملاحظہ فرمائیں۔

Man is like a Dog" یورپی عورت کا مشہور مقولہ ہے کہ مرد کتے کی مثال ہے۔"

اس کی عملی شکل یورپی عورت کچھ اس طرح پیش کرتی ہے کہ ایک غیر مرد کے پاس آئے گی اس کے بالکل قریب آکر اس کا حال احوال پوچھے گی حتیٰ کہ اتنا قریب آئے گی کہ اس کا سینہ مرد کے سینے سے ٹکرا جائے گا۔ اس طرح حال احوال لیتے آخر کار چلی جائے گی۔

یہ اس بات کی علامت ہوگی کہ عورت مرد سے دوستی چاہتی ہے پھر یہ عورت ایسا کرنے کے لیے مزید ملاقات چھوڑ دے گی حتیٰ کہ یہ مرد اسے ٹیلی فون کرے گا یا اس سے ملاقات کرے گا کہ آپ پھر نہیں ملیں تو یہ عورت کہے گی کہ مرد کتے کی مثال ہے۔

جس طرح مادہ کتیا اپنی محبت جتا کر چل دیتی ہے پھر کتا اس کے پیچھے پیچھے چلتا رہتا ہے اس طرح آپ کو بھی چاہیے کہ آپ بھی میرے پیچھے چلیں پھر میں کچھ وقت دوں گی۔

یورپی غسل:

انگریز دن کو کم نہاتے ہیں بلکہ رات کو نہاتے ہیں۔ عورتیں رات کو خوب نہائیں گی اپنے جسم کو صاف کریں گی میک اپ کر کے اپنے آپ کو آنے والے وقت یعنی عیاشی کے لیے

بالکل تیار کریں گی۔ اور جسم کے اوپر باریک سے باریک لباس زیب تن کریں گی تاکہ جسم زیادہ سے زیادہ عیاں ہو۔

اورل سیکس:

خاص اصطلاح ہے کہ جو کہ یورپ میں بکثرت استعمال ہوتی ہے۔ اس سے مراد مرد اور عورت کا ایک دوسرے کو چومنا اور چاٹنا ہے۔ اس کی ابتداء پہلے مرد کرتا ہے وہ پہلے منہ چومتا ہے اور پھر اس طرح پورا جسم حتی کہ ناف کے نیچے پہنچ جاتا ہے اور شرمگاہ چاٹنا شروع کر دیتا ہے۔ (یورپ کی معاشرتی اور جنسی زندگی کی غلاظت اور خباثت کی انتہا ہے) حتی کہ اس طرح چاٹتے چاٹتے وہ پاؤں تک چاٹتا ہے۔

بعض اوقات مرد شراب کے خمار میں ایسے مست ہوتے ہیں کہ ایام حیض میں بھی وہ عورت کی رطوبت حیض کو چاٹتے ہیں اور یوں بے شمار امراض کو اپنے اندر سمو لیتے ہیں۔ (ایسے لوگوں کے لیے دعوت غور و فکر جو یورپ اور یورپی زندگی کو اپنا آئیڈیل سمجھتے ہیں)

یوں تقریباً ایک گھنٹہ تک وہ یہی عمل کرتے رہتے ہیں تب جا کر وہ عمل جماع شروع کرتے ہیں۔

نوٹ: اسلام نے جماع سے قبل ملاعبت جو کہ آپ کتاب میں پڑھیں گے کی اجازت دی ہے لیکن ایسی غلاظت کی قطعی اجازت نہیں دی۔

یورپی نامرد بوڑھا:

یورپی مالدار بوڑھا جو کہ خود جنسی عمل یا صلاحیت سے محروم ہو جاتا ہے اور خود کچھ بھی نہیں کر سکتا حتی کہ بوڑھا بے کار ہو جاتا ہے تو اپنی شیطانی عادت کو پورا کرنے کے لیے وہ جوان لڑکی اور جوان لڑکا کرائے پر لیتا ہے اور دونوں کو ننگا کر کے ہم بستری کراتا ہے اور خود دور کھڑا ہو کر مزے لیتا ہے حتی کہ ڈانس کرتا ہے۔

(یعنی اس کی شیطانی حس اتنی بڑھ چکی ہے کہ موت کے قریب تر ہے لیکن اپنی جوانی کے کرتوت نہیں بھولتا)

لیزبین

یہ وہ عورت ہوتی ہے جو کہ گھرداری کی مکمل زندگی گزارنا چاہتی ہے حتیٰ کہ اس کے ایک یا دو بچے بھی ہو گئے لیکن اسے انکشاف ہوا کہ اس کا مرد کسی اور خاتون سے ملتا ہے اور اگر دفتری کام کے سلسلے میں گھر سے باہر گئی تو واپسی پر وہ اپنے بستر پر کسی اور عورت کو پاتی ہے پھر وہ اس مرد سے طلاق حاصل کر کے کسی اور مرد سے شادی کر لیتی ہے۔ یوں یہ مرد بھی سابق مرد کی طرح بے وفا اور ہرجائی نکلتا ہے۔ وہ اس مرد کو چھوڑ کر دوسرے مرد سے شادی کرلیتی ہے۔ یہ مرد بھی دیگر مردوں کی طرح اپنی گرل فرینڈ کے ساتھ زندگی گزارتا ہے۔

آخرکار تنگ آکر یہ خاتون مرد سے متنفر اور گریزاں ہو جاتی ہے اور مرد کے ساتھ جنسی تعلقات چھوڑ کر یہ اپنی جنسی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے عورتوں سے جنسی تعلقات استوار کرتی ہیں۔ حتیٰ کہ یہ عورت کسی دوسری خوبصورت عورت کے ساتھ شوہر یا بیوی کی طرح رہنے لگتی ہے۔ ایسی عورت کو لیزبین کہتے ہیں۔

ویلفیئر کے قوانین:

یہ لیزبین یورپی ویلفیئر ٹرسٹ سے مکمل تعاون اسی طرح حاصل کرتی ہے جس طرح ایک مکمل شادی شدہ جوڑے کو ملتے ہیں۔ کیونکہ لیزبین کہتی ہے کہ میری بیوی گھر کے کام کاج کرتی ہے لہٰذا مجھے ویلفیئر سے چندہ دیا جائے اور یوں اپنے طور پر وہ ایک مکمل خوشگوار زندگی گزارتی ہے۔

سیکس شاپ:

ایسی دکانوں پر ایسے مردانہ جنسی آلات ملتے ہیں جن کی مدد سے عورت وہ مردانہ آلہ

اپنے اندر ڈال کر دوسری عورت کو اپنے اوپر لٹا لیتی ہے اور ایک مکمل مرد کی لذت محسوس کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

نوٹ! یہ منہ کالے قوانین اور عادات ان عورتوں کی ہیں جنہیں ہماری خواتین رشک اور تحسین کی نگاہ سے دیکھتی ہیں۔

"گے" Gay یا ہم جنس پرست:

سابقہ ترتیب کی طرح مرد بھی ایک شریفانہ زندگی گزارنا چاہتے ہیں لیکن جب اس کی بیوی دوسرے مرد سے تعلقات استوار کرتی ہے تو وہ تنگ آکر کسی دوسری عورت سے شادی کرلیتے ہیں۔ لیکن وہاں بھی یہی مسئلہ ہے پھر یہی مرد دیگر عورتوں کے اس کردار سے پریشان ہو کر "گے" بن جاتے ہیں۔ کسی خوبصورت لڑکے سے اپنے تعلقات استوار کرلیتے ہیں۔

نیویارک کا میئر:

نیویارک کے میئر کی اتھارٹی کا عالم یہ ہے کہ اگر امریکن صدر بھی آجائے تو اس کی کرسی میئر کی کرسی سے نیچے اور کم ہوگی لیکن موجودہ میئر بھی "گے" ہے۔

میں ایک دفعہ نیویارک نیشنل پارک میں گیا تو حیران ہوا کہ وہاں ہزار بارہ سو سے زیادہ "گے" اکٹھے تھے اور ان کا جلوس حیران کن تھا اور وہ اس قرارداد کے حق میں جلوس نکالے ہوئے تھے کہ ہم جنسی کو قانونی شکل دی جائے۔

میرا نیویارک میں آپریشن:

میرا ریڑھ کی ہڈی کا آپریشن ہوا آپریشن سے قبل ڈاکٹر نے میرے ساتھ گفتگو کی اور مجھے بتایا کہ آپ کی ریڑھ کی ہڈی کا مہرہ سکڑ کر کچھ متحرک ہوگیا ہے۔ اس کی کچھ وجوہات ہیں ان وجوہات میں ہم بستری کی کثرت بھی شامل ہے جس کی وجہ سے کمر درد اور کھچاؤ کی تکلیف ہوتی ہے۔

نوٹ! اسلامی تعلیمات میں ہر چیز کو اعتدال پر رکھا گیا ہے اس طرح ہم بستری کا بھی اعتدال ہے۔

نیویارک کورٹ:

میرا ایک مقدمہ تھا میں نیویارک کورٹ کی بلڈنگ میں کھڑا تھا ایک جھاڑو دینے والے نے ایک خاتون جج کو اپنی طرف متوجہ کیا لیکن باوجود کوشش کے وہ عورت متوجہ نہ ہوئی تو اس نے جو الفاظ کہے وہ ابھی تک میرے دماغ میں گونج رہے ہیں۔

تیری شرمگاہ کی بو بالکل مچھلی کی طرح ہوگی جس طرح دیگر عورتوں کی ہوتی ہے آخر تجھے نخرے کرنے سے کیا فائدہ۔

یورپ میں اندھوں کی زیادتی:

سبزہ اور سبز چیز کا دیکھنا نگاہ کی طاقت کے لیے صدیوں سے آزمودہ ہے یورپ میں ہر جگہ سبزہ ہی سبزہ ہے لیکن وہاں باشندے نگاہوں کی کمزوری کے لیے چشمہ لگاتے ہیں۔ اس کی وجہ احادیث کے وہ الفاظ کہ شرم گاہ دیکھنے سے نگاہ کمزور ہوتی ہے۔

دراصل یورپین ایک دوسرے کو ننگا دیکھنا عیب نہیں گردانتے حتیٰ کہ راستوں میں چلتے ہوئے وہ ایک دوسرے سے جماع کر لیتے ہیں۔ نہانے میں اجتماعی غسل کرتے ہوئے بالکل ننگے ہوتے ہیں۔ یہ عیب ان کے لیے اندھے پن کا باعث بنتا ہے۔

حاملہ عورت یورپ میں:

یورپ اور امریکہ میں حاملہ عورت کو یہ ہدایت ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ کام کرے سست اور کاہل نہ ہو تاکہ ڈیلیوری میں اس کے لیے مشکلات نہ ہوں۔ حاملہ عورت کے لیے یورپ میں تازہ پھل' دودھ اور کھجور کو خاص طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

حتیٰ کہ حمل کے بعد عورت کو کھجور استعمال کرائی جاتی ہے۔

نوٹ! کھجور کا استعمال سنت نبویؐ کے قریب تر ہے۔

بچوں کو ابتدائی جنسی تعلیم:

پانچویں کلاس میں ہی سیکس پڑھائی جاتی ہے۔

کس طرح دوسرے مرد کو اپنی طرف مائل کرے۔

ماہواری کے لیے کس طرح اپنے آپ کو تیار کرنا ہے۔

دوران جماع مرد کو کس طرح لذت دینی ہے۔
الغرض اس طرح کے ایسے فحش اور ناقابل بیان اسباق پڑھائے جاتے ہیں جن کا تصور ایک اسلامی یا عام ذہن کے لیے قابل شرم ہے۔

ایک واقعہ:

ایک بارہ سالہ لڑکی کا ساٹھ سالہ مرد کے ساتھ معاشقہ ہو گیا۔ والدین کو بہت غصہ آیا حتی کہ والدین نے کورٹ میں کیس کر دیا کہ یہ بوڑھا مالی طور پر بہت کمزور ہے اس کی عمر بڑی ہے جبکہ بچی کی عمر بارہ سال کی ہے یہ کیس ایک سال مسلسل چلتا رہا۔ یہاں تک کہ ایک سال بعد جبکہ بچی کی عمر تیرہ سال کی ہو گئی تو فیصلہ اس مرد کے حق میں ہو گیا کیونکہ لڑکی اس کے ساتھ تھی۔

باپ کی بیٹی سے حرام کاری:

میری ایک گرل فرینڈ فرنچ تھی وہ تین بہنیں تھیں۔ اس نے مجھے بتایا کہ سب سے پہلے زبردستی ہم بستری اور زنا میرے والد نے میرے ساتھ کیا۔ پھر اسی طرح میری دوسری بہنوں کے ساتھ ہوا حتی کہ ہم عادی ہوتی گئیں۔
میرے تجربے میں اسی فیصد کیس ایسے آئے ہیں کہ جن لڑکیوں کو سب سے پہلے ان کے باپ نے استعمال کیا۔
اس کی کچھ وجہ یہ بھی ہے کہ گھر کی تربیت میں والدین کے آپس کے جنسی تعلقات اتنے کھلے اور عام ہوتے ہیں کہ بچے وہ عمل دیکھتے رہتے ہیں اور اس طرح ان کی تربیت میں یہ زہر گھلتا رہتا ہے۔

بہن بھائیوں کے جنسی تعلقات:

جب گھر کے اندر یہ ماحول ہوتا ہے تو پھر جنسی عمل کی طرف بہن بھائی بھی مائل ہو جاتے ہیں اور ایسے کیس بہت عام ہیں۔
میں ایک دعوت میں تھا جارج سے پوچھا تم نے شادی کیوں نہیں کی تو اس نے کہا نہیں میں مطمئن ہوں اس لیے کہ میں اپنی بہن کے ساتھ رہتا ہوں میں نے کہا کہ اس میں کوئی حرج

نہیں؟ کیا کوئی مضائقہ نہیں اگر بہن سے اولاد نہ ہو تو۔

انیس سال سے کم کا مسئلہ:

جب گھر کے اندر ایسی افراتفری ہوتی ہے اور پھر گھر کے حالات ایسے ہوں کہ خود کماؤ خود کھاؤ تو پھر بعض نوجوان لڑکیاں اور اکثر نوجوان لڑکے گھروں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اس وقت کینڈا کے شہر ٹورنٹو میں دس ہزار سے زیادہ لڑکے ایسے ہیں جو فٹ پاتھوں پر سوتے ہیں۔ حتیٰ کہ بعض اوقات موسم سرما میں یہ سردی لگنے سے مرجاتے ہیں اور یہی گھروں کے ناآسودہ ماحول کے ستائے ہوئے بچے آخر کار معاشرے کے ناسور بنتے ہیں۔

میرا تجربہ اور وارننگ:

میرا تجربہ ہے کہ جو لوگ یورپین گوری عورت کے ساتھ زندگی گزار چکے ہیں اور ان کی جنسی زندگی سے لطف اندوز ہو چکے ہیں ان کی ایشین بیوی سے شادی ناکام ہوگی۔ اگرچہ طلاق نہیں ہوگی پھر بھی زندگی کا گھریلو حصہ ناکام ہوگا۔ وہ مرد اگر عیاش ہوگا تو بیوی کے علاوہ کسی اور عورت کے پاس ضرور جائے گا۔

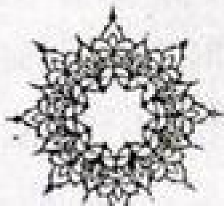
جیسی سور کی زندگی:

میرا تجربہ ہے جیسی سور کی زندگی ہوگی ویسی زندگی ان کی ہوگی کیونکہ جیسی جنسی زندگی سور کی ہے بالکل ویسی زندگی یورپین لوگوں کی ہے۔ میرا تجربہ ہے کہ یورپین لوگوں کے جسموں سے ایک مخصوص بو آتی ہے جو انہیں محسوس نہیں ہوتی وہ بھی سور کے حرام گوشت کی وجہ سے ہے۔

ہم بستری اندھیرے میں ہو ورنہ:

میرا تجربہ ہے کہ ہم بستری اندھیرے میں ہو اور اوپر کپڑا ڈالا ہوا ہو اس کا تجربہ خود مجھے ہوا وہ اس طرح کہ میرے پانچ بچے ہیں بڑا لڑکا میری عیاشی کی زندگی کے دوران پیدا ہوا ہے میں اس کے اور دیگر بچوں کے اطوار اور عادات میں زمین آسمان کا فرق محسوس کرتا ہوں۔ کیونکہ بڑے لڑکے میں بالکل حیا شرم اور حجاب نہیں بلکہ وہ بعض اوقات یورپین لوگوں جیسی

حرکات کرنے لگتا ہے اور مجھے فوراً احساس ہوتا ہے کہ اس لڑکے کی پیدائش سے قبل میں اس کی ماں سے بالکل غلط انداز سے ملتا تھا۔ جبکہ دوسرے بچوں کی پیدائش سے قبل بیوی سے اسلامی طریقے سے ملتا تھا۔



اسلامی زندگی اور جنس

جنسی انحراف اور جنسی انارکی کے اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں روشنی کی ایک کرن صرف اسلام ہے۔ جو انسانی زندگی کے دوسرے تمام مسائل کی طرح اس کے مسئلہ جنس sex کو سب سے زیادہ موزوں اور متوازن طریقے پر حل کرتا ہے۔

اس کو اختیار کر کے انسان اپنی آخرت کو تو سنوارتا اور دوسری دنیا کی کامیابیوں اور کامرانیوں سے اپنے کو ہمکنار کرتا ہی ہے اپنی قوتوں اور صلاحیتوں کو صحیح رخ پر لگا کر دنیا کی اس زندگی میں بھی اس کو اپنی اصلاح و فلاح کی ضمانت نصیب ہوتی ہے۔ آزاد روی اور بندش سے گریز انسان کی سب سے بڑی کمزوری ہے۔ عیش و عشرت کے اسباب اور لذتوں سے بھری ہوئی اس دنیا میں جنس (sex) اس کی سب سے بڑی لذت ہے اس لذت کے حصول میں انسان کی اس کمزوری کا مظاہرہ ہمیشہ سے اور سب سے زیادہ ہوتا رہا ہے لیکن موجودہ دور میں انسان جنسی انارکی کی خطرناک حدوں کو چھو رہا ہے گزشتہ ادوار میں شاید اس کی نظیر ملنی مشکل ہے پچھلے صفحات میں آپ اس کی ایک جھلک دیکھ چکے ہیں اللہ تعالیٰ نے انسان کے روئے زمین پر قدم رکھنے کے ساتھ پہلے دن جملہ معاملات زندگی میں اس کی رہنمائی کا جو سامان کیا ہے آخری پیغمبر محمد عربی ﷺ کے ذریعہ یہ رہنمائی اپنے نقطۂ کمال کو پہنچ گئی ہے۔ قیامت تک کے لیے انسان کی اس ضرورت کی تکمیل کا سامان اس کے اندر بھرپور طریقے پر موجود ہے۔ مسئلہ جنس کے حل میں اسلامی تعلیمات میں جو توازن و اعتدال اور باریک بینی اور جزرسی پائی جاتی ہے اس سے ہمارے اس دعویٰ کی تصدیق ہی نہیں ہوتی ہمارے ایمان میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

اسلام مسئلہ جنس کو خوبصورتی سے حل کرتا ہے اور اس سلسلے میں خاص امتیازی تصور دیتا ہے۔

اہمیت جنس:

مسئلہ جنس کے سلسلے میں اسلام کا پہلا امتیاز یہ ہے کہ انسانی زندگی میں وہ اس کی ضرورت کو پوری طرح تسلیم کرتا اور اسے قرار واقعی اہمیت دیتا ہے۔ مسیحیت (christionity) اور اسی طرح کے دوسرے بگڑے ہوئے مذاہب کی طرح وہ بذلت خود جنسی عمل کو کوئی گناہ کا عمل (sinful) اور حیوانی خواہش (antimallust) کا مظہر قرار نہیں دیتا۔

(پانچویں صدی عیسوی کے مشہور مسیحی عالم اور مبلغ سینٹ آگسٹائن (st.Augustine) کے جنس کے سلسلے میں خیالات جو اس سلسلے میں یورپ میں چرچ کی سوچ پر ہزار سال تک چھائے رہے اس کی تفصیل کتاب میں آگے اسلام میں نکاح کے مقاصد کی بحث میں آئے گی ابھی تازہ تازہ مسیحیوں کے روحانی مرکز ویٹکن کی جانب سے اپنے امیدوار راہبوں اور راہباؤں کو تلقین کی گئی ہے کہ کلیسائی زندگی کے لیے جنسی خواہشات کو کچلنا ضروری ہے۔ اس کی تفصیل بھی آگے اپنے موقع پر آتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ مسیحی کلیسا ان بلند بانگ دعوؤں کے برعکس بہت نیچے اتر کر خلاف فطرت جنسی حرکتوں میں ملوث ہے۔ کلیسائی راہبوں کی ایک بڑی تعداد جنسی کج روی میں مبتلا ہے اور نوعمر لڑکوں کو اپنی شہوت کا نشانہ بنائے ہوئے ہے۔ (پچھلے باب میں ہم جنس پرستی کے زیر عنوان اس کی تفصیل دیکھی جا سکتی ہے)

جنس (sex) بھی انسانی وجود کی ایک بڑی قوت اور صلاحیت ہے جو انسان کی دوسری تمام قوتوں اور صلاحیتوں کی طرح اللہ تعالیٰ ہی کی ودیعت کردہ ہے اور اس کی نسبت سے اس کے اندر کوئی برائی نہیں ہے۔ اسلام کے دستور اساسی قرآن کے نزدیک جنس (sex) کی کیا اہمیت ہے اس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ دنیا کی لذتوں کے بیان میں وہ سرفہرست "عورت" کو قرار دیتا ہے جب سے اس صنف مقابل سے مل کر انسان کی اس قوت اور اس کے داعیہ کا اظہار ہوتا ہے۔"

لوگوں کے لئے دنیوی محبت آراستہ کردی گئی ہے۔ یہ ہیں عورتیں اور بیٹے

(آل عمران 14)

اللہ تعالیٰ نے ابوالبشر آدمؑ کو پیدا کیا تو ان کے ساتھ ہی ان کے جوڑے کو پیدا کیا مرد اور عورت کے اسی ملاپ اور ان کی جنسی قوت کے اظہار سے نسل انسانی کی بقاء کا سامان

ہوا۔

"اے لوگو ڈرو اپنے رب سے جس نے تم کو ایک جان (آدم) سے پیدا کیا اور اسی کی جنس سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں کے ذریعے بہت سارے مردوں اور عورتوں کو پھیلا دیا۔" (نساء ۱)

حضرت آدم کے لئے انواع واقسام کی نعمتوں اور لذتوں سے بھری جنت بے کیف و بے رنگ رہی تا آنکہ اس میں انہیں اپنی صنف مقابل کی معیت نصیب نہ ہوئی۔

اور اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو اور تمہارا جہاں سے جی چاہے کھاؤ۔ (آل عمران ۱۹)

دنیا کے اندر بندہ مومن جو دینی زندگی اختیار کرتا ہے اور جس کے لئے وہ ہر طرح کی مشقتیں برداشت کرتا ہے اس کا محرک ایک جملے میں یہ ہے کہ وہ آخرت میں دکھ بھری زندگی سے بچ کر جنت کی راحت بھری زندگی کا مستحق قرار پائے جنت کی ان راحتوں اور نعمتوں کی تکمیل اس صورت میں ہوگی کہ اہل ایمان بندوں کو دوسری لذتوں اور آسائشوں کے ساتھ من پسند بیویوں کی معیت نصیب ہوگی۔

اور اہل ایمان کے لئے جنت میں پاک صاف بیویاں ہوں گی اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ (البقرہ ۲۵۱)

اور (متقی لوگوں کے لئے جنت میں) پاک صاف بیویاں ہوں گی اور ان کے لئے اللہ کی خوشنودی ہوگی اور اللہ بندوں کو اچھی طرح دیکھ رہا ہے۔ (آل عمران ۱۵)

ایمان والوں کے لئے جنت میں پاک صاف بیویاں ہوں گی اور ہم انہیں گھنی چھاؤں میں ٹھہرائیں گے۔ (نساء ۵۷)

تم اور تمہاری بیویاں جنت میں ٹھہرو تمہاری عزت افزائی کے بڑے سامان ہیں۔ (زخرف ۷۰)

جنت والے اور ان کی بیویاں چھاؤں میں مسہریوں پر ٹیک لگائے ہوں گے۔

اور جنت میں ملنے والی ان بیویوں اور حوروں کے بیان کو بھی سادہ نہیں رکھا گیا۔ ان کے حسن وجمال کی تفصیل بیان کی گئی اور پوری جزرسی سے ان کا احاطہ کیا گیا۔

خدا کے مخلص بندوں کے پاس جنت میں اپنے شوہروں پر نگاہیں مرکوز رکھنے والی بڑی آنکھوں والی (حوریں) ہوں گی جیسے کہ وہ شترمرغ کے چھپائے ہوئے انڈے ہوں۔

(الصافات ۴۸۔۴۹)

یہ تو ہوگا ہی کہ ہم متقی بندوں کی (جنت میں) بڑی آنکھوں والی حوروں سے شادی کرائیں۔

(دخان ۵۴)

متقی بندے جنت میں قطار بند تختوں پر ٹیک لگائے ہوں گے اور ہم ان کی بڑی آنکھوں والی حوروں سے شادی کرائیں گے۔

(طور ۲۰)

ان جنتوں میں شوہروں پر نگاہیں رکھنے والی بیویاں ہوں گی جنہیں ان سے پہلے کسی نے ہاتھ لگایا ہو گا نہ کس جن نے ------ وہ اپنے حسن کی تابانی میں لعل و گہر کے مانند ہوں گی۔

(رحمٰن ۔ ۵۴۔۵۸)

ان جنتوں میں چھپی ہوئی حسینائیں ہوں گی
.... حوریں جو خیموں میں ٹھہرائی ہوں گی
.... انہیں اپنے شوہروں سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا ہو گا نہ کسی جن نے

(رحمٰن ۔ ۷۰۔۷۴)

جنت میں اس کے باسیوں کے لئے بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی جیساکہ وہ چھپائی ہوئی مورتیاں ہوں۔

(واقعہ ۔ ۲۲۰)

آگے ان کی تعریف میں مزید فرمایا۔ "ہم نے ان کی اٹھان کا بہترین سامان کیا تو ہم نے انہیں بنایا کنواریاں، اپنے شوہروں کے دلوں کو موہنے والی اور ان کی ہم عمر۔"

(واقعہ ۳۵۔۳۷)

سورۃ نباء کے آخر میں اللہ کے نیک بندوں کو آخرت میں ملنے والے اجر و انعام کی تفصیل بھی اس کے بغیر مکمل نہ ہوئی۔

(متقی لوگوں کے لئے جنت میں) ابھرے سینے والی، شوہروں کی ہم عمر بیویاں ہوں گی

(نساء ۔ ۳۳)

یہاں تک کہ ایک موقع پر قرآن جنت میں ملنے والی ان حوروں کو روزی اور غذا (رزق) سے تعبیر کرتا ہے روزی اور غذا کے لئے جو اہمیت ہے معلوم ہے۔ اس کے بغیر زندگی کا تصور محال ہے۔ دنیا میں انسان کو جو نعمتیں بھی میسر ہیں وہ دراصل آخرت کی ابدی نعمتوں کا پرتو ہیں۔ جنت کی حوریں انسان کی روزی ہیں تو دنیوی حوروں، بیویوں کو بھی یہی درجہ اور مقام حاصل ہونا چاہیے۔

متقی لوگوں کے پاس جنت میں اپنے شوہروں پر نگاہیں مرکوز رکھنے والی ان کی ہم عمر بیویاں ہوں گی یہ وہ چیز ہے جس کا تم سے بدلہ کے دن کے لئے وعدہ کیا جارہا تھا جنتی پکار اٹھیں گے بے شک یہ ہماری روزی ہے جو کبھی ختم نہ ہوگی۔ (ص ۵۲-۵۴)

انسان کے اندر جو داعیہ ودیعت ہے اس کے اثر سے مرد کو عورت کے حسن و جمال اور اس کی خوبصورتی سے بھی ایک طرح کی جنسی تسکین حاصل ہوتی ہے۔ اسلام اس جذبے کی بھی تصدیق کرتا ہے اور اس کی تائید کرتا ہے۔ آخری پیغمبر ﷺ سے بڑھ کر کوئی برگزیدہ انسان پیدا نہیں ہوا آپ ﷺ کو اپنی امت کے بالمقابل جو بہت سی خصوصیات حاصل تھیں ان میں ایک چیز یہ بھی تھی کہ آپ ﷺ کے لئے بیک وقت نو بیویوں کی اجازت بحال رکھی گئی، آپ ﷺ کے لئے اس خصوصیت کی اسی حد کو آخری حد قرار دیتے ہوئے قرآن آپ ﷺ کے اندر اس جذبے کی موجودگی کا اعتراف کرتا ہے۔

تمہارے لئے اس کے بعد مزید عورتیں حلال نہیں رہیں نہ یہ حلال ہے کہ تم ان کے بدلے دوسری بیویاں حاصل کرسکو چاہے ان کا حسن و جمال تمہاری نگاہوں میں کتنا ہی کیوں نہ بھے۔ (احزاب-۵۲)

دوسرے موقع پر آپ ﷺ نے خود اس سلسلے میں صراحت فرمائی۔

دنیا کی چیزوں میں مجھے بہت زیادہ مرغوب ہیں عورتیں اور خوشبو۔ ((نسائی)

امام احمدؒ کی کتاب "الزہد" میں اس پر اضافہ ہوا ہے۔ کھانے اور پانی کے بغیر تو میں رہ سکتا ہوں۔ مگر عورتوں کے بغیر میں رہ نہیں سکتا۔ (صحیح مسلم)

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے عورت کو دنیا کی سب سے قیمتی متاع قرار دیا۔

دنیا تمام تر برتنے کی چیز ہے لیکن اس کی سب سے عمدہ اور بہتر برتنے کی چیز نیک عورت ہے۔

ہم نہیں سمجھتے کہ انسانی زندگی میں جنس (sex) کی ضرورت اور اہمیت کے سلسلے میں اس سے آگے مزید کچھ کہا جاسکتا ہے۔

اسلام میں جنس کی حدود:

اسلام انسانی زندگی میں جنس کی ضرورت اور اہمیت کو پوری طرح سے تسلیم کرتا ہے۔ اس کے اظہار کے لئے وہ آدمی کو آزاد نہیں چھوڑتا کہ وہ جہاں اور جس طرح چاہے، اپنی

اس فطری خواہش کو پورا کرے بلکہ وہ اس کے لیے رشتہ ازدواج کا سخت حصار کھینچتا ہے۔ انسان اپنی جنسی ضرورت کو اپنی بیوی ہی سے پوری کر سکتا ہے۔ جو جائز اور صحیح طریقے پر اس کے حبالہ عقد میں آئی ہو۔ اس سے ہٹ کر اگر وہ کوئی قدم باہر رکھتا ہے تو اسلام کے نزدیک سخت ترین جرم ہے۔ جس کے لیے وہ سخت ترین سزائیں تجویز کرتا ہے۔ قرآن فوز و فلاح سے ہمکنار ہونے والے اہل ایمان بندوں کے اوصاف کے بیان میں صراحت کرتا ہے۔

کامیاب اہل ایمان وہ ہیں جو اپنی شرمگاہوں کی نگہداشت رکھنے والے ہیں سوائے اپنی بیویوں کے اور اپنی باندیوں کے نہ تو ان کی نسبت ان پر کوئی ملامت ہے لیکن جو کوئی اس سے آگے کی خواہش کرے تو یہی لوگ حد کو پھاندنے والے ہیں۔ (المومنون ۷-۵)

دوسرے موقع پر نمازی بندوں کی امتیازی صفات کی تفصیل میں یہی بات انہی الفاظ میں کہی گئی۔

اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی نگہداشت رکھنے والے ہیں سوائے اپنی بیویوں کے اور باندیوں کے نہ تو ان کی نسبت ان پر کوئی ملامت نہیں ہے لیکن جو کوئی اس سے آگے کی خواہش رکھے تو یہی لوگ حد کو پھاندنے والے ہیں۔ (معارج ۲۹-۳۱)

یہی بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں کہی ہے جو ایک طرح سے بدلے ہوئے الفاظ میں انہی آیات کریمہ کے مضمون کا اعادہ ہے۔

اپنی ستر عورت کی نگہداشت رکھو' سوائے اپنی بیوی کے اور اپنی باندی کے کہ ان کی نسبت سے تم کو پوری آزادی ہے۔ (ابوداؤد)

زنا حرام ہے:

رشتہ ازدواج سے باہر جنسی خواہش کو پورا کرنا اور اپنی منفی ضرورت کی تکمیل کا سامان کرنا زنا کاری اور بدکاری ہے جو اسلام کے نزدیک حرام اور سخت ترین جرم ہے۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو اس سے اسی سختی کے ساتھ بچنے کی تاکید کرتا ہے۔ قرآن اسے شدید ترین برائی اور بدترین راستہ قرار دیتا ہے۔

اور زنا کے پاس بھی نہ جاؤ یہ کھلی ہوئی بے حیائی اور بہت ہی برا راستہ ہے۔

(اسراء ۳۲)

دوسری جگہ رحمٰن کے نیک بندوں کے اوصاف کے بیان میں اسے شرک اور قتل کے

برابر کا گناہ قرار دیتے ہوئے فرمایا۔

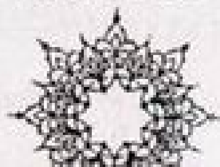
اور رحمٰن کے نیک بندے وہ ہیں جو ایک اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور نہ وہ اس جان کے، جسے اللہ نے حرام ٹھہرایا قتل کے درپے ہوتے ہیں۔ سوائے اس کے کہ اس سے کوئی حق متعلق ہو اور نہ وہ زناء کا ارتکاب کرتے ہیں اور جو کوئی ایسا کام کرے گا اپنے گناہ کے انجام سے دوچار ہو گا قیامت کے دن اس کے لیے عذاب دوچند کیا جائے گا اور وہ اس عذاب میں رسوا ہو کر ہمیشہ کے لیے پڑا رہے گا۔ (فرقان ۶۸۔۶۹)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل حدیث میں اس آیت کریمہ کی تشریح ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ سب سے بڑا گناہ کون سا ہے۔

اس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

یہ کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ جبکہ اس نے تم کو پیدا کیا ہے میں نے عرض کیا پھر اس کے بعد کون سی چیز ہے فرمایا یہ کہ تم اپنی اولاد کو قتل کرو اس ڈر سے کہ کہیں وہ بھی تمہارے کھانے میں شریک نہ ہوئے۔ میں نے عرض کیا پھر اس کے بعد کیا چیز ہے فرمایا یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی عورت کے ساتھ مل کر زنا کرو۔ (بخاری جلد نمبر ۲)

تزانی مزاناۃ باب مفاعلہ سے ہے جس کے معنی ہیں عورت کی رضامندی سے اس کے ساتھ یہ عمل کرنا۔ پڑوسی کی بیوی کی قید اتفاقی ہے جو اس برائی کے گھناؤنے پن کو ظاہر کرتی ہے اس لیے پڑوسی اپنے پڑوسی سے توقع رکھتا ہے کہ وہ اس کے کام آئے گا اور اس کی عزت و آبرو کی حفاظت کرے گا اس کے برعکس اگر وہ اس کے نقصان کے درپے ہو جائے اور اس کی عزت و آبرو سے کھیلنے لگے تو اس سے بڑھ کر برائی اور کیا ہو سکتی ہے۔



اسلام میں چار بیویوں کی آخری حد اور جدید سائنس

مرد کی جنسی ضروریات اور دوسرے مصالح کے تحت اسلام نے صرف مرد کے لیے اس کی اجازت رکھی ہے کہ وہ اپنے دوسرے حقوق و فرائض کی ادائیگی کے ساتھ عدل وانصاف کی شرط کو پورا کرتے ہوئے بیک وقت چار بیویوں کو اپنے نکاح میں رکھ سکتا ہے۔ لیکن یہ اجازت اس شرط کے ساتھ ہے کہ ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کی صورت میں وہ ان کے درمیان عدل وانصاف کے تقاضوں کو پورا کرسکے۔ اگر اس پہلو سے وہ اپنے اندر کمزوری پائے تو بہتر ہے کہ ضرورت محسوس کرتے ہوئے بھی ایک ہی بیوی پر اکتفا کرے۔

اور اگر تم کو اندیشہ ہو کر تم یتیم لڑکیوں کے معاملہ میں انصاف نہ کرسکو گے تو (ان کے علاوہ) جو عورتیں تمھیں پسند آئیں ان سے شادی کرلو۔ دو' دو' تین' تین' اور چار چار لیکن اگر تم کو اندیشہ ہو کہ تم انصاف نہ کرسکو گے تو تم ایک ہی بیوی اکتفا کرو یا جو تمہاری باندیاں ہوں۔ یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم بے انصافی کے راستہ پر نہ پڑو۔ (نساء ۳)

آیت کریمہ میں یتیم لڑکیوں یتامی النساء کی بات زمانہ نزول قرآن کے حالات کی نقشہ کشی کے لیے ہے۔ رازدار شریعت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ میں اس کی تفصیل یہ ہے کہ یتیم لڑکیاں جو اپنے اولیاء کی تولیت میں ہوتی تھیں بسا اوقات وہ ان کے مال واسباب اور ان کے حسن و جمال کی وجہ سے ان سے شادیاں تو کرنی چاہتے لیکن مہر وغیرہ کے ان کے حقوق پوری طرح ادا کرنے کے لیے تیار نہ ہوتے' تو ایسے لوگوں سے کہا گیا کہ اگر وہ ان یتیموں کے ساتھ انصاف نہیں کرسکتے تو دوسری عورتیں موجود ہیں جو ان کے دل کو لگیں ان سے شادیاں کرلیں (احکام القرآن للجصاص ۲/۶۰)

مثنیٰ و ثلاث و رباع کا مطلب ہے دو دو اور تین تین اور چار چار گویا یہ تعداد ازواج کی

آخری حد ہے۔ کوئی مرد بیک وقت چار سے زائد بیویاں اپنے نکاح میں نہیں رکھ سکتا۔ آیت کریمہ کے ان الفاظ کی تفسیر میں امام ابو بکر جصاص فرماتے ہیں۔ (دو دو تین تین اور چار چار) یہ اجازت ہے۔ دو کے لیے اگر مرد ایسا چاہے اور تین کے لیے اگر وہ ایسا چاہے اور چار کے لیے اگر وہ ایسا چاہے یعنی کہ اس کو اختیار ہے کہ وہ اس تعداد میں جتنی کو چاہے ایک ساتھ رکھ سکتا ہے۔ فرمایا لیکن اگر اسے اندیشہ ہو کہ وہ انصاف سے کام نہ لے سکے گا تو چار میں سے تین پر ہی اکتفا کرے پھر اگر اسے اندیشہ ہو کہ وہ اتنے میں بھی انصاف نہ کرسکے گا تو تین میں سے دو پر اکتفا کرے پھر اگر اسے اندیشہ ہو کہ وہ دو میں بھی انصاف نہ کرسکے گا تو ایک ہی بیوی پر اکتفا کرے۔ (احکام القرآن للجصاص ۳۶/۲)

آگے فرماتے ہیں: تو آخری تعداد جس کی آیت کریمہ نے اجازت دی ہے وہ چار ہے اس کے اوپر کوئی اضافہ نہیں ہو سکتا اور یہ تعداد بھی صرف آزاد مردوں کے لیے ہیں غلاموں کے لیے نہیں ہے۔

آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے دوسرے لفظوں میں حافظ ابن کثیرؒ نے بھی یہی بات کہی ہے۔

(دو دو، تین تین اور چار چار) یتیم لڑکیوں کے علاوہ جن عورتوں سے چاہو شادی کرسکتے ہو۔ اگر تم میں سے کوئی چاہے تو دو، اگر کوئی چاہے تو تین اور اگر کوئی چاہے تو چار جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (فرشتوں کو پیغام رساں بنانے والا جو پروں والے ہیں دو دو، تین تین اور چار چار) جس کا مطلب یہ ہے کہ ان میں سے کچھ ہیں جن کے دو پَر ہیں اور کچھ ہیں جن کے تین پَر ہیں اور کچھ ہیں جن کے چار پَر ہیں۔ فرشتوں میں اس سے اوپر کی تعداد کی نفی نہیں ہے اس لیے کہ وہاں اس کے لیے دلیل موجود ہے۔ مردوں کے چار بیویوں پر اکتفا کا معاملہ اس کے برعکس ہے جو کہ اسی آیت کریمہ سے ثابت ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور جمہور فقہا کا یہی مسلک ہے اس لیے کہ یہ موقع احسان اور اجازت کے بیان کا ہے تو اگر چار سے زیادہ عورتوں کا ایک ساتھ رکھنا جائز ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کا ذکر ضرور فرماتا۔

(حوالہ سابق ص ۶۵)

روایات سے بھی اسی کی تصدیق ہوتی ہے حارث بن قیس یا قیس بن حارث کا مشہور واقعہ ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں اسلام لایا تو میرے ہاں آٹھ عورتیں تھیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ان میں سے بس چار کا انتخاب کرلو۔ اسی

طرح نوفل بن معاویہ دیلی کی روایت ہے کہ میں اسلام میں داخل ہوا تو میرے پاس پانچ عورتیں تھیں تو مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چار کو پسند کر لو ان میں سے جس کو چاہو اور باقی کو جدا کر دو۔ (مسند شافعی بحوالہ ابن کثیر ۱/۴۵)

غیلان بن سلمہ ثقفی کا واقعہ مشہور ہی ہے۔ ان کے ہاں زمانہ جاہلیت میں دس بیویاں تھیں وہ اسلام لائے تو وہ سب بھی اسلام لائیں۔ تو نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ ان میں سے بس چار کا انتخاب کر لیں۔ (ترمذی جلد ابواب النکاح)

امام بیہقی نے روایت کے استدلال کے پہلو کو کھولتے ہوئے بجا طور پر کہا ہے۔

استدلال کی بنیاد یہ ہے کہ اگر چار عورتوں سے زیادہ کا ایک ساتھ رکھنا جائز ہوتا تو رسول خدا ﷺ ان کے لئے تمام بیویوں کو درست قرار دیتے کہ وہ دسوں ان کے ساتھ رہیں، جب کہ وہ سب کی سب اسلام لا چکی تھیں۔ تو جو آپ ﷺ نے انہیں صرف چار کو روکنے اور باقی تمام کو جدا کرنے کا حکم دیا تو اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ چار بیویوں سے زیادہ ایک ساتھ رکھنا کسی حال میں جائز نہیں۔ تو جب پچھلے نکاحوں کو باقی رکھنے کا معاملہ ہے تو نئے نکاح کے سلسلے میں یہ بات بدرجہ اولی صادق آتی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ۴۵)

چار بیویوں سے زیادہ کی اجازت خاص طور پر آخری نبی ﷺ کے لئے تھی جس کی مخصوص مصالح اور حکمتیں تھیں۔ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق آپ ﷺ کی بیویوں کی کل تعداد نو تھی، بخاری کے بعض الفاظ میں گیارہ کی بھی روایت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے کہ آپ کی شادی کل ملا کر پندرہ عورتوں سے ہوئی۔ تیرہ کے یہاں آپ ﷺ داخل ہوئے اور بیک وقت آپ ﷺ کے یہاں گیارہ بیویاں رہیں آپ ﷺ کا وصال ہوا تو اس وقت آپ ﷺ کی کل نو بیویاں تھیں۔ (تفسیر ابن کثیر ۱-۴۵)

جیسا کہ قرآن نے خود اس کی صراحت کر دی ہے دوسرے تمام مسلمانوں کے علاوہ یہ صرف آپ ﷺ کے لئے خاص ہے۔ (احزاب ۵۰)

آگے یہ بات بھی صاف کر دی گئی کہ اس حکم کے آجانے کے بعد اب کسی بھی دوسری عورت سے آپ کے لئے نکاح کرنا حلال نہ ہو گا۔

اور اس کے بعد آپ ﷺ کے لئے دوسری عورتیں حلال نہیں ہیں اور نہ یہ حلال ہے کہ ان کے بدلے آپ ﷺ دوسری بیویاں کر سکیں۔ ان کا حسن و جمال آپ ﷺ کے دل کو کتنا ہی کیوں نہ موہ لے سوائے اس کے جو آپ ﷺ کی باندی ہو (تو اس کی

اجازت ہے) اور اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔ (احزاب - ۵۲)

انہی آثار کی بناء پر امام شافعیؒ نے کہا ہے۔

رسول خدا ﷺ کے علاوہ کسی دوسرے شخص کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ ایک ساتھ چار سے زیادہ عورتیں رکھ سکے۔ (حوالہ سابق)

جسے نقل کرنے کے بعد حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ یہ جو امام شافعی نے فرمایا ہے اس پر تمام علماء امت کا اجماع ہے۔ (حوالہ مذکور)

آگے اسی سلسلے میں مزید فرمایا ہے۔

علماء کے نزدیک یہ چیز تنہا آپ ﷺ کی خصوصیات سے ہے۔ امت میں کسی دوسرے کے لئے یہ اجازت حاصل نہیں ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ۱۵۰)

خلاصہ یہ ہے کہ ایک مرد بیک وقت زیادہ سے زیادہ چار بیویاں ہی رکھ سکتا ہے اس پر پوری امت کا اجماع ہے اسلام کے اندر رہتے ہوئے ایک وقت میں چار سے زیادہ بیویاں رکھنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

وہ حق جسے مانے بغیر چارہ نہیں ہے یہ کہ ایک ساتھ چار سے زیادہ بیویاں رکھنا ہر صورت حرام ہے۔ (روح المعانی ۴/ ۱۹۳)

امامیہ اور اہل بیت کا بھی صحیح مسلک یہی ہے۔ امام جعفر صادقؒ سے صاف روایت ہے آدمی کے نطفہ کے لیے کسی صورت میں حلال نہیں ہے کہ وہ چار بچے دانیوں سے زیادہ میں بہے (حوالہ سابق)

زنا کی سخت سزا:

رعایت اور رخصت کی یہ آخری حد ہے اس سے ہٹ کر اگر کوئی شخص رشتہ ازدواج سے باہر جنسی تعلق قائم کرتا ہے تو اسلام اس کے لیے زناء کی سخت ترین سزا تجویز کرتا ہے اگر اس جرم کا ارتکاب کرنے والا مرد یا عورت غیر شادی شدہ ہیں تو سزا سو (100) کوڑے ہے' جسے قرآن نے خود بیان کیا ہے۔

زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والا مرد' تو ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اور ان کی نسبت سے اللہ کے دین کے معاملہ میں تم کو کوئی مروت دامن گیر نہ ہو اگر تم اللہ اور

آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور چاہیے کہ ان کی سزا کا مسلمانوں کی ایک جماعت نظارہ کرے۔ (نور ۲)

شادی شدہ زانی اور زانیہ کی سزا رجم ہے یعنی ایسے مجرم مرد اور عورت کو سنگسار کیا جائے گا یہاں تک کہ اس کی موت واقع ہو جائے۔ (بحوالہ نظریہ جنس)

ڈاکٹر مارکرکین اور چار شادیاں:

اس سے قبل میں چار شادیاں یا اس سے زائد شادیوں کے خلاف تھا لیکن اسلام کا مطالعہ کرنے کے بعد اس بات کی تہہ تک پہنچا ہوں کہ اسلام کا ہر عمل بے شمار گہرائیاں اور وضاحتیں رکھتا ہے۔

چار شادیاں ایک صحت مند اور صاحب حیثیت آدمی کے لیے بہت ضروری ہیں اس کی خوراک اور آرام اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ ایک سے زیادہ زائد شادیاں کرے۔ اگر اس کے پاس ایک بیوی ہے اور اس کی خوراک آرام اور دولت زیادہ ہے تو اس کا نفس دوسری شادی کا تقاضا کرے گا۔ اگر دوسرا نکاح موجود ہو گا تو وہ محفوظ ہے ورنہ وہ زنا میں مبتلا ہو گا۔ بحوالہ (مستشرقین اور اسلام)

مرد کی جنسی قوت عورت سے زیادہ ہے:

اسلام میں مرد کے لیے بیک وقت چار بیویوں کی اجازت اس مسئلہ کو بھی حل کر دیتی ہے کہ اس دین کے نقطۂ نظر سے مرد کی شہوانی قوت عورت کے مقابلہ میں بڑھی ہوئی ہے۔ اسلام میں مرد کے لیے چار بیویوں کی اجازت کے بہت سے مصالح ہیں۔ ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آدمی کی بیوی مباشرت کے قابل ہی نہ ہو اور اس ضرورت سے اسے دوسری اور تیسری شادی کرنی پڑے لیکن یہ ایک استثنائی صورت ہے۔ عام حالات میں چار بیویوں کی اجازت کا مطلب ہے کہ آدمی جس مصلحت سے بھی ایک سے زیادہ بیویاں رکھے ایک مرد بیک وقت چار عورتوں کی جنسی خواہش پوری کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ عورت کی جنسی تسکین اس کا بنیادی حق ہے۔ شوہر کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس کے حق کی ادائیگی کا سامان کرے۔ ایک مرد جب چار عورتوں کی جنسی تسکین کا سامان کر سکتا ہے تو اس سے اپنے آپ واضح ہے کہ اس کی جنسی قوت عورت سے زیادہ ہے۔

اچاریہ رجنیش کا خیال بالکل الٹا اور لغو ہے کہ عورت کی جنسی خواہش مرد سے بڑھی ہوئی ہے اور ایک مجامعت کے بعد وہ متعدد مجامعتوں کے لیے ابھر جاتی ہے اور مرد ایک مجامعت کے بعد بیکار ہو جاتا ہے۔ (بحوالہ جنسی مجامعت اچاریہ رجنیش کے خیالات)

ماضی میں بہت سے لوگ اس غلط فہمی کا شکار رہے ہیں۔ اسلامی مفکرین نے اس غلط فہمی کو دور کرنے کی کوشش کی ہے آٹھویں صدی ہجری کے نابغہ روزگار عالم علامہ ابن قیم اپنی شہرہ آفاق کتاب اعلام الموقعین میں فرماتے ہیں۔

کہنے والے مرد کا یہ کہنا کہ "عورت کی جنسی خواہش مرد کی خواہش سے زیادہ ہے تو بات یوں نہیں ہے جیسا کہ اس نے کہا ہے۔" (اعلام الموقعین ۲۔ ۱۰۵)

آگے مرد کے لئے چار بیویوں کی اجازت کی حکمت کی تفصیل بیان کرتے ہوئے اس کی وضاحت فرماتے ہیں۔

عورت کا معاملہ یہ ہے کہ مرد ایک بار اپنی ضرورت پوری کرے تو اس کی جنسی خواہش ٹوٹ جاتی ہے۔ اور وہ اپنے آپ میں چور ہو جاتی ہے اور اس وقت کسی دوسرے مرد سے اپنی جنسی خواہش کی تکمیل کی اسے کوئی طلب نہیں رہتی۔ (حوالہ سابق)

اس سے یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے کہ ایک عورت ایک ہی مرد کی ہو کر رہ سکتی ہے جب اس کی شہوانی قوت مرد سے کمزور ہے تو اس کے لئے ایک ہی مرد پر اکتفا کرنا ضروری ہے اس کی یہ حکمت اس پر مستزاد ہے کہ اگر ایک عورت دو یا دو سے زیادہ مردوں کی بیوی بن کر رہے گی تو عالم میں فساد برپا ہو جائے گا خاندان اور نسب کے سلسلے بالکل برباد ہو کر رہ جائیں گے۔ ساجھے دار شوہر کا بازار گرم ہو گا اور جھگڑوں اور لڑائیوں کا نہ رُکنے والا سلسلہ قائم ہو جائے گا' یقیناً اس عورت کا حال کبھی درست نہیں ہو سکتا جس کے مختلف و متعدد ساجھی دار ہوں جو برابر ایک دوسرے سے دست و گریباں ہوں۔ اسی طرح ان ساجھی داروں کا حال بھی کچھ اچھا نہیں ہو سکتا۔ (اعلام الموقعین ۲۔ ۱۰۴)

دوسرے موقع پر علامہ موصوف نے اس بات کو مزید تفصیل سے بیان کیا ہے' فرماتے ہیں۔ لوگوں کا یہ کہنا کہ اللہ تعالی نے عورت کے اندر جنس کی جو خواہش رکھی ہے وہ مرد کی جنسی خواہش سے سات گنا زیادہ ہے۔ فرمایا اگر معاملہ یوں ہوتا تو اللہ تعالی مرد کو یہ اختیار نہ دیتا کہ وہ بیک وقت چار بیویوں کو رکھ سکے' ساتھ ہی حسب دلخواہ باندیوں سے تمتع کرے اور عورت پر تنگی نہ کرتا کہ وہ ایک وقت میں ایک مرد سے زیادہ سے شادی نہ کر سکے اور چار

بیویوں کی صورت میں مرد کی باری سے اسے چوتھائی کا حصہ ملے۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت سے یہ بہت بعید ہے کہ جس کو زیادہ ضرورت ہو وہ اس کے لیے تنگی کرے اور جس کی ضرورت کم ہو اس کے لیے کشادگی کا سامان کرے۔ (ابن القیمہ الجوزیہ)

آگے اس سلسلے میں مزید عقلی اور نقلی دلائل پیش کرتے ہیں۔

دوسری بات یہ کہ مرد کا مزاج گرم ہے اور عورت کا مزاج سرد ہے۔ گرم مزاج والے کو مجامعت کی اس سے زیادہ ضرورت ہے جتنی سرد مزاج والے کو ضرورت ہو سکتی ہے۔

مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ نے میراث' دیت' گواہی' عقیقہ نیزان کے علاوہ دوسرے بہت سے معاملات میں مرد کو عورت سے اوپر رکھا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے (مردوں اور عورتوں میں سے) ایک کو جو دوسرے کے اوپر رکھا ہے تو اس کو توڑ کر تم برابری کی خواہش نہ کرو مردوں کے لیے اپنی کمائی کا حصہ ہے اور عورتوں کے لیے اپنی کمائی کا حصہ ہے اور اللہ سے اس کے فضل کے طلب گار ہو۔ اب یہ مرد کو عورت سے اوپر رکھنے کی بات ہے کہ اس کے لیے خاص طور پر ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کی اجازت ہے۔ واللہ اعلم۔ (حوالہ سابق)

پس بحیثیت نوع کے مرد کی جنسی قوت عورت سے زیادہ ہے اور جس طرح اپنی تمام قوتوں اور صلاحیتوں میں مرد کو فی الجملہ عورت پر فضیلت اور قوت حاصل ہے' جنسی قوت کے معاملہ میں بھی عورت پر اس کی برتری مسلم ہے۔ دور حاضر کی بے حیا تہذیب کا یہ بیان بالکل غلط ہے کہ بہت سے مردوں کی طرح بہت سی عورتیں بھی ہوتی ہیں جنہیں اپنی زندگی کو باقی رکھنے کے لیے بدکاری کی تھونی (Adulterous prop) کی ضرورت ہوتی ہے جس کے بغیر ان کے لیے زندگی کے میدان میں تنہا کھڑا ہونا مشکل ہے۔

(حوالہ۔ شادی کے روایتی ادارے پر تنقید)

مغرب کے فکرو نظر کے پورے نظام کی طرح اس کا یہ بیان بھی غیر متوازن اور نقطۂ اعتدال سے ہٹا ہوا ہے۔ اس میں اصول کی حد تک یہ بات تو درست ہے کہ مرد کی شہوانی قوت چونکہ عورت سے بڑھی ہوئی ہے اس لیے بسا اوقات اس کے لیے ایک بیوی کافی نہ ہو کر دوسری بیوی کی بھی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ اسلام نے بیک وقت ایک مرد کے لیے چار بیویوں کی اجازت دے کر یہ مسئلہ حل کر دیا ہے۔ رہی یہ بات کہ بہت سی عورتیں بھی ہوتی ہیں جو ایک مرد پر اکتفا نہیں کر سکتیں تو یہ محض نفس و شیطان کا پھندا ہے' جس میں مغرب نے

ہدایت الٰہی اور خدا کے دین سے بے رخی اور بے نیازی دکھا کر اپنی گردن کنے کو باعث افتخار سمجھا ہے۔ فکر و نظر کے زعم میں وہ اپنی گردن کو جتنا ادھر ادھر گھماتا ہے اس پھندے میں اس کی گردن اتنی ہی کستی جاتی ہے۔ (اتفاقی اور استثنائی طور پر تو یہ ہو سکتا ہے کہ کسی عورت کی شہوانی قوت کسی مرد سے زیادہ ہو۔ جس طرح کہ مثال کے طور پر کوئی عورت اپنی جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں میں اتفاقیہ مرد سے اوپر ہو سکتی ہے۔ اس طرح کی اتفاقیہ صورت میں کہ کوئی مرد اپنی بیوی کے مقابلہ میں جنسی طور پر کمزور پڑ رہا ہو اور اس سے اس کی شہوانی تسکین نہ ہو رہی ہو' اسلام میں اس کی پوری اجازت ہے کہ عورت اگر چاہے تو شوہر سے باضابطہ جدائی حاصل کر کے اپنے جوڑ کے مرد سے دوسری شادی کر لے' جس سے اس کی جنسی عدم تسکین کا خطرہ نہ رہے۔ لیکن یہ کہ کوئی عورت ایسی بھی ہو سکتی ہے جو بالکل مرد کے قابو میں نہ آئے اور اسے اپنی جنسی تسکین کے لیے بہر صورت ایک سے زیادہ مردوں کی ضرورت ہو اسلام کے نقطۂ نظر سے یہ خیال قطعی غلط اور بے بنیاد ہے۔ بحیثیت نوع کے ایک مرد ایک ہی نہیں بلکہ ایک سے زیادہ عورتوں کی جنسی تسکین اور تشفی کے لیے کافی ہے۔

جدید ماہرین جنسیات کا بھی کہنا یہی ہے کہ یہ بات عورت کی جنسی خواہش مرد سے زیادہ ہے اور ایک مرد سے ایک عورت کی جنسی تسکین نہیں ہو سکتی' مطلق صحیح نہیں ہے۔ بات صرف اس قدر ہے کہ عام طور پر عورت مجامعت کے ایک عمل کے بعد فوری طور پر دوسرا عمل بھی کر سکتی ہے۔ جب کہ مرد کو بالعموم اس کے لیے وقفہ درکار ہوتا ہے۔

N. Gupta and Vidva Bhushan Sex Education for Teenagers.

مجامعت کے عمل میں جو غیر معمولی مشقت اور بوجھ مرد کا حصہ ہوتا ہے اس کے پیش نظر یہ عین قرین قیاس ہے لیکن اس سے صرف اس کے لیے وقفہ کی ضرورت ثابت ہوتی ہے۔ جس کے بعد وہ ایک ہی نہیں ایک سے زائد عورتوں کی بھرپور جنسی تسکین کا سامان کر سکتا ہے۔ جیسا کہ تجربے اور تاریخ سے اس کا ثبوت فراہم ہوتا ہے یہ صرف استثنائی کی صورت ہے کہ کچھ عورتیں جن کا جنس (sex) میں انہماک غیر معمولی طور پر بڑھا ہوا ہو ان کی جنسی خواہش ایک اوسط مرد کی جنسی خواہش سے زائد ہو (حوالہ سابق)

اس سے مطلق مرد کے مقابلہ میں عورت کی بڑھی ہوئی جنسی خواہش اور اس کے لیے ایک مرد پر عدم کفایت کا ثبوت مہیا نہیں ہوتا۔

رجنیش جیسے لوگوں کو اسی طرح کے استثنائی معاملات و تجربات سے دھوکہ ہوا ہے جس

کے نتیجے میں مطلق مرد کے مقابلے میں عورت کی بڑھی ہوئی جنسی خواہش کا فلسفہ گھڑ لیا گیا جو حقیقت سے دور ہے اور پھیلے ہوئے شواہد جس کا ساتھ دینے سے قاصر ہیں۔ تاریخ میں بہت سے بادشاہوں اور امراء و نوابین کا جواز و عدم جواز سے قطع نظر بیک وقت درجنوں بیویاں رکھنا اور ان کی مکمل جنسی تسکین کا سامان فراہم کرنا بھی اپنے آپ میں اس کی کافی دلیل ہے کہ مرد کی جنسی قوت عام طور پر عورت سے زیادہ ہے اور معمول کی زندگی میں ایک مرد کی زندگی میں ایک مرد ایک سے زائد عورتوں کی بھرپور جنسی تسکین کا سامان فراہم کر سکتا ہے۔

چار بیویوں کی آخری حد کی حکمت:

یہ واضح ہو جانے کے بعد کی مرد کی جنسی قوت عورت سے زیادہ ہے۔ جس کے حل کے لیے اسلام نے بیک وقت مرد کے لیے چار بیویوں کی اجازت رکھی ہے' ذہن میں ایک سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ کیا یہ ضروری ہے کہ مرد کی ضرورت چار کی خاص تعداد ہی سے پوری ہو۔ یہ تعداد اس سے کم یا زیادہ بھی ہو سکتی ہے۔ اس سلسلے میں پہلی بات یہ ہے کہ اسلام کے سانچے میں اس طرح کی تعداد اور انداز سے اصلاً توفیقی ہیں یعنی ان کی اصل حکمت اور مصلحت کو اللہ ہی سمجھ سکتا ہے۔ بندے کا کام یہ ہے کہ جس علیم و خبیر ذات پر وہ ایمان لایا ہے جو سرتاپا علم' سرتاپا حکمت ہے۔ وہ اس کے حکم پر آمنا و صدقنا کہے اور آقا کے فرمان کی بے چون و چرا پیروی کو اپنے لیے باعث سعادت سمجھے غلام کا منصب آقا کے احکام کی پیروی ہے۔ بدنصیب غلام ہی اپنے مالک اور محسن کے احکام و فرامین کی حکمتوں اور مصلحتوں کی ادھیڑ بن میں پڑ سکتا ہے۔ پس جس طرح نماز پنجگانہ کی رکعتوں اور ان کے اوقات' زکوٰۃ کے نصاب اور اس کے لیے سال گزرنے کی شرط' رمضان کے لیے ایک ماہ کا تعین' حج کے لیے متعین ایام کی پابندی وغیرہ دین کے احکام و تعلیمات کی کوئی متعین اور دو ٹوک توجیہ اور حکمت بیان نہیں کی جا سکتی اس طرح مرد کے لیے چار بیویوں کی آخری حد کی بھی کوئی بہت زیادہ دو ٹوک اور دو دو چار کی حکمت و مصلحت کی تعیین نہیں کی جا سکتی اور اس کی کوئی بہت زیادہ ضرورت بھی نہیں ہے۔

اس سے ہٹ کر یہ حقیقت اپنی جگہ ہے کہ جب اللہ کی ذات سرتاپا علم اور سرتاپا حکمت ہے تو اس کے احکام بھی حکمت و مصلحت سے خالی نہیں ہو سکتے۔ انسان اپنی محرومیوں اور اپنی عقل کی نارسائیوں کے باوجود اگر اس کی فطرت سلیم زندہ ہو اور نفس و شیطان نے اس کے

ذہن و ضمیر پر غفلت و سرمستی کی دبیز تہیں نہ چڑھا دی ہوں تو اسلامی شریعت و اسلامی نظام زندگی کے دوسرے بہت سارے احکام و تعلیمات کی طرح اس حکم کی حکمت اور مصلحت کو بھی بہت کچھ سمجھ سکتا ہے۔ اس سلسلے میں پہلی بات یہ ہے کہ جب یہ طے ہو گیا کہ مرد کی جنسی قوت عورت سے زیادہ ہے تو اس کے لیے بیویوں کی کوئی نہ کوئی تعداد تو مقررہ ہونی ضروری ہی تھی۔ جس طرح یہ بات چار بیویوں کے سلسلے میں کہی جاسکتی ہے تین' پانچ اور سات بیویوں کے سلسلے میں بھی یہی بات کہی جاسکتی ہے۔

اس اصول کو اگر عام زندگی میں نافذ کر دیا جائے تو دنیا کا کوئی نظام ہی نہ چلے اور زندگی کا سارا کاروبار بالکل ٹھپ ہو کر رہ جائے۔ ڈاکٹر مریض کے لیے کوئی نسخہ تجویز کرتا ہے اور اس کے لیے دن رات کی متعین تعداد اور متعین مقدار کے ساتھ گولیوں اور شربت کے استعمال کی تاکید کرتا ہے۔ مریض کہہ سکتا ہے کہ صرف دوا ضروری ہے۔ یہ کیا ضروری ہے کہ فلاں تعداد اور فلاں مقدار ہی میں گولی اور شربت استعمال کیا جائے۔ لیکن انسان کو چونکہ اپنی مادی زندگی عزیز ہے اس لیے اس طرح کے کسی سوال کی توقع ایسے مریض ہی سے کی جاسکتی ہے۔ جس کا ذہنی توازن قائم نہ ہو۔ موجودہ دور کے انسان کے لیے چونکہ اپنی مصنوعی زندگی کی کوئی قدر و قیمت باقی نہیں رہ گئی ہے۔ اس لیے حکم مطلق کے احکام و تعلیمات میں اس طرح کی موشگافیوں میں وہ کوئی حرج محسوس نہیں کرتا بلکہ نفس اور شیطان کی اکساہٹ سے اسے بسا اوقات وہ اپنی دانائی اور زیرکی کا کمال محسوس ہوتا ہے۔

ایک دو اور مثالوں سے یہ بات اور واضح ہو جائے گی ڈاک و تار اور ریلوے کے نظام میں کتنی حد بندیاں ہیں لیکن ہر شخص انہیں پوری خوش دلی سے گوارہ کرتا ہے اور حکومت کی قوت قاہرہ چونکہ سر پر مسلط ہے اس لیے کسی کے ذہن میں ان کے سلسلے میں کوئی خلش اور کوئی اشکال نہیں پیدا ہوتا۔ کتنی ہی گاڑیاں ہیں جن میں پابندی ہے کہ مثال کے طور پر چار سو کلومیٹر سے کم فاصلے پر اس میں ٹکٹ نہیں مل سکتا۔ آدمی کو اگر اس سے آدھے فاصلے کا بھی سفر طے کرنا ہے تو وہ گاڑی میں بیٹھنے کا مجاز اسی صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ وہ متعین فاصلے کا ٹکٹ خریدے۔

آسانی سے کہا جاسکتا ہے کہ کیا ضروری ہے کہ اس فاصلے کی حد اتنی ہی ہو۔ یہ اس سے کم یا اس سے زیادہ بھی تو ہو سکتی ہے ڈاک خانے میں پارسل کا وزن اگر مثلاً پانچ سو گرام ہو تو اس پر چار روپے کا ٹکٹ لگے گا۔ لیکن اس سے دو گرام بھی فاضل ہو جائے تو ٹکٹ کی مقدار

بڑھ کر آٹھ روپے ہو جائے گی۔ سوال کیا جاسکتا ہے کہ ڈاک خانے کے نظام میں یہ سختی کیوں؟

وزن دو گرام کم یا دو گرام زیادہ ہو اس سے کیا خاص فرق پڑتا ہے جو اس سے ٹکٹ کی شرح مختلف ہو جاتی ہے۔ لیکن معلوم ہے چونکہ حکومت کا ڈر ہے اس لیے کسی کے ذہن میں ان تعینات اور ان تقدیرات کے سلسلے میں کوئی سوال نہیں اٹھتا۔ خدا تعالیٰ آنکھوں سے پرے ہے اور اس کا خوف دل سے نکلا ہوا ہے اس لیے شیطان کے وسوسے سے ذہن میں طرح طرح کے سوالات پیدا ہوتے ہیں۔

اس لیے صحیح بات تو یہی ہے کہ جب مرد اور عورت کے خالق نے کہہ دیا ہے کہ ایک مرد کے لیے زیادہ سے زیادہ چار بیویاں کافی ہیں اور ایک عورت کے لیے ایک مرد سے زیادہ کی بات لانا بھی انسانیت کی توہین ہے تو انسان کا منصب ہے کہ وہ اپنے مولیٰ کے سامنے سر جھکا دے اس پہلو سے ذہن کو صاف کرنے کے بعد دیکھا جائے تو اس حکم کی حکمت اور مصلحت بھی آسانی سے سمجھ آجاتی ہے۔

ایک سے زیادہ بیویاں بسا اوقات مرد کی ناگزیر ضرورت ہوتی ہیں عورت مزمن مریض یا بانجھ ہے مرد کی مروت کے خلاف ہے کہ ایک دیرینہ رفیق کو محض جسمانی معذوری کی بنیاد پر اپنے سے الگ کردے۔

س مسئلہ کا ایک ہی حل ہے۔

کہ اس بیوی کو باقی رکھتے ہوئے وہ دوسری اور تیسری شادی کرلے۔ بعض اوقات مختلف حالات کے تحت معاشرے میں عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہوسکتی ہے۔ اس مسئلے کا بھی یہی حل ہے کہ مرد کو ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کی اجازت ہو۔ سماجی اور سیاسی مصالح کا بھی تقاضا ہوسکتا ہے کہ مرد ایک سے زیادہ شادیاں کرے۔ اور مختلف قبیلوں اور خاندانوں سے سسرالی رشتے قائم کرکے پولٹیکل مصالح کی تکمیل کرے۔

اس سے ہٹ کر مرد کی یہ مستقل ضرورت اپنی جگہ ہے کہ چونکہ اس کی جنسی ضروریات عورت کے مقابلہ میں بڑھی ہوئی ہیں۔ اس لیے اسے بہرحال ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کی اجازت ہونی چاہیے انسانی فطرت اور عقل و تجربہ کا اصرار ہے کہ مرد کی یہ ضرورت چار بیویوں سے پوری ہو جاتی ہے۔ اللہ نے سال میں چار موسم رکھے ہیں جاڑا، گرمی، خزاں اور برسات پس ہر موسم کے لیے ایک ایک بیوی بالکل کافی ہے۔

علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں۔
پھر کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے اوپر جنسی خواہش کا غیر معمولی دباؤ ہوتا ہے تو ان کی ضرورت ایک بیوی سے پوری نہیں ہوتی تو ایسے آدمی کے لیے دو، تین، چار کی گنجائش رکھی اور یہ تعداد ذوق و مزاج کے اختلاف کی تعداد اور سال کے موسموں کی تعداد کے مطابق ہے۔ حوالہ۔ اعلام الموقعین ۲۔ ۱۰۳

حکیم الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اس حکم کے مختلف پہلوؤں کو سمیٹتے ہوئے تعداد ازدواج کی حکمت کی تفصیل ان لفظوں میں کرتے ہیں۔
لوگوں میں کچھ ایسے ہوتے ہیں کہ ایک شرمگاہ سے ان کی عفت بائی کا سامان نہیں ہوتا نیز نکاح کا عظیم ترین مقصود افزائش نسل ہے۔ اور ایک مرد بہت سی عورتوں کو بار آور کرانے کے لئے کافی، مزید برآں ایک سے زیادہ عورتیں رکھنا مردوں کا خاصہ ہے اور بسا اوقات اس سے فخر و مباہات کا حصول مقصود ہوتا ہے تو اس مقصد کے حصول کے لئے شارع نے چار کی تعداد مقرر کی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ چار کی تعداد ایسی ہے کہ جسے یہ حاصل ہو وہ تین رات کے بعد ہر ایک کے پاس دوبارہ لوٹ سکتا ہے۔ اور ایک سے کم وقفہ میں باری کا فائدہ حاصل نہیں ہوتا اور اس صورت میں نہیں کہا جاسکتا کہ شوہر نے بیوی کے پاس رات گزاری اور تین کثرت کی ابتدائی سرحد ہے اور جو اس سے اوپر ہے وہ کثرت کی بڑھی ہوئی صورت ہے۔ حوالہ (حجۃ اللہ البالغہ)

جن مردوں کی جنسی قوت غیر معمولی طور پر بڑھی ہوئی ہو اور وہ اسی ضرورت سے ایک سے زائد بیویاں رکھنے کے خواہشمند ہوں ان کے لئے چار بیویوں کی تعداد بالکل کافی ہے۔
حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کے الفاظ میں اس کی تفصیل سننے کے لائق ہے۔
سو جن اشخاص کو ہیجان و توقان شہوت (غلبہ شہوت) زیادہ ہو ان کی حفاظت عفت کے لئے ہر سال میں چار عورتیں نوبت بہ نوبت ان کے پاس ہونا چاہئیں اور ایسے آدمیوں کے لئے یہ عدد عین قدرت کے مطابق ہے۔
تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ایسا آدمی جب کسی عورت کو نکاح میں لائے گا تو کم از کم یہ عورت اس کے لئے تین ماہ کافی ہے۔ کیونکہ حمل کی شناخت تین ماہ تک مقررہ ہے۔ پس اگر اس میعاد میں اس عورت کو حمل ٹھہر جائے تو ایسے ہیجان و جوش شہوت والا آدمی اگر اس

عورت سے محبت کرے گا تو جنین پر برا اثر پڑے گا اور حمل گر جانے کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا اس عورت کو آرام دیوے اور اس عورت سے محبت ترک کر کے دوسری عورت نکاح میں لائے گا اگر دوسری عورت کو بھی تین ماہ میں قرار حمل ہو جائے تو اس سے بھی صحبت ترک کرنی پڑے گی۔ کیونکہ اس سے اسقاط حمل کا اندیشہ ہے۔ اور والدین کے شہوانی جوش جنین پر برا اثر ڈالتے ہیں۔ یہ چھ ماہ ہوئے۔ اب تیسری عورت سے نکاح کرے گا اگر تیسری عورت کو بھی حمل ہو گیا تو اس سے بھی اس کو صحبت ترک کرنا پڑے گی۔ یہ نو ماہ ہوئے۔ اب پہلی عورت کا وضع حمل ہو جائے گا مگر وہ غالباً تین ماہ تک قابل صحبت نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا اس کو چوتھی عورت نکاح میں لانی پڑے گی۔ اب چوتھی عورت کے حمل کی شناخت بھی تین ماہ تک مقررہ ہے۔ یہ ایک سال ہوا۔ اور اس اثناء میں پہلی عورت جس کو وضع حمل سے تین ماہ گزر چکے ہیں تعلقات زن و شوئی کے لئے تیار ہو جائے گی۔ اس طرح وضع حمل کے بعد ہر ایک نوبت یہ نوبت اس کے لئے مہیا ہو گی۔ (المصالح العقلیۃ الاحکام النقلیۃ)

آگے وہ اسی مسئلہ کی مزید تفصیل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ پس یہ تعداد ہر ایک قوی الشہوت انسان کے لئے کافی اور عین قانون قدرت و فطرت کے مطابق ہے۔ اور اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں دو' دو' تین' تین' چار' چار تک فرمایا ہے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ بعض آدمیوں کے لئے ہر سال میں دو ہی عورتیں کافی ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ بعض عورتوں کی اولاد نہیں ہوتی۔ یا دیر سے حمل ٹھہرتا ہے۔ اور بعض کے لئے سال میں تین ہی کافی ہو سکتی ہیں اور بعض کو چار کی ضرورت پڑتی ہے۔ (حوالہ سابق ۷۸)

تاریخ اور تجربے سے اس کی صداقت کا ثبوت یہ ہے کہ صدر اسلام میں جنسی ہیجان اور شہوانی قوت میں دنیا کی سب سے بڑھی ہوئی قوم عرب کے لئے جب کہ وہاں ہر شخص کو لونڈیوں اور باندیوں کی سہولت میسر نہ تھی چار بیویوں کی تعداد بالکل کافی رہی اور اس پر اضافے کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوا۔ تو دنیا کی دوسری قوموں کے لئے تو یہ اصول بدرجہ اولیٰ مناسب اور بہتر اور عین تقاضائے حکمت و مصلحت ہے۔

اسلام کی چودہ سو سال کی تاریخ مزید اس کی صداقت کا ثبوت ہے جہاں دنیا کے چپہ چپہ پر ہر رنگ و نسل کے لوگوں میں کلمہ گو افراد کے لیے یہ تعداد بالکل کافی اور حسب حال رہی ہے۔

ایک شبہ اور اس کا جواب:

اس مقام پر ایک شبہ کو رفع کرنا ضروری ہے۔ یہ واضح ہو جانے کے بعد کہ ایک عورت کی جنسی تسکین کے لیے ایک مرد بالکل کافی ہے اور مرد جس کی شہوانی قوت عورت سے بڑھی ہوئی ہے اس کے لیے بیک وقت چار بیویوں کی آخری حد بالکل عقلی اور سائنٹیفک ہے۔

جس کے بعد مزید ادھر ادھر جھانکنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ سوال کیا جاسکتا ہے کہ اسلام کے صدر اول میں جب کہ مرد کو اپنی بڑھی ہوئی شہوانی قوت کی تسکین کے لیے چار بیویوں کے علاوہ لونڈیوں اور باندیوں کی سہولت میسر تھی اور آج سے چند سو سال پہلے تک مسلمان معاشروں میں مرد کو یہ سہولت کسی نہ کسی درجہ میں حاصل رہی تو آج جبکہ غلامی کے دور خاتمہ کے ساتھ لونڈیوں اور باندیوں کے رواج کا بھی قانونی طور پر خاتمہ ہوگیا ہے مگر ایک مرد آج چار بیویوں کے ساتھ اپنے اس حق کا بھی اظہار یا اس کا دعویٰ کرتا ہے تو اس کا کیا جواب ہے؟

اس سلسلے میں پہلی بات یہ جیساکہ عرض کیاگیاکہ صدر اسلام میں بھی جب کہ غلامی کے رواج کے ساتھ لونڈیوں اور باندیوں کا عام چلن تھا' معاشرے کے ہر فرد کو بیوی کے علاوہ لونڈی اور باندی کی سہولت میسر نہ تھی۔ لیکن اس صورت میں بھی اس کے لیے رشتہ ازدواج سے باہر جنسی تعلق کی کوئی گنجائش نہ رکھی گئی۔

تو ایسے زمانہ میں جب کہ غلامی کے خاتمہ کے ساتھ لونڈیوں اور باندیوں کا رواج ہی بالکل ختم ہوگیا ہو یہ صورت بدرجہ اولیٰ قائم ہوگی۔ دوسری بات یہ کہ اسلامی فلسفہ حیات میں جنسی تسکین کی اصلی اور دائمی صورت شادی ہے جس کے لیے اسلام نے مرد کے لیے بیک وقت' جیساکہ تفصیل گزری' چار بیویوں کی گنجائش رکھی ہے۔ صدر اسلام یا اس کے بعد کے ادوار میں لونڈی اور باندی کی سہولت ایک ضمنی اور عارضی سہولت تھی اور عارضی سہولت کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ حالات کی تبدیلی کے ساتھ وہ چیز خود بخود ختم ہو سکتی ہے۔ بعد کے زمانے میں کسی شخص کے اس کے دوبارہ مطالبہ یا استحقاق کا دعویٰ نہیں رہتا۔ لونڈیوں اور باندیوں کی اجازت کا معاملہ اپنی جگہ' اسلام میں چار بیویوں کی اجازت بھی مطلق اور اٹل ٹپ نہیں ہے کہ معاشرہ کا ہر فرد خواہ وہ جس حال اور جن مسائل کے بھی ساتھ ہو بہر صورت اپنے لیے چار بیویوں کے استحقاق کا دعویٰ کرے۔ اسلامی معاشرہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ نگاہ میں رکھے کہ اس اجازت کا غلط استعمال نہ ہو اور یہ رخصت مصالح کے حصول کے بجائے

مفاسدہ کا پیش خیمہ نہ بننے پائے۔ اسلام وہ آخری نظریہ ہے جو غلامی کو گوارہ کر سکتا اور غلامی کے ادارے کو انگیز کر سکتا ہے۔ دنیا سے غلامی کے خاتمے اور غلاموں کی حالت کو بہتر بنانے اور انہیں اونچا اٹھانے میں اس کا تاریخی کردار بے مثال ہے۔

(حوالہ۔ کتاب الاسلام کا تصور)

لیکن اگر خدانخواستہ دنیا کی حالت میں کوئی غیر متوقع تبدیلی رونما ہوتی ہے اور اس کو روکنے اور اس پر بند لگانے کی اسلام کی تمام تر کوششوں اور اس کے تمام تر جتن کے باوجود غلامی کو دوبارہ رواج حاصل ہو جاتا ہے تو لونڈیوں اور باندیوں کے سلسلے میں اس کی سابقہ ہدایت دوبارہ بحال بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن جب تک یہ حالات نہیں ہیں جن کا نہ ہونا اسلام کے لیے عین مطلوب ہے اس وقت تک کسی کے لیے اس دعویٰ اور استحقاق کی کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ بیویوں کے ساتھ لونڈیوں اور باندیوں کی سہولت میسر نہیں ہے تو شادی کے علاوہ جنسی تسکین کے دوسرے راستے بھی کھلے ہونے چاہئیں۔

موجودہ دور میں غلامی کا نام لیے بغیر غلامی کی بہت سی صورتوں کا چلن ہے اور لونڈیوں اور باندیوں کے قدیم رواج سے بھی بدتر عورتوں کی جسم فروشی اور ان کی باقاعدہ تجارت کی شکلیں رائج ہیں۔ لیکن بہر حال یہ حالات کی مجبوری اور دوسرے اسباب و عوامل کے تحت آزاد انسانوں کی تجارت ہے، جسے اصطلاحی غلامی کے مترادف قرار نہیں دیا جاسکتا۔

اس لیے اسلام کے نقطۂ نظر سے آج کے حالات میں مرد کی جنسی تسکین کا واحد جائز ذریعہ شادی ہے جس کی آخری حد بیک وقت چار بیویاں ہیں۔ اس سے ہٹ کر اگر کوئی شخص بے راہ روی اور صنفی آوارگی میں مبتلا ہوتا ہے تو اسلام کی نگاہ میں وہ بدترین جرم کا ارتکاب کرتا ہے اور اسلامی معاشرہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ آخرت سے پہلے دنیا میں اسے کیفر کردار تک پہنچانے کا اہتمام کرے۔ شادی سے باہر جنسی تعلق اسلام کے نزدیک شرک و کفر کے ہم پلہ گناہ ہے اور اس سلسلے میں کسی قسم کی نرمی اور مداہنت اس کے لیے ناقابل قبول ہے ایک عورت کے لیے ایک مرد اور ایک مرد کے لیے چار عورتیں یہ آخری حد ہے اور اس کے اندر رہتے ہوئے ہی کوئی مرد اور عورت اسلام کے سایہ رحمت سے استفادہ کے استحقاق کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ (حوالہ نظریہ جنس)

کیا مرد کی جنسی قوت عورت سے زیادہ ہے؟

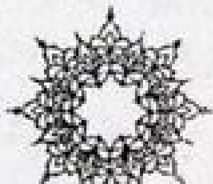
ڈاکٹر مارکر کیسن کے تبصرے:

اگر ہم عقل کی رو سے دیکھیں تو عورت کی جنسی خواہش مرد سے کم ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اسلام کبھی بھی عورت کو ایک خاوند اور مرد کو زیادہ سے زیادہ چار بیویاں رکھنے کی اجازت نہ دیتا۔

یہ مسئلہ کچھ اس طرح بھی واضح ہوتا ہے کہ میڈیکل تحقیق کے بعد اگر ہم مرد اور عورت کی جسمانی ساخت پر غور کریں عورت مرد سے کئی گنا زیادہ کمزور ہے۔ اس طرح اس کی جنس بھی کئی گنا مرد سے کمزور ہوگی۔

عورت سے ایک مرد ایک وقت میں ایک سے زائد بار ہم بستری کرے تو بہت کم عورتیں برداشت کر سکیں گی لیکن اس کے مقابلے میں مرد کو ایسا ہرگز محسوس نہیں ہوتا۔

(بحوالہ مستشرقین اور اسلام)



حرام رشتوں کی تفصیل

جنس (sex) کے سلسلے میں اسلام نے جو حد بندیاں عائد کی ہیں اور اسے جن قیود کا پابند کیا ہے اس کی آخری دفعہ یہ ہے کہ اس نے بالکل عقلی اور فطری بنیادوں پر ان رشتوں کی ایک تفصیل پیش کی ہے جن سے عین تقاضائے انسانیت سے آدمی شادی اور مصاہرت کے رشتے کے تصور سے بھی گریز کرتا ہے۔ یہ ماں، بہن، بیٹی اور خوش دامن وغیرہ جیسے مقدس اور نازک رشتے ہیں جن کو شریعت کی اصطلاح میں محرمات کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان میں کچھ رشتے خاندانی اور نسبی ہیں اور کچھ سرالی۔

قرآن حکیم میں ان حرام رشتوں کی پوری تفصیل پیش کردی گئی ہے۔ سورۃ نساء میں اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے۔

تمہارے اوپر حرام کی گئی ہیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور تمہاری بھتیجیاں اور تمہاری بھانجیاں اور تمہاری رضاعی مائیں جنھوں نے تمہیں دودھ پلایا اور تمہاری دودھ شریک بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہاری پروردہ لڑکیاں جو تمہاری گود کی پلی ہوں۔ تمہاری ان عورتوں کی جن کے ساتھ تمہاری مقاربت ہو چکی ہے۔ لیکن اگر تمہاری ان سے مقاربت نہ ہوئی ہو تو تمہارے لیے ان سے نکاح میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور تمہارے بیٹوں کی بیویاں جو تمہاری سگی اولاد ہوں اور یہ کہ تم دو بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں نہ لاؤ سوائے اس کے جو گزر چکا (اب اس کا حساب نہیں) بے شک اللہ بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

یہی حکم ان عورتوں کا ہے جو دوسروں کی منکوحہ ہوں۔ ان عورتوں کا معاملہ اس سے الگ ہے۔ جو (جنگ میں قید ہو کر) تمہارے ہاتھ آئیں۔ کہ دارالحرب میں ان کے شوہروں کی موجودگی کے باوجود تمہارے لیے ان سے مقاربت جائز ہے۔

یہ اللہ کا تمہارے اوپر فیصلہ ہے اور ان کے پیچھے سب عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں کہ تم اپنا مال لگا کر ان سے نکاح کی خواہش کرو۔ بشرطیکہ اس سے تمہارا مقصود مستقل عفت مآبی کا حصول ہو' عارضی لذت اور وقتی جنسی تسکین نہیں۔ (نساء ۲۳۔۲۴)

ان آیات کریمہ میں جن حرام رشتوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کی تھوڑی سی تفصیل ہے۔ ماؤں (امہات) میں آدمی کی دادی' نانی اور پردادی اور پرنانی اور اس سے آگے سب شامل ہیں اسی طرح لڑکیوں (بنات) میں اپنی پوتی' پڑپوتی اور نواسی اور درنواسی اور اس سے نیچے سب شامل ہیں۔ بہنوں (اخوات) میں حقیقی اور علاتی (باپ شریک) اور اخیاضی (ماں شریک) دونوں داخل ہیں۔ اسی طرح پھوپھی (عمات) اور خالہ (خالات) میں اپنی خالہ پھوپھی کے علاوہ والدین کی خالہ اور پھوپھی بھی شامل ہیں۔ ایسے ہی بھتیجی (بنات الاخ) اور بھانجی (بنات الاخت) میں بھتیجے در بھتیجے اور بھانجی در بھانجی اور ان کے نیچے سب داخل ہیں۔

خلاصہ یہ کہ آدمی کے اصول و فروع میں جو رشتے حرام ہیں اس کے فروع میں جتنے دور چلے جائیں یہ رشتے حرام رہیں گے۔ علماء کے درمیان ان کے سلسلے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ)

یہ رشتے جو خاندان اور نسب کی جہت سے حرام ہیں ان کے سلسلے میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ نسب کی جہت سے آدمی کے تمام قریبی رشتے حرام ہیں۔ صرف چار رشتوں کا استثناء ہے جو حلال ہیں۔ یعنی چچا (اعمام) اور ماموں (اخوال) اور پھوپھی (عمات) اور خالہ (خالات) کی لڑکیاں اس کا تذکرہ قرآن حکیم کی اس آیت کریمہ میں ہے۔ جس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے ان رشتوں کو آپ ﷺ کے لیے حلال قرار دیتے ہوئے پوری امت کے لیے عام رکھا گیا ہے۔

اے نبی ﷺ ہم نے تمہارے لیے تمہاری ان بیویوں کو حلال قرار دیا ہے۔ جن کے مہر تم نے ادا کر دیئے ہیں۔ ساتھ ہی ان باندیوں کو جنہیں جنگی قیدیوں کی صورت میں اللہ تمہیں بطور فے کے عطا کرے۔ نیز تمہارے چچا کی لڑکیوں کو اور تمہاری پھوپھیوں کی لڑکیوں کو اور تمہارے ماموں کی لڑکیوں کو اور تمہاری خالاؤں کی لڑکیوں کو جنہوں نے اسلام لا کر تمہارے ساتھ مکہ سے مدینہ کو ہجرت اختیار کی۔

(احزاب ۵۰)

حرام رشتے اور جدید سائنس جنرل آف میڈیکل آرفلڈ کی رپورٹ

یورپی معاشرے نے رشتوں میں حرام اور حلال کا فرق ختم کرکے اپنے معاشرے کو عظیم گمراہی میں ڈال دیا ہے۔ وہ لوگ بہن ماں کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ بلکہ ان کا انتخاب ہی صرف لذت ہے چاہے وہ جہاں سے میسر ہو۔

ایسے لوگ جو ایسے رشتوں جنہیں بائبل اور یوحنا کی تعلیمات مسترد کرتی ہیں لیکن وہ انہیں اپنائے ہوئے ہیں، خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔

مشاہدات و تجربات:

ایک واقعہ میرے دیکھنے میں آیا کہ عدالت میں ماں بیٹے کا مقدمہ تھا دونوں ایک گھر میں رہتے تھے۔ ماں نے محسوس کیا کہ روزانہ رات کو جب وہ سو جاتی ہے تو کوئی اس سے جماع کرجاتا ہے۔ صبح جب اٹھتی ہے کہ اس کے گھر میں اس کے بیٹے کے علاوہ اور کوئی نہیں ہوتا۔

وہ اسی کشمکش میں تھی حتیٰ کہ کچھ عرصہ گزر گیا لیکن روزانہ یہی عمل اسی کے ساتھ دہرایا جاتا۔ آخر اس نے اس بات کی تلاش شروع کردی کہ اس کو اتنی گہری نیند کیوں آتی ہے اس نے اپنے لڑکے پر شک کیا۔ اس کی شام کی غذا پر نگرانی کی۔ ایک دفعہ اس نے اپنے بیٹے کو نشہ آور دوا ملاتے ہوئے دیکھا۔ اس نے وہ چائے کسی نہ کسی طرح ادھر ادھر کردی اور لڑکے کو محسوس ہوا کہ ماں نے چائے پی لی ہے۔ رات کو لڑکے نے کپڑے اتارے اور ماں سے ہم بستری کرنے لگا ماں نے اسے رنگے ہاتھوں پکڑ لیا اور شور کردیا اس طرح ایک حیرت انگیز انکشاف ہوا۔

بحوالہ (میرا دوست)

جماع کے آداب

اسلام جنس (sex) کو طہارت و پاکیزگی کے کس بلند مقام تک پہنچاتا ہے اس کا اندازہ ان حدود و آداب کی تفصیل سے کیا جاسکتا ہے جو اس جنسی عمل اور جنسی حرکت (sexual Activity) کے آخری نقطۂ مباشرت یا مجامعت (contus) کے موقع کے لیے فراہم کی ہے۔

اسلام کا طرہ ہے کہ وہ انسان کی پوری زندگی کو خدا کی یاد سے معمور کرتا ہے۔ جنس میں پڑ کر انسان خدا کو بھول جاتا ہے موجودہ دور میں اس چیز نے انسان کو جس طرح غافل اور مدہوش کیا ہے وہ سامنے کی حقیقت ہے۔ جب شادی اور نکاح ہی فضول اور غیر ضروری قرار پائے تو جنس کے دوسرے مہذب آداب کو کون خاطر میں لاتا ہے۔

اسلام جنس کے اظہار کے لیے نکاح کی شرط کے ساتھ اپنی منکوحہ کی ساتھ مباشرت کے آخری جنس عمل کو باادب اور پابند حدود کر کے جنس (sex) کو حیوانیت سے اٹھا کر روحانیت کے بلند ترین مرتبہ پر فائز کرتا ہے۔ ذیل میں مباشرت و مجامعت کے ان آداب کی تفصیل پیش کی جاتی ہے۔

وضو اور دعا:

مباشرت کا پہلا ادب ہے کہ اس میں پڑنے سے پہلے آدمی وضو کا اہتمام کرے معلوم ہے کہ اسلام میں سونے کا ادب ہے کہ انسان کے لیے باوضو سونا بہتر ہے۔ (بخاری جلد نمبر ۱)
دوسری حدیث میں وضو سے رہنے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کی علامت قرار دیا ہے۔

(اس لیے وضو بندے اور اللہ جل شانہ کے مابین ایک راز ہے کہ روشنی میں اس آدمی

کا وضو اس طرح ٹوٹ سکتا ہے کہ کسی دوسرے کو اس کی خبر نہ ہو۔ اس صورت میں اس کی خبر گیری کی توقع کسی صاحب ایمان ہی سے کی جا سکتی ہے منافق کے بس کا یہ روگ نہیں)

اس کا تقاضا ہے کہ اس موقع پر آدمی کا پہلے وضو نہ ہو تو تازہ وضو کر لے اس سے طبیعت میں جو تازگی اور نشاط پیدا ہوتا ہے۔ وہ اس کے علاوہ ہوتا ہے جبکہ اس وقت اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ خاص تعلق سے پہلے یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

اللہ کے نام سے خدایا مجھے شیطان سے بچا اور مجھے جو اولاد عطا کر اسے بھی شیطان سے محفوظ رکھنا۔ (بخاری جلد نمبر۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اپنی بیوی کے پاس آتے وقت جو کوئی اس دعا کا اہتمام کرے گا تو قدرت کی طرف سے اگر کسی اولاد کا فیصلہ ہوگا تو شیطان ہرگز اسے کسی قسم کا نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ (بخاری حوالہ سابق)

یہ دعا پوری یاد نہ ہو تو بسم اللہ ضرور پڑھ لے۔

جماع سے قبل وضو اور جدید سائنس

جیسا کہ آپ نے احادیث میں پڑھا کہ جماع سے قبل وضو کر لینا ضروری ہے۔ اسی طرح جدید سائنس بھی اس کی تصدیق کرتی ہے۔

جدید سائنسی وضاحت:

جماع دراصل مکمل سائنسی عمل ہے اس لیے اس کا ہر حصہ مکمل وضاحت کرتا ہے۔

جماع ایک اشتعالی عمل ہے۔ اس میں دوران خون تیز ہو جاتا ہے۔ دوران خون تیز ہو گا تو بلڈ پریشر ہائی ہو گا۔ اس سے بچنے کے لیے وضو ایک مناسب اور موزوں عمل ہے۔ اگر جماع سے قبل وضو کر لیا جائے تو سرعت انزال کی تکلیف میں فائدہ ہو گا۔

اس وقت ہر طرف ماحولیاتی آلودگی ہے اس کی وجہ سے ہاتھ منہ وغیرہ سانس لینے یا آلودہ ہوا لگنے سے آلودہ اور جراثیم زدہ ہو جاتے ہیں۔ دوران جماع ان اعضاء کا استعمال چونکہ جماع کا حصہ ہے اس لیے وضو کے ذریعے ان اعضاء کو دھویا گیا ہے۔

جماع کے متفرق آداب:

مرد عورت دونوں کیلئے خلوت کی باتوں کو دوسروں سے بیان کرنا بھی صحیح نہیں ہے۔ (حوالہ سابق)

جماع کے وقت زیادہ بولنا یا بات کرنا بھی مکروہ ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں عورتوں سے مجامعت کے وقت زیادہ نہ بولو اس لیے کہ اس کی وجہ سے ہونے والی اولاد گونگی اور لکنت دار پیدا ہوگی۔ (حوالہ مذکور)

اس کی کراہت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ پیشاب کرتے وقت بولنا مکروہ ہے۔ جماع کے وقت کی حالت بھی اسی کے مشابہ ہے۔ (حوالہ سابق)

اسی طرح عورت کے لیے مستحب ہے کہ اس موقع کے لیے ایک الگ کپڑا رکھے' فراغت کے بعد وہ اسے مرد کو تھما دے' جس سے وہ اپنی آلائش کو صاف کر سکے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں سمجھ دار عورت کو چاہیے کہ ایک الگ کپڑا فارغ رکھے' جب اس کا شوہر مجامعت سے فارغ ہو جائے تو اسے تھما دے جس سے وہ اپنی صفائی کر سکے۔ پھر اپنی صفائی خود کرے اگر ان کے کپڑوں میں جنابت کا کوئی اثر نہ پہنچا ہو تو ان کپڑوں میں نماز بھی پڑھ سکتے ہیں۔ (المغنی لابن قدامہ)

جماع ہی کے آداب سے یہ بات متعلق ہے کہ آدمی اپنی بیویوں کو ایک مکان میں خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا ان کی مرضی کے بغیر نہ رکھے۔ اس لیے کہ یہ چیز ان کے ضرر کا باعث ہوگی سوکنوں میں باہم دشمنی اور غیرت پہلے ہی سے موجود ہوتی ہے۔

بعض اوقات مرد کسی غذا کا استعمال کر چکا ہے یا موجودہ دور میں سگریٹ' بیڑی پان کا استعمال کر چکا ہے تو جماع سے قبل اگر وضو کرے گا تو منہ کا استعمال دوسرے کے منہ جسم کو آلودہ نہیں کرے گا۔

جماع ہی کے آداب میں ہے کہ آدمی اس وقت قبلہ رو نہ ہو ایسا کرنا مکروہ ہے۔

اسی طرح اس موقع پر آدمی کو اپنے سر کو ڈھکے ہونا چاہیے۔ حدیث میں آتا ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلا میں داخل ہوتے تو اپنے سر کو ڈھکے ہوئے ہوتے اسی طرح جب آپ بیویوں کے پاس آتے تو اپنے سر کو ڈھکے ہوتے تھے۔

(المغنی لابن قدامہ ۳۵/۷)

جماع کے وقت اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ کوئی شوہر بیوی کو دیکھے نہ آہٹ کو سن سکے دوسرے لوگوں کی موجودگی میں عورت کو بوسہ دینا اور اس سے لپٹنا اور بغل گیر ہونا بھی ٹھیک نہیں ہے۔

امام احمد فرماتے ہیں ان ساری باتوں کو چھپ چھپا کر ہی کرنا چاہیے۔ مجھ کو یہی پسند ہے۔ (حوالہ مذکور)

آدمی کی دو بیویاں ہوں' وہ ایک سے اس طرح مباشرت کرے کہ دوسری اس کی آہٹ کو سنے' تو ایسا کرنا مکروہ ہے۔ ان کی یکجائی ان کے درمیان لڑائی جھگڑے کا سبب بنے گی۔ اسی طرح شوہر جب بھی ان میں سے کسی ایک کے پاس جائے گا تو دوسری اس کی آہٹ سنے گی۔

اس چیز کو وہ دیکھ بھی سکے گی۔ البتہ دونوں ساتھ رہنے کے لیے بخوشی رضامند ہوں تو جائز ہے۔ اس لیے کہ یہ حق ان کا ہے۔ انہیں اپنے حق سے دستبردار ہونے کی بھی اجازت ہے۔ اسی طرح اگر وہ دونوں شوہر کے ساتھ ایک لحاف میں سونے کے لیے تیار ہوں تو ایسا کرنا جائز ہے۔

لیکن اگر وہ دونوں اس کے لیے تیار ہوں کہ شوہر ایک سے مجامعت کرے اس طور پر کہ دوسری اسے دیکھتی رہے تو ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ اس لیے کہ یہ طبیعت کی پستی' مزاج کی گراوٹ اور اخلاق کی رذالت کا مظہر ہے اور حوصلہ مندی اور مروت کے خلاف ہے۔ اسی لیے اگر سوکنیں اس کے لیے راضی اور آمادہ ہوں جب بھی ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

(المغنی)

مباشرت کے وقت عطر اور خوشبو کا استعمال بھی پسندیدہ ہے۔

(الاداب الدین للغزائی)

مباشرت کر لینے کے بعد مرد و عورت دونوں کے لیے حفظان صحت اور طبی پہلو سے پیشاب کر لینے کو مفید اور بہتر بتایا گیا ہے۔ (قانون مباشرت)

بسا اوقات منی کا کوئی قطرہ پیشاب کی نالی میں اٹک کر سوزش پیدا کر سکتا ہے۔

(آداب مباشرت)

مرد و عورت کے لیے اس کا دینی اور شرعی فائدہ اپنی جگہ ہے کہ اس کے بہانے سے شرمگاہ کی پاکی اور ملوث حصے کی صفائی کا اہتمام ہو جاتا ہے۔ جو جیسا کہ تفصیل گزری فراغت

کے بعد وضو اور غسل کے ساتھ بجائے خود مطلوب اور پسندیدہ ہے۔

اسی طرح امکانی کمزوری سے بچنے کے مقصد سے مقاربت سے پہلے پیشاب کا شدید تقاضا نہ ہو تو خواہ مخواہ پیشاب نہ کرنا چاہیے۔

البتہ عورت کے لیے عین پیشاب کے بعد ٹھنڈے پانی سے استنجا بوجوہ مفید ہے۔ اس سے اسکی شہوت میں اضافہ اور انزال میں جلدی ہوتی ہے۔ مزید اس سے فرج میں تنگی پیدا ہوتی ہے جس کا زیادہ لذت کا موجب ہونا واضح ہے۔ (حوالہ مذکور)

مزید اس عمل کے دوران بیوی کے پستان کو گدگدانے اور مسلنے کے ساتھ اسے چومنے اور چوسنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ آگے کی احتیاط ضروری ہے کہ عورت کا دودھ منہ میں جا کر حلق میں چلا جائے کہ ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

شب عروسی کے مخصوص آداب:

جماع کے یہ عام آداب ہیں اس کے علاوہ شب عروسی کے بعض مخصوص آداب ہیں جن کی حدیث میں تعلیم دی گئی ہے۔

تواضع ودلداری:

سہاگ رات کا پہلا ادب ہے کہ شوہر نئی دلہن کے ساتھ نرمی اور دلداری کا رویہ اختیار کرے اور اس کی علامت کے طور پر اس کی تواضع کے لیے کوئی مشروب یا کوئی شیرینی وغیرہ پیش کرے۔

حضرت عائشہ سے پہلی ملاقات میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طریقے پر عمل فرمایا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالے میں دودھ خود پیا پھر اسے حضرت عائشہ کو پیش کیا وہ شرمائیں تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے انھیں اس کے لیے آمادہ کیا۔ بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کو اس پیالے کو اپنی سہیلیوں اور اس موقع پر موجود دوسری خواتین کی خدمت میں پیش کرنے کو کہا۔ (مسند احمد)

اسوۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں حالات کے لحاظ سے تواضع ودلداری ہی کے متنوع دوسرے طریقے بھی اختیار کیے جاسکتے ہیں۔

دلہن کے سر پر ہاتھ رکھنا اور اس کے لیے دعا کرنا:

شب عروسی کا دوسرا ادب یہ ہے کہ بیوی سے پہلی ملاقات کے وقت شوہر اس کی پیشانی اور سر پر ہاتھ پھیرے۔ بسم اللہ پڑھے اور یہ دعا پڑھے۔ مولیٰ میں تجھ سے اس کی بھلائی اور اس کے اندر تیری ودیعت کردہ تمام تر بھلائی کا طالب ہوں اور تجھ سے اس کی برائی اور اس کے اندر تیری طرف سے ودیعت کردہ تمام تر برائی سے پناہ کا خواستگار ہوں۔

(ابو داؤد جلد نمبرا کتاب النکاح)

بعض دوسری چیزوں کے اہتمام کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے شادی کے موقع پر بیوی کے سر پر ہاتھ پھیرنے اور یہ دعا پڑھنے کی تلقین کی ہے۔ (البانی حوالہ سابق)

نماز کا اہتمام:

سہاگ رات کا تیسرا مخصوص ادب یہ ہے کہ نئے دولہا دلہن دونوں مل کر دو رکعت نفل نماز پڑھیں اس کے بعد دوسرے مشاغل میں مصروف ہوں۔ سلف سے اس کے ایک' دو واقعات منقول ہیں۔

حضرت ابو سعید مولیٰ ابی سید کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو حذیفہ کے رتبہ کے صحابہ نے ان کی شادی کے موقع پر اس کی تلقین کی۔

دوسرا واقعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سہاگ رات سے پہلے انہیں بھی دو رکعت نفل پڑھنے کی تاکید کی تھی۔ (بحوالہ آداب الزفاف)

سہاگ رات کے دوسرے مسائل:

شب عروسی کے ان مخصوص شرعی آداب میں سہاگ رات کو خوشگوار بنانے کے مقصد سے تمام ضروری باتیں جامع انداز میں کہہ دی گئی ہیں۔ لیکن عقل اور عام جدید نفسیات کے تجربات اور دین سے دور موجودہ دور میں مسلمان معاشرے کے حالات کے پیش نظر اس کے بعض دوسرے مسائل بھی سامنے آتے ہیں۔ جن کی کسی قدر مزید تفصیل اور توضیح کی ضرورت ہے۔

1۔ عام نوجوانوں کی طرح نئے نئے شادی شدہ مسلمان نوجوان کے ہاں بھی عام طور پر سہاگ رات کا کل مصرف یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی نئی نویلی بیوی کے پردہ بکارت

(Hymen) تو توڑ دے اور اس کے حالات و مصالح کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے اس کے ساتھ مباشرت کے زیادہ سے زیادہ عمل کر کے عورت کے اوپر اپنی مردانگی کا رعب جمالے۔

جیسا کہ عام طور پر کہا بھی جاتا ہے۔ شادی شدہ زندگی آئندہ کیا رخ اختیار کرے گی' اس کا تمام تر فیصلہ سہاگ رات میں ہو جاتا ہے۔ اگر پہلی رات برباد کر دی گئی اور مباشرت سے خالی چلی گئی تو اس کا مطلب ہے پوری ازدواجی زندگی داؤ پر لگا دی گئی۔ اگر پہلی رات خالی چلی گئی تو لڑکی کیا سوچے گی۔ وہ ہمیشہ کے لیے تمہارے اوپر حکومت کرنے لگی گی اس لیے پے در پے مباشرت کے ذریعے پہلی رات میں ہی پردہ بکارت توڑ دینے کی ضرورت ہے۔ جس سے کہ وہ تمہارے سامنے ہمیشہ کے لیے دبی رہے اور کبھی بھی آنکھ ملا کر بات کرنے کی ہمت نہ کر سکے۔

روائتی مسلمان معاشرے میں بسا اوقات لڑکا اپنی سسرال یعنی لڑکی کے گھر میں ہی اسے اس ظلم و ستم کا نشانہ بناتا ہے۔ اگلے دن مشترک خاندان کے اژدھام میں لڑکی کی بھاوجیں اور سہیلیاں اس کی حالت زار پر اسے مزید تنگ کرتی ہیں اور لڑکا اپنے ہم جولیوں میں فاتحانہ انداز میں اپنی کامیابیاں مزے لے کر بیان کرتا ہے۔

2- سہاگ رات کا یہ بالکل بے جا اور یکسر غلط استعمال ہے۔ جو اس کے متعلق شریعت کے بیان کردہ اوپر کے آداب کے ہی خلاف نہیں عقل عام اور جنسیات کے عام اصولوں کے بھی خلاف ہے سہاگ رات میں ماحول کے تقاضے اور حالات کے جائزے سے اپنی نئی نویلی بیوی سے مباشرت و مجامعت ممنوع نہیں ہے۔ لیکن اس سے پہلے اسے پوری طرح سمجھنے' اسے مانوس کرنے اور اسے پوری طرح ہموار کرنے کی ضرورت ہے۔ سہاگ رات میں بوجوہ لڑکی کے ساتھ لڑکے کو بھی جھجک اور رکاوٹ ہو سکتی ہے۔ اس کو دور کرنے اور انسیت کو مکمل کرنے کے مقصد سے اس کی ایک دو راتوں کا خالی چلا جانا کچھ حرج نہیں رکھتا۔

بلکہ بسا اوقات لڑکی کی عمر اور مزاج کی مناسبت سے ہی ایسا کرنا زیادہ بہتر ہے اور مفید ہو سکتا ہے۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ لڑکا اس فطری جھجک کی وجہ سے پہلی رات میں اپنے کو مباشرت کے لیے پوری طرح آمادہ نہ پائے۔

اور اس کے عضو میں مطلوبہ انتشار پیدا نہ ہو سکے۔ جدید جنسیات کی رو سے اس

میں گھبرانے کی کوئی بات نہیں' بعد کی راتوں میں جبکہ میاں بیوی کی جھجک دور ہو جائے' لڑکے کی یہ کمی دور ہو کر اس کے لیے معمول کی مباشرت آسان ہو جاتی ہے۔

بیوی سلامت ہے تو راتیں بہت سی آئیں گی اور ان وقتوں میں شوہر کی مناسب کارکردگی عارضی غلط فہمیوں کے ازالہ کے لیے کافی ہوگی۔

3- سہاگ رات کا تیسرا مسئلہ جیسا کہ اشارہ گزرا' عورت کے پردہ بکارت (hymen) کا ہے۔ جو شاید عام طور پر قدرت کی طرف سے اس کے کنوارے پن کے مہربند ہونے کی علامت ہے۔ نوجوان لڑکا فطری طور پر پہلی رات میں اس کے ٹوٹنے کے لیے متجسس ہوتا ہے۔ پردہ بکارت کا ٹوٹنا کچھ مشکل نہیں۔ بشرطیکہ مباشرت کا عمل فرج میں صحیح نشاندہی (خیال رہے کہ عورت کا عضو مخصوصہ فرج جہاں سے مباشرت کے وقت مرد اپنا عضو تناسل داخل کرتا ہے امردوں کے برعکس اس کے پیشاب کے راستے سے الگ ہوتا ہے۔ عورت کی ماہواری کا خون اسی راستے سے آتا ہے اور بچے کی پیدائش بھی اسی راستے سے ہوتی ہے۔ اس کے پیشاب کا راستہ عضو مخصوصہ کے تھوڑا اوپر ہوتا ہے. جس کا سوراخ اس کے مقابلے میں کافی تنگ اور چھوٹا ہوتا ہے اور قدرت کی طرف سے اس کی بناوٹ کچھ اس طرح کی گئی ہے کہ پیشاب کی ایک بوند بھی عضو مخصوصہ کے راستے سے خارج نہیں ہوتی۔ عورت کے حیض کے خون اور بچے کی نکاسی کا راستہ اس کے پیشاب کے راستے سے الگ ہوتا ہے) کے ساتھ' ہاتھ کی ہلکی مدد سے ہو۔ اس کے لیے بہت زیادہ پرجوش ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہلکا سا زور لگانے سے یہ آسانی سے ٹوٹ سکتا ہے۔ مزید سہولت کے لیے مناسب ہے کہ عورت کی دونوں رانیں بالکل علیحدہ گھٹنے جھکے ہوئے اور سرین کے نیچے ایک موٹا تکیہ رکھ دیا گیا ہو۔

ایک بار کی کوشش سے اگر پردہ بکارت نہ ٹوٹے تو پہلی رات میں اس مقصد کے لیے بار بار کوشش مناسب نہیں۔ اتفاقیہ اگلی رات میں بھی یہ نہ ٹوٹے اور عورت کو شدید درد محسوس ہو تو لیڈی ڈاکٹر سے مشورہ کرنا چاہیے۔ پردہ بکارت دبیز ہونے کی وجہ سے' اس کے آپریشن کی ضرورت ہو سکتی ہے۔

پردہ بکارت ٹوٹنے سے ہلکا سے خون آتا ہے۔ جس سے معمول کے حالات میں

عورت ایک خوشگوار راحت محسوس کرتی ہے بعد میں یہ خود بخود بند ہو جاتا ہے یہ اتفاقیہ ہے کہ خون بہت زیادہ آنے لگے۔

اس صورت میں نسوانی امراض کی ماہر ڈاکٹر سے رجوع کرنا چاہیے۔ بکارت کے سلسلے میں دوسری ضروری بات یہ ہے کہ کسی لڑکی کے کنوارے اور باعصمت ہونے کی یہ ایک لازمی دلیل نہیں۔ شوہر کی ملاقات سے پہلے کھیل کود یا کسی معمولی جھٹکے سے بھی یہ اس طرح ٹوٹ سکتا ہے کہ لڑکی کو اس کا پتہ بھی نہ ہو۔ بعض لڑکیوں میں یہ پیدائشی طور پر غیر موجود ہوتا ہے۔

اسی طرح بعض اوقات یہ اس قدر لچک دار ہوتا ہے کہ شدید ترین مجامعت کے باوجود ٹوٹنے سے محفوظ رہتا ہے۔

یہاں تک کہ شاذ و نادر واقعات میں بچے کی پیدائش کے بعد بھی یہ موجود رہتا ہے۔ ایسی ہی بعض صورتوں میں وہ استقرار حمل کے لیے مزاحم بھی ہو سکتا ہے۔ اکثر حالات میں پردہ بکارت ٹوٹنے کی صورت میں اس جگہ درد ہوتا ہے ایسی حالت میں مباشرت کی کثرت سے بچنا مناسب ہے۔

4۔ شب عروسی کے سلسلے میں آخری بات یہ ہے کہ عام طور پر نئی نویلی بیوی کی خواہش کے مطابق پہلی مباشرت مدہم روشنی یا اندھیرے میں ہی کرنا مناسب ہے۔ دوسری ضرورت عورت کی ہے کہ وہ غیر ضروری جھجک کو چھوڑ کر اپنے خاوند کو تعاون دے اور ذہنی و جسمانی طور پر اپنے آپ میں تناؤ کی حالت پیدا نہ کرے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی جگہ سے ٹس سے مس ہی نہ ہو اور شوہر کے انتہائی اچھے اور پر خلوص برتاؤ کے جواب میں بے جان گڑیا سی بنی رہے۔ عورت اس موقع پر اپنے کو جس قدر تناؤ کی حالت میں رکھے گی مباشرت اس کے لیے اتنی ہی زیادہ مشکل اور تکلیف دہ ہوگی۔ چنانچہ جو لڑکیاں پہلی مباشرت کے دوران ہی اپنے شوہر کو بھرپور تعاون دیتی ہیں ایسی لڑکیاں کسی طرح کی تکلیف محسوس نہیں کرتیں۔ مزید سہولت کے لیے پہلی مباشرت کے وقت مرد کو اپنے عضو تناسل کے اگلے حصے پر جیلی' ویزلین یا کوئی دوسری چکنی چیز لگا لینی چاہیے۔ ساتھ ہی عورت کے عضو مخصوصہ کے اندر ان کا استعمال مزید آسانی اور سہولت کا باعث ہو سکتا ہے۔ (بحوالہ نظریہ جنس)

جماع کے آداب اور جدید سائنس

دوسرے لوگوں کی موجودگی میں عورت کا بوسہ لینا اس سے لپٹنا اور بغل گیر ہونا بھی ٹھیک نہیں، امام احمد فرماتے ہیں۔ ان ساری باتوں کو چھپ چھپا کر ہی کرنا چاہیے، مجھ کو یہی پسند ہے۔ (بحوالہ المغنی لابن قدامہ)

ڈاکٹر ہوک اور ڈاکٹر سنی لیپ کی وارننگ:

مذکورہ دونوں ڈاکٹر آسٹریلیا کی مشہور آرزک یونیورسٹی کے ریسرچ سکالر ہیں۔ ان کی سالہا سال کی تحقیق مختلف جرائد میں شائع ہوئی۔ ان کی تحقیق کے مطابق جو عورتیں اور مرد کھلے عام جنسی عمل اور کھیل کھیلتے ہیں ان کے بچوں میں ناقص عقل اور بے وقوف پیدا ہونے کے خطرات زیادہ ہوتے ہیں۔

مذکورہ ڈاکٹرز نے پورے یورپ کو انتباہ کیا ہے۔ کہ اگر تم اپنی صحت اور تندرستی کی بقاء چاہتے ہو اور اپنی اولاد کی سلامتی چاہتے ہو تو فوراً اس عمل کو ترک کر دو۔

مزید تحقیق کرتے ہوئے انہوں نے اس بات کو واضح کیا ہے۔ اس عمل سے ایسی لڑکیاں زیادہ متاثر ہوتی ہیں جن کا ذہن صاف اور شفاف ہوتا ہے۔ لیکن نفسیاتی طور پر اس عمل کو بار بار دیکھنے سے ان کا ذہن جنس کی طرف مکمل مائل اور متوجہ ہو جاتا ہے۔

(بحوالہ سیکس فار آل)

شب عروسی میں تواضع و دلداری:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین کے لیے تواضع کا سامان کیا کہ پہلی ملاقات میں خود بھی دودھ پیا اور انہیں بھی پلایا۔ (مسند احمد)

میڈونا کی داستان:

جو خاوند عروسی میں نئی دلہن کے لیے لطف اور راحت کا سامان کرتا ہے۔ اس کی شادی ناکامیوں میں بھی کامیاب ہوتی ہے۔

میرا تجربہ ہے کہ پہلی رات یا پہلی نشست کا عمل آخری سانس تک اچھے اثرات چھوڑ جاتا ہے عورت ایک نازک پھول ہے۔ اس کو ہلکے ہاتھوں سے تھام کر ہلکا ہلکا سونگھیں تو خوشبو مہکتی رہے گی۔

اگر مرد اپنی دلہن کے لیے پہلی رات ملاقات میں سختی کا مقام اور معیار اپنائے تو کبھی بھی اس کے دل سے یہ میل نہیں اترے گا اور مرد ہمیشہ اسی پریشانی میں مبتلا رہے گا۔

محبت کی داستان محبوب کے لیے:

مجھے لیرونا جو کہ اب انجنیئر ہے نے اپنی سہاگ رات کی داستان سنائی کہ میرا شوہر مجھے بہت چاہتا ہے اور میری محبت تو اس کے لیے نچھاور ہے۔ کیونکہ پہلی سہاگ ملاقات میں اس نے مجھے میری پسندیدہ ڈش کھلائی۔ میں حیران تھی کہ وہ مجھے اور میرے پسندیدہ ذوق کو کیسے پہچان گیا۔ پہلی ملاقات میری محبت کو اور بڑھا گئی۔ (داستان محبت میڈونا)

جماع کے وقت بولنا:

جماع کے وقت بولنا اور بات کرنا مکروہ ہے۔ (المغنی)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں سے مجامعت کے وقت زیادہ نہ بولو اس لیے کہ اس وجہ سے ہونے والی اولاد گونگی اور لکنت دار پیدا ہوتی ہے۔

(المغنی لابن قدامہ)

جدید سائنسی تحقیق:

میرے تمام سوالات کے جوابات میں ایک بات یہ بھی ہے کہ بوقت مباشرت بولنا کیسا ہے۔ کیونکہ اس وقت تمام حواس مجتمع ہوتے ہیں اور مباشرت کی طرف دماغ تک متوجہ ہوتا ہے۔

سائنسی نظریہ کے مطابق بوقت مباشرت ایک خاص لہر یا ریز نکل کر عورت کے جسم میں

منتقل ہوتی ہے اور اس لہر کا تعلق خاموشی سے برقرار اور بولنے سے ٹوٹ جاتا ہے۔ اس کا ٹوٹنا جینز اور اووم کے لیے نقصان کا باعث بنتا ہے یوں بچہ نامکمل رہ جاتا ہے۔ (سیکس ٹیکنیک)

مجامعت کے بعد پیشاب کرنا:

مجامعت کے بعد مرد و عورت دونوں کے لیے پیشاب کرلینا بہتر ہے۔ (بحوالہ۔ المغنی)

جدید سائنسی انکشافات:

1۔ دوران جماع انزال کے بعد منی کے کچھ قطرے اندر رہ جاتے ہیں جو پیشاب کے ذریعے نکل جاتے ہیں اگر وہ اندر رہ جائیں تو سوزش' پیشاب کی رکاوٹ اور ورم کا باعث بن سکتے ہیں۔

2۔ اگر جماع کے بعد پیشاب کرلیا جائے تو مرد کبھی بھی پراسٹیٹ گلینڈز کی ورم میں مبتلا نہیں ہو گا۔

3۔ دوران جماع بعض جراثیم پیشاب کی نالی میں چلے جاتے ہیں جو کسی طور پر عورت کے رحم میں پہلے سے موجود ہوتے ہیں کیونکہ جراثیم ہمیشہ پانی میں الٹی سمت چلتے ہیں۔ ظاہر ہے جب جماع ہوتا ہے۔ تو منی خارج ہوتی ہے اور انزال ہوتا ہے ایسی حالت میں جراثیم جانے کے خطرات مستقل رہتے ہیں۔ ایسی حالت میں پیشاب کرنا ضروری ہے۔

مجامعت سے قبل عورت کا ٹھنڈے پانی سے استنجا:

عورت کا جماع سے قبل ٹھنڈے پانی سے استنجا کرنا اس کی شہوت میں اضافہ اور انزال میں جلدی کا باعث ہوتا ہے۔ مزید برآں اس سے فرج میں تنگی اور لذت میں زیادتی ہوتی ہے۔ (المغنی بحوالہ نظریہ جنس)

سائنسی تحقیق:

جماع کے وقت عورت کے ہارمونز اسٹروجن اور پروجیسٹران بہت زیادہ موثر کارکردگی سرانجام دیتے ہیں۔ ان میں خاص طور پر اسٹروجن کی کارکردگی بہت زیادہ موثر ہوتی ہے۔

عورت جب جماع سے قبل پانی سے استنجا کرتی ہے تو یہ ہارمونز بہت کم ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے لذت جماع بڑھ جاتی ہے عورت کی طاقت زیادہ اور انزال جلدی ہوتا ہے۔ جس کا فائدہ مرد کو پہنچتا ہے اور مرد بہت جلدی عورت پر قادر ہوتا ہے۔ عورت اس عمل سے بے شمار نفسیاتی امراض سے بچ جاتی ہے۔ (سیکس فار آل)

طہارت کے لیے علیحدہ کپڑا:

ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سمجھ دار عورت کو چاہیے کہ ایک الگ کپڑا فارغ رکھے۔ جب اس کا شوہر مجامعت سے فارغ ہو جائے تو اسے تھما دے، جس سے وہ اپنی صفائی کر سکے۔ پھر عورت اپنی صفائی خود کرے۔ اگر ان کے کپڑوں میں جنابت کا کوئی اثر نہ پہنچا ہو تو وہ ان کپڑوں میں نماز بھی پڑھ سکتے ہیں۔ (نظریہ جنس)

جدید سائنس:

اسلام نے طہارت اور صفائی یعنی حفظان صحت کے نظام کو جتنی اہمیت دی ہے شاید کسی مذہب نے دی ہو۔ اسی طہارت کے نظام کو برقرار رکھنے کے لیے بوقت جماع عضو خاص کی صفائی کے لیے علیحدہ کپڑے کا انتظام موجود ہو وہ اس لیے کہ۔

1۔ اگر کسی اور کپڑے سے صفائی کی گئی تو خطرہ ہے کہ وہ گندگی سے آلودہ ہو اور جراثیمی چھوت عضو کو لگ کر گندگی اور آلودگی کا باعث بنے۔

2۔ اگر عضو کو صاف نہ کیا گیا تو غلاظت عضو پر لگی رہے گی۔ کیونکہ اس میں خاص رطوبات ہوتی ہیں جو کچھ عرصہ تک عضو پر چمٹی رہیں تو الرجی کا باعث بھی بن سکتی ہیں۔

3۔ دوسری دفعہ ہم بستری کرنے کے لیے ضروری ہے کہ عضو کو بالکل صاف کیا جائے۔

دوبارہ ہم بستری کرے تو عضو خاص دھوئے:

قاضی عباس فرماتے ہیں کہ ایسا کرنے سے عضو میں توانائی آتی ہے اور از سر نو چستی پیدا ہوتی ہے۔ (بحوالہ تحفۃ العروس)

جدید سائنس:

دراصل ہم بستری سے قبل عضو مخصوص میں سختی نہ ہونا اس بات کی علامت ہے کہ عضو مخصوص میں دوران خون تو ہے لیکن صرف اس کی تندرستی برقرار رکھنے کے لیے لیکن جب ہم بستری کا خیال پیدا ہوتا ہے تو خون بکثرت عضو مخصوص کی شریانوں میں پھیل کر اسے پھیلا دیتا ہے اور سخت کر دیتا ہے۔

چونکہ دوران خون کی زیادتی کی وجہ سے عضو مخصوص کی حرارت بڑھ جاتی ہے اور بڑھی ہوئی حرارت منی کو پتلا کر دیتی ہے اس لیے ایک ہم بستری کے کچھ وقفے کے بعد عضو کو دھو لیا جائے تو حرارت معتدل ہو جاتی ہے اور سرعت انزال نہیں ہوگی وقفہ بڑھے گا' لذت برقرار رہے گی۔ (بحوالہ جنس اور میری تحقیق)

ایک بیوی کا علم دوسری بیوی کو نہ ہو:

آدمی کی دو بیویاں ہوں تو وہ ایک سے اس طرح مباشرت کرے کہ دوسری اس کی آہٹ کو سنے تو ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (نظریہ جنس)

جدید سائنس اور نفسیاتی تحقیق:

ڈاکٹر آئزن نے اپنی تحقیق اس مسئلہ کے بارے میں مندرجہ ذیل دی ہے۔

انسانی دماغ میں ایک پہلو ہمیشہ احتیاط کا رہا ہے۔ اس احتیاط کی وجہ سے انسان زندگی میں بے شمار حادثات سے محفوظ رہتا ہے۔ یہی پہلو عورت میں دوسری عورت خاص طور پر اس کے شوہر کا اگر اس سے تعلق ہو چاہے بیوی ہونے کے ناطے یا دوستی کے' احتیاط اور بعض اوقات نفرت کا ذریعہ بنتا ہے۔

اب اگر مرد اپنی بیوی سے اس انداز سے ہم بستری کرے کہ دوسری بیوی یا گرل فرینڈ اس کے اس عمل کو دیکھ رہی ہو تو اس کے اندر حسد کی وجہ سے ایک خاص ازیئم اور رطوبت پیدا ہوتی ہے۔ جو دل اور اعصابی امراض کا باعث بنتی ہے۔

اس لیے اگر خوشگوار زندگی گزارنا ہے تو فوری طور پر اس عمل کو بند کر دیا جائے۔ مجھے ہنری کا کیس یاد ہے۔ جب اس کی بیوی نے اسے اس کی گرل فرینڈ کے ساتھ ہم بستری کرتے

ہوئے دیکھا تو وہ اور تو کچھ نہ کر سکی اس کے ردعمل میں اس نے فوراً اپنے آپ کو آگ لگا دی۔ (بحوالہ سیکس فار آل)

ہم بستری کے وقت اندھیرا اور مدھم روشنی ہو:

کتب احادیث میں ہے کہ ہم بستری کرتے وقت اندھیرا یا مدہم روشنی ہونا درست ہے۔ (معمولات نبوی ﷺ)

روشنی یا مرض:

جب سے بجلی ایجاد ہوئی ہے۔ آنکھوں کے مرض نے زیادہ سنجیدہ صورت اختیار کر لی ہے۔ کیونکہ آنکھ کی فطری روشنی مدہم اور ہلکی ہے۔ اس لیے سورج کی طرف دیکھنا اور مسلسل دیکھنا قطعی نقصان دہ قرار دیا گیا ہے۔

میرے تجربات میں اگر مندرجہ ذیل امور میں روشنی مدہم اور ہلکی ہو تو نقصان نہیں اگر ان امور میں روشنی تیز ہو تو پھر صورت یکسر بدل جائے گی۔

1۔ کھانا کھاتے ہوئے روشنی مدہم ہو کھانا جلد ہضم ہو جائے گا۔

2۔ نیند کرتے ہوئے روشنی مدہم ہو گہری نیند آئے گی۔

3۔ ہم بستری کرتے وقت روشنی ہلکی ہو۔ پُرلطف ہم بستری ہو گی۔

کیونکہ ہم بستری کا عمل مسلسل ایک پرسکون عمل ہے۔ اس پرسکون عمل کے لیے پرسکون ماحول چاہیے اور وہ ماحول تیز روشنی میں یکسر ناممکن ہے۔

الغرض روشنی اور بجلی نے مرد کو غیر مرد اور اندھا بنا دیا ہے۔

(بحوالہ جدید سائنس ٹیکنالوجی نمبر)

مباشرت سے قبل ملاعبت:

جماع کا دوسرا ادب مباشرت سے قبل ملاعبت یعنی چھیڑ چھاڑ اور جنسی کھیل ہے۔ مرد کے لیے مستحب ہے کہ بیوی سے خاص تعلق سے پہلے اس کے ساتھ جنسی کھیل کرے۔ تاکہ اس کی شہوت ابھر جائے اور اسے بھی مباشرت کی وہ لذت حاصل ہو جو مرد کو حاصل ہوتی ہے۔ (المغنی لابن قدامہ)

اسلام انسان کی پوری زندگی کو طہارت اور پاکیزگی کے راستے پر لگاتا ہے انسان کا اپنی

بیوی سے جنسی تعلق بھی اگر وہ اس کے مطلوبہ آداب اور اسلام میں اس کے پیش نظر مقاصد کی تکمیل کی غرض سے ہو ایک پاک عمل ہے جس پر جیساکہ حدیث میں صراحت ہے۔ بندہ مومن اجر وثواب کا مستحق قرار پاتا ہے۔ (صحیح مسلم جلد نمبر ۳)

اس کا تقاضا ہے کہ جنس کے ہیجان میں آدمی اپنی بیوی پر اچانک نہ ٹوٹ پڑے بلکہ جنسی کھیل کے ذریعے اسے پیشگی تیار کرنا ضروری ہے۔ مغرب میں خدا اور اس کے رسول کے احکامات سے منہ موڑ کے انسان نے جنس (sex) کے معاملے میں اپنے کو جانوروں سے بھی نیچے گرا لیا ہے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ امریکہ میں نوجوان مرد و زن باہم ملتے ہیں تو وہ ابتدائی کلمات محبت بھی ادا نہیں کرتے۔ جو جانور بھی جسمانی ملاقات سے قبل کورٹ شپ کے طور پر کرتے ہیں۔ بلکہ جب وہ ایک دوسرے کی جانب بڑھتے ہیں ان کی آنکھوں میں چمک اور کھلم کھلا دعوت ہوتی ہے اور ان کی تمام حرکات زبان حال سے پکارتی ہیں۔ آؤ بس جلدی سے آخری عمل تک پہنچ جائیں۔ (بحوالہ اسلام اور جدید مادی افکار)

اسلام جنس (sex) کو جو طہارت اور پاکی عطا کرتا ہے اس کے پیش نظر اس کے طور طریقے اس سے بالکل مختلف ہیں۔ اس کے نزدیک بیوی سے خاص تعلق سے پہلے جنسی کھیل' بیوی کو بوسہ' اس کی زبان چوسنے اور اس سے بغل گیر ہونے' پستان سے متنوع لطف اندوزی نیز اس کے عضو مخصوصہ کو چھونے اور سہلانے وغیرہ کے مختلف طریقوں سے اسے ہموار کرنا ضروری ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چھیڑ چھاڑ اور جنسی کھیل سے پہلے بیوی سے خاص تعلق قائم کرنے سے منع فرمایا ہے۔

دوسری روایت میں بھی آپ ﷺ نے مباشرت کے ان آداب کی تعلیم دی ہے۔ ایک موقع پر فرماتے ہیں۔ تم میں کوئی شخص اپنی عورت پر اس طرح نہ ٹوٹ پڑے جس طرح کہ جانور ٹوٹ پڑتا ہے۔ بلکہ تمہارے درمیان ایک پیغام رساں ہونا چاہیے۔ دریافت کیا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ یہ پیغام رساں کیا ہے۔ ارشاد ہوا بوسہ اور الفت اور محبت کی باتیں۔ (احیاء علوم الدین)

اسی روایت کے ایک حصہ میں کم ہمتی اور کم حوصلگی کی بعض دوسری باتوں کے ساتھ ارشاد ہوا۔

تیسرے یہ کہ آدمی اپنی بیوی یا لونڈی سے مقاربت کرنی چاہے تو اس پر ٹوٹ نہ پڑے بلکہ اس سے پہلے اس سے کچھ بات چیت کرے اور اس سے انسیت پیدا کرے اور پھر اس

سے ہم بستر ہو جائے۔ اس طرح ہم بستر ہو کہ ایسا نہ ہو کہ وہ (مرد) تو اپنی ضرورت پوری کر لے لیکن وہ عورت اس سے اپنی ضرورت نہ پوری کر سکے۔ (احیاء علوم الدین)

دوسرے موقع پر حضرت انس ﷺ کی اس روایت کے الفاظ ہیں۔ جب آدمی اپنی بیوی سے مجامعت کرے تو اس کے پاس سکون و اطمینان سے پہنچے پھر جب اپنی ضرورت پوری کر لے تو اس سے علیحدہ ہونے میں جلدی نہ کرے یہاں تک کہ عورت اس سے اپنی ضرورت پوری کر سکے۔ (المغنی لابن قدامہ)

معلوم ہوا کہ مباشرت سے قبل عورت سے ملاعبت و موانست کی ضرورت اس لیے بھی ہے کہ اسی صورت میں اس کے لیے مرد کے ساتھ خارج (Discharge) ہونا ممکن ہو سکتا ہے۔ جس کے بغیر اس کی جنسی تسکین مکمل نہیں ہو سکتی' حضرت عمر بن عبدالعزیز کی ایک مرسل روایت سے اس کی وضاحت ہوتی ہے اس کے مطابق رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اپنی بیوی سے مقاربت نہ کرو جب تک کہ اس کے اندر شہوت اسی طرح پوری نہ ابھر جائے جیسا کہ وہ تمہارے اندر ابھر چکی ہے۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ تم اس سے پہلے خارج ہو جاؤ۔

اس پر صاحب واقعہ نے کسی قدر تعجب سے دریافت کیا کہ آیا یہ بھی میرے لیے ضروری ہے تو جواب میں ارشاد ہوا۔

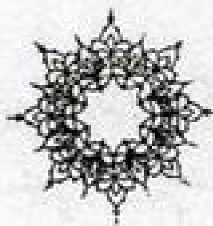
"ہاں تم اسے بوسہ دو اس سے آنکھیں چار کرو' عشق و محبت کی باتیں کرو۔ پھر جب تم دیکھو کہ تمہارے اندر جو بات کر گئی ہے وہ اس کے اندر بھی آگئی ہے تو اس سے مباشرت کرو۔" (حوالہ سابق)

اس کے باوجود مرد عورت سے قبل فارغ ہو جائے تو جب تک عورت بھی خارج نہ ہو جائے۔ اس کے لیے اپنے عضو کو باہر کھینچ لینا مکروہ ہے۔ اس لیے کہ یہ عورت کے لیے نقصان کا موجب ہے۔ جس کی جنسی تسکین اس طرح ناتمام رہ جاتی ہے۔ (حوالہ مذکور)

ملاعبت کے بغیر اچانک مباشرت کی صورت میں عورت کے عضو خاص میں مطلوبہ رطوبت اور چکناہٹ کے پیدا نہ ہونے کے سبب اس سے اس کو تکلیف بھی ہو سکتی ہے اور جنسی تسکین تو اپنی جگہ یہ ناگوار مباشرت اس کے لیے باعث اذیت ہو سکتی ہے۔

جدید ماہرین جنسیات کے مطابق' جس کی تجربہ سے تصدیق ہوتی ہے' مرد کی طرف سے مباشرت میں ٹھہراؤ کے علاوہ اس کے بعد اپنی بیوی سے مرد کو محبت کے دوسرے طریقوں کے

ذریعہ بھی مکمل جنسی تسکین کا سامان کرنا چاہیے۔ مباشرت کے بعد (After play) کے مطلوبہ طریقے میں محبت کے عمل کو اچانک ختم کردینا مناسب نہیں ہے۔ اس لیے مجامعت کے عمل کے بعد مرد کا جنسی تناؤ بہت جلد ختم ہو جاتا ہے۔ جب کہ عورت کی یہ کیفیت نسبتاً دیر میں زائل ہوتی ہے۔ اس لیے مجامعت کے فوراً بعد مرد کو مکمل طور پر لاتعلق نہیں ہو جانا چاہیے۔ ایسا کرنے سے اس کی شریک حیات کا جنسی تناؤ پوری طرح تسکین حاصل کرنے سے قاصر رہ جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کے تحت الشعور میں جنسی عمل سے ایک طرح کی نفرت پیدا ہو سکتی ہے۔ جو بعد میں ازدواجی زندگی کی عدم ہم آہنگی کی صورت اختیار کر سکتی ہے۔ (بحوالہ نظریہ جنس)



ہنسی، دل لگی کا فن

بیوی کے ساتھ ہنسی، دل لگی کرنا۔

احادیث نبوی ﷺ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نبی ﷺ کے ہمراہ ایک لڑائی میں تھے۔ جب ہم لوٹ رہے تھے اور مدینہ کے قریب پہنچے تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میری نئی نئی شادی ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم نے شادی کی ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں! آپ نے فرمایا تمہاری بیوی کنواری ہے یا بیاہی ہو؟ میں نے عرض کیا بیاہی ہوئی۔ آپ نے فرمایا تم نے کسی نوعمر لڑکی سے بیاہ کیوں نہ کیا کہ آپس میں خوب ہنسی مذاق ہوتا۔

ایک اور روایت میں ہے تم نے کسی کنواری سے کیوں نہ شادی کر لی جو تمہیں کھلاتی اور تم اسے کھلاتے۔ (حدیث صحیح ہے)

علامہ ابن قیم کی وضاحت:

علامہ امام ابن القیم" فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ نے بیاہی پر کنواری کو (کیوں) ترجیح دی۔ جبکہ کنوارا پن پہلی بار ہم بستری کے بعد زائل ہو جاتا ہے اور لڑکی ہمیشہ کے لیے ثیبہ (جس کی بکارت زائل ہو) ہو جاتی ہے۔ بعض نے کہا اس کی دو وجوہات ہیں۔

1۔ پہلی یہ کہ کنواری کے ساتھ ہم بستری کا مقصد ہے کہ اس سے پہلے چونکہ اس کے ساتھ یہ عمل نہیں کیا گیا لہٰذا اب جب ہم بستری کی جائے گی تو اس کے دل میں محبت جاگزیں ہوگی اور رہتی زندگی اس کے دل میں ثابت اور استوار رہے گی پھر ہم بستری کرنے والے کی نظر سے دیکھا جائے۔ تو یہ واقعہ ہے کہ وہ ایسے ہی باغ کو درخور اعتنا

اور توجہ کے لائق سمجھے گا جسے اس سے پہلے کسی نے استعمال نہ کیا ہوگا۔

اللہ رب العزت نے بھی اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے حوروں کے متعلق فرمایا جن کو اہل جنت سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا ہوگا اور نہ کسی جن نے۔

(رحمٰن:۵۶)

اور پردہ بکارت زائل ہونے کے بعد بھی ہم بستری کی لذت بدستور باقی رہے گی۔

2- دوسری وجہ یہ ہے کہ اہل جنت کے بارے میں وارد ہے کہ جب وہ اپنی بیوی سے ہم بستری کریں گے تو وہ دوبارہ کنواری ہو جائیں گی۔ (طبرانی فی المعجم۔روضۃ المحبین)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ناز کرتی تھیں کیونکہ آپ کے علاوہ ازواج مطہرات میں کوئی کنواری نہیں تھیں۔ دوران گفتگو آپ کہتی تھیں۔ آپ کی رائے کیا ہے؟ اگر آپ ایک وادی میں اتریں جس کے پودے جگہ جگہ سے چرے جا چکے ہوں اور کہیں ایسے ہیں جہاں چرے نہیں گئے آپ اپنے اونٹوں کو کہاں چرائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جواب میں فرماتے اس جگہ جہاں پودے چرائے نہ گئے ہوں۔ (بخاری)

بعض روایتوں میں وارد ہے کہ کنواری لڑکیوں کو ہی اپناؤ کیونکہ ان کا منہ شیریں' ان کا رحم کثرت اولاد کے لائق اور ان کی شرمگاہیں سخت ہوتی ہیں ان کے اندر دھوکہ کم سے کم ہوتا ہے اور تھوڑے اخراجات پر بس کرتی ہیں۔ بہرکیف کنواریوں کی جس قدر بھی فضیلت وارد ہو اس میں شک نہیں کہ بیاہی ہوئی خواتین کو بھی بڑی فضیلت حاصل ہے۔ کیونکہ شوہر کے معاملہ میں انہیں مہارت' تجربہ اور حسن سلوک سے واقفیت ہوتی ہے خود اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر علیہ السلام کو اطلاع دیتے ہوئے فرمایا۔

"اگر پیغمبر تم کو طلاق دیں دے تو عنقریب ان کا رب ان کو تمہارے بدلے میں تم سے اچھی بیویاں عنایت کرے گا۔ جو مسلمان ہوں گی ایماندار' فرمانبردار توبہ کرنے والی عبادت گزار' روزہ دار بیاہی ہوئی بھی کنواریاں بھی۔" (تحریم ۵)

نیز جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کنواری پر بیاہی خاتون کو ترجیح دی اور اس سے نکاح کیا تو آپ نے ان کی رائے کو درست قرار دیا اور ان کی تائید فرمائی کیونکہ حضرت جابر کا مقصد اپنے بچوں اور اپنے گھر کی دیکھ بھال اور نگہداشت تھی اور بیاہی ہوئی خاتون کو اس کی زیادہ معلومات ہوتی ہیں۔ ان کے اندر صبر و شکیب کا مادہ زیادہ ہوتا ہے آنے والی بعض تفصیلات سے بھی اس کا علم ہوگا۔

کنواری اور بیاہی ہوئی خواتین پر گفتگو کی غائت سے چند دلچسپ حکائتیں درج کی جاتی ہیں۔

دو کنیزیں:

1۔ ایک شخص کے سامنے دو کنیزیں لائی گئیں۔ ان میں ایک کنواری اور دوسری بیاہی ہوئی تھی۔ شخص مذکور کا رجحان کنواری کی طرف دیکھ کر بیاہی ہوئی کنیز نے کہا تو اس کی طرف ہی ملتفت کیوں ہوا...؟ جبکہ میرے اور اس کے درمیان بس ایک رات کا فاصلہ ہے۔ کنواری نے جواب میں کہا۔

"اور بے شک تمہارے پروردگار کے نزدیک ایک دن تمہارے حساب کی رو سے ہزار برس کے برابر ہے۔" (حج-۴۷)

اس شخص کو دونوں کنیزیں پسند آئیں اور اس نے انہیں خرید لیا۔

حافظ نے کہا بغداد میں میں نے ایک باندی سے کہا تو کنواری ہے یا بیاہی ہوئی ہے۔؟ اس نے کہا کساد بازاری (یعنی بیاہی ہوئی) سے ہم خدا کی پناہ چاہتے ہیں۔

2۔ علی بن جہم نے کہا میں نے ایک باندی خریدی میں نے اس سے کہا میں سمجھتا ہوں کہ تو کنواری ہے؟ اس نے کہا میرے آقا واثق (خلیفہ) کے زمانے میں کثرت سے فتوحات ہو چکی ہیں (یعنی میں کنواری نہیں ہوں)

3۔ خلیفہ متوکل کے سامنے ایک کنیز پیش کی گئی خلیفہ نے کہا تو کنواری ہے یا کچھ اور...؟ اس نے کہا امیرالمومنین میں کچھ اور ہوں۔ خلیفہ ہنسا اور اس کو خرید لیا۔

کنواری' بن بیاہی خواتین پر گفتگو کی مناسبت سے نصیحت اور افادے کے لیے ذیل میں ہم بکارت کے عنوان سے تفصیلی گفتگو کرنا چاہتے ہیں اس ضمن میں اس کے ازالے کی ترکیب بھی ذکر کی جائے گی۔ کیونکہ یہ موضوع پیچیدہ اور اہم ہے اور اس سے ناواقفیت بسا اوقات طلاق کا باعث بنتی ہے۔

جنسیات کی کتاب میں میں نے دیکھا ہے کہ ازدواجی زندگی کا نازک اور سخت لمحہ سہاگ رات کی گھڑی ہوتی ہے۔ جب نئی نویلی دلہن اور نوخیز دولہا مستقبل کے حسین خوابوں سے سرشار آرزوؤں اور مرادوں سے لبریز ایک دوسرے کے قریب آتے ہیں۔ اس لیے اس رات میاں بیوی کو انتہائی محتاط رویہ اپنانا چاہیے۔ اس موقعہ پر لبرل زیک کا ایک جملہ مجھے

یاد آتا ہے وہ کہتا ہے "اپنی زندگی کھینچ تان اور چھین جھپٹ کے ساتھ شروع نہ کرو۔" اس جملہ کو ہم اپنی گفتگو کا سر عنوان قرار دیتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ سہاگ رات میں نوخیز لڑکیوں کو گھبراہٹ' پریشانی اور عجیب وغریب دہشت کا سامنا ہوتا ہے کیونکہ ان کی زندگی میں ایک نیا آدمی داخل ہوتا ہے۔ اگر شوہر سمجھدار اور معاملہ فہم ہوتا ہے تو وہ اس نووارد ہم سفر' قلب مضطر اور خستہ و نزار شریک حیات کی دلجوئی کرتا ہے' حسن و خوبی کے ساتھ اس سے میل ملاپ کرتا ہے۔ لیکن ان کے علاوہ بہتیرے شوہر دو بڑی فاش غلطیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

1۔ ایک یہ کہ وہ کسی صورت اور کسی بھی طریقہ سے پردہ بکارت زائل کرنے کے درپے ہوتے ہیں۔

2۔ دوسرے بیوی سے وہ یہ توقع رکھتے ہیں کہ آنے والے واقعہ کو وہ من وعن قبول کر لے اور وقت ضائع کیے بغیر یا کسی قسم کی پیش بندی کیے بغیر وہ اس کے لیے آمادہ اور تیار رہے۔

"اپنے پروردگار سے بخشش مانگو پھر اسی کی طرف متوجہ رہو وہ تم پر آسمان سے موسلادھار مینہ برسائے گا اور تمہاری قوت پر قوت بڑھائے گا اور (دیکھو) گناہ گار بن کر روگردانی نہ کرو۔ (ھود ۵۲)

اس پر غور کرنے سے ایک پرلطف نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بکثرت استغفار سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں قوت جماع بڑھتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اور اس آخری ٹکڑے سے اجر آخرت مراد نہیں (دنیا کا اجر مراد ہے) کیونکہ آخرت کا اجر اس آیت میں مذکور ہے۔

"اور تمہیں باغ عطا کرے گا اور ان میں تمہارے لیے نہریں بہادے گا۔"

حوالہ سابق سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قوت مردمی کی افزائش کا ایک سبب خدا سے دعا کرنا بھی ہے کیونکہ صحیح حدیث میں وارد ہے "خدایا ہماری سماعت' بصارت اور توانائی سے تاحیات ہمیں مستفید فرما اور انہیں ہمارا بہتر وارث بنا۔"

یہ چند تدابیر ہیں اس کے باوجود اگر ازالہ بکارت کسی سختی یا درشتی کی وجہ سے زائل ہونا دشوار ہو تو مرد کو اپنے معالج سے مشورہ کرنا ضروری ہے کہ کسی مناسب ذریعہ سے اس کا تدارک کیا جاسکے۔ کند ذہن اپنی قوم کا سردار نہیں ہو سکتا ہے ہاں قوم کا سردار وہ ہو سکتا ہے

جو بظاہر غافل نظر آتا ہو۔

اور اگر شوہران مشکلات کے مقابلہ میں اپنے آپ کو بیدار رکھے اور اس میں شک نہیں کہ (عورتیں از خود باز آجائیں گی) اور خدا کا خوف نہ بھی رہا تو فضیحت اور رسوائی کے ڈر سے وہ ایسا نہ کریں گے۔

کھیل کھیلنا بھی فن ہے جس میں لطف اندوزی اور کامیاب ازدواجی زندگی کی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔

پیغمبر علیہ السلام نے آج سے چودہ سو سال پہلے سے اس کی بابت نہایت صراحت سے رہنمائی فرمائی اور جیسا کہ متعدد روائیتوں سے پتہ چلتا ہے۔ آپ نے اس کی تاکید کی۔ ازمنہ سابقہ کی قدیم علم نفسیات سے بھی اس کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔

بعض ماہرین کہتے ہیں۔ مثالی ازدواج کی علامت یہ ہے کہ کارگردی اور عمل آراستہ باسلیقہ اور قبولیت کے لائق ہو۔ اس اشتراک باہمی کا یہ بھی تقاضا ہے کہ دونوں کے حقوق میں مساوات ہو لطف اندوزی کے لیے جنسی عمل یعنی صحبت میں باہم یکساں اتفاق برقرار رہے۔

جنسی ملاپ سے قبل:

جنسی ملاپ سے لطف اندوز ہونے کے لیے باہم ہنسی مذاق اور کھیل کود بھی بے حد ضروری ہے کیونکہ اس سے غفلت برتنے کے نتیجہ عورت کو تنگی لاحق ہوگی۔ اس کی ناگواری بڑھے گی اور اس کو جسمانی اور نفسیاتی خطرات کا اندیشہ ہوگا۔ نیز ہنسی مذاق نہ کرنا حماقت اور ذہنی پستی کی علامت ہے۔ کیونکہ ہنسی مذاق گہری لذت والا عمل ہے۔ اس کی لذت جماع کی لذت سے کسی طرح کم نہیں ہوا کرتی ۔علاوہ ازیں تمہید کے لیے الفاظ اور جملوں کو بڑی اہمیت حاصل ہے کیونکہ ابتداء کی ان گھڑیوں میں ان سے جذبات کھلتے اور احساسات بیدار ہوتے ہیں۔ پھر جسم سے زیادہ دل اثر اور تاثیر کا حامل ہوتا ہے اور کبھی معاملہ کتنا ہی ہلکا کیوں نہ نظر آئے لیکن ان کی اہمیت مسلم ہے۔

اس موقع پر ہم ایک چیز پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ خوشبو سے جنسی ملاپ کا گہرا اثر ہوتا ہے اس لیے روسونے سونے کے کمرے میں خوشبو کے استعمال کی ہدایت کی ہے۔

ہنسی مذاق اور کھیل ازدواجی زندگی میں جنسی ملاپ کے قاصد اور ہرکارے تصور کیے جاتے ہیں۔ اس کے بعد میاں بیوی کے اندر خوبصورت تحریک پیدا ہوتی ہے اور جنسی حساس

اعضاء میں توانائی کی رو دوڑ جاتی ہے۔ اس لیے مثالی ازدواجی زندگی میں دلچسپ ہنسی مذاق کو دائرے سے خارج کرنا مناسب نہیں جبکہ اس سے پسندیدگی، محبت اور ایک دوسرے سے ربط بڑھتا ہے۔ بشرطیکہ مناسب وقت اور موزوں لحاظ سے ہنسی مذاق کیا جائے۔

علم نفسیات کے ماہرین:

علم نفسیات کے خصوصی ماہرین میں سے ایک نے جنسیات پر مشتمل اہم مسائل کو ہنسی مذاق اور لڑکیوں سے گفتگو کے زیر عنوان اس طرح نقل کیا ہے۔ وہ کہتا ہے۔

مرد عورت کے ساتھ ہنسی اور دل بستگی کی باتیں اس طرح بھی نہ کرے کہ ایک بار اس کی طرف شادی کے بعد مائل ہو جائے اور بس۔ بلکہ یہ ضروری ہے کہ مرد ہر وصال کے موقع پر اس کی طرف مائل ہو اس کے ساتھ لطف اندوز اور ملذذ ہو کیونکہ کہ ہربار کا وصال نئی نویلی شادی کے مترادف ہوتا ہے۔ پھر جب بے زبان جانور ہر مرتبہ اس طرح کی حرکتیں دہراتے ہیں تو انسان کو بھی بدرجہ اولیٰ یہی سب کرنے میں مضائقہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ اس کا کہیں زیادہ حقدار ہے۔ لہٰذا جو لوگ اس نکتہ کی رعایت نہیں کرتے وہ جانوروں سے بھی گئے گزرے ہیں۔ اس لیے کہ وہ پھر بھی ہر ملاپ سے پہلے اپنی دانست میں خوش فعلی اور دل لگی کرتے ہیں۔

بعض کہاوتیں ایسی ہیں جن میں بدصورت لیکن مزاح کرنے والے شوہر کو خوبصورت مگر پورے شوہر پر فوقیت دیتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ "وہ گاؤدی اور جنگلی ہے لیکن ہوشیار ہے۔" اس لیے شادی شدہ نوجوانوں کو چاہیے کہ محبوب کے دل میں محبت کی جوت جگائیں۔ اس کے دماغ کو متاثر کریں۔ اس کے دل میں اپنے آپ کو بسائیں تاکہ بغل گیر ہونے کے لیے اس کے جذبات برانگیختہ ہوں، وہ پورے طور پر آمادہ ہو۔

اس موقع پر ہم اس تکرار کو گوارہ کریں گے کہ ہم نے پیچھے عرض کیا کہ عورت اپنے دل اور اپنی عقل کے ہاتھوں مجبور ہو کر بڑی آہستہ آہستہ محبت کا اظہار کرتی ہے۔ اس لیے باحیثیت شوہر کو چاہیے کہ اس کی محبت، اس کے جذبات اور اس کے احساسات کو ٹھیس نہ پہنچائے۔ تاکہ آگے چل کر محبت اس کے عقل و شعور کے آسمان میں گردش کرتی رہے۔

لیکن یہ بھی مناسب نہیں کہ عورت دلچسپی اور دل بستگی کا محض کھلونا تصور کیا جائے بلکہ یہ دیکھنا چاہیے کہ اس کے ملاپ میں خود مرد کے لیے بھی زبردست فائدہ مضمر ہے۔ اور یہ

فائدہ اسی وقت حاصل ہوتا ہے جب جنسی ملاپ کا دونوں طرف سے احساس پایا جائے اور ہر کوئی اس سے پوری طرح لطف اندوز ہو۔

جانوروں کی جنسی زندگی:

جانوروں کے کھیل کود کی بات چلی تو اس مناسبت سے علامہ ابن الجوزی" کی ایک تحریر پیش کی جاتی ہے۔ جو آپ نے اپنی کتاب "لطائف اذکیا" میں درج کی ہے۔

پہلے آپ نے جہاں یہ بتایا کہ نر اور مادہ چڑیا اپنے بچوں کو باقاعدہ تربیت دیتے ہیں اور اس میں کامیاب ہوتے ہیں۔ اس کامیابی پر ان کی مسرت کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہوتا۔

اس کے بعد وہ لکھتے ہیں۔

نر چڑیا پہلے اپنی مادہ کو راغب کرتا ہے۔ اس کو بلاتا ہے لیکن مادہ چڑیا بے اتفاقی کرتی ہے اور مزید بلانے کا موقع دیتی پھر کچھ نرم پڑتی ہے۔ لیکن پھر رک جایا کرتی ہے پھر آگے بڑھتی ہے اس کے بعد دونوں گلے ملتے ہیں۔ ایک دوسرے کے جیسا کرتے ہیں۔ اپنی زبان میں پیار کی باتیں کرتے ہیں' بوسہ لیتے ہیں۔ ایک دوسرے کو چومتے جاتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ بہتیرے شوہروں کو چڑیوں اور دوسرے جانوروں کے ان مدرسوں میں عشق و محبت کا یہ گر سیکھنا چاہیے۔

عیون الاخبار نامی کتاب میں لکھا ہے کسی نے حجاج سے پوچھا امیر کیا تم اپنی اہلیہ سے ہنسی مذاق کرتے ہو۔ حجاج نے کہا کیا تم مجھے محض شیطان سمجھتے ہو؟ بخدا مجھے بھی کبھی ان کے تلوے چاٹنے پڑتے ہیں۔

کتاب تحفہ العروس و نزہت النفوس۔ ایک قدیم کتاب مصنف ابو عبداللہ ابن احمد شیحانی۔۔۔ میں لکھا ہے ابو ریحان نے اپنی کتاب "جواہر" میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ عورتوں کا بڑا شوقین تھا۔ صحبت کے بعد کبھی اسے دوبارہ ہم بستری کی خواہش ہوتی تو اسے محسوس ہوتا ہے کہ اس کے اعضاء دوبارہ اس عمل کی تاب لانے سے قاصر ہو چکے ہیں۔

مصنف مذکور رقمطراز ہے کہ اس کے بعد بادشاہ مذکور نے ایک حوض تیار کیا اس کے اندر پارہ بھرنے کا حکم دیا۔ پھر اس پر اپنا بستر لگوایا اس بستر کے اوپر بادشاہ صحبت کرتا۔ اس کی معمولی حرکت سے پارے میں خود بخود حرکت پیدا ہوتی۔ اور اس طرح بادشاہ از خود لطف اندوز ہوتا۔

ایک نوجوان لڑکی:

پولیس کے ایک نوجوان نے بتایا کہ ایک نوجوان زنا کی عادی لڑکی سے اس کا سامنا ہوا۔ اس کا شوہر خوبصورت تھا اس لیے پولیس کو لڑکی کی یہ حرکت ناگوار گزری۔ جب اس نے لڑکی سے اس بے راہ روی کا سبب پوچھا تو اس نے کہا اصل بات یہ ہے کہ اس کا شوہر اس کی ران کو بھی نہیں جانتا۔ نہ ہنسی اور کھیل کو د نام کو جانتا ہے۔ صرف اپنی شہوت پوری کرتا ہے اور بس!

بعض جانکار نصیحت کرنے والے کہتے ہیں کہ بدترین سستی اور عاجزی کی علامت ہے کہ مرد بات چیت پیار و محبت' ہنسی کھیل سے پہلے بیوی سے صحبت کرنے لگے۔ نیز اس سے بھی پرہیز کرنا چاہیے کہ عورت کی شہوت پوری ہونے سے پہلے آپ اپنی شہوت پوری کرلے۔

ماہر فن علم نفسیات:

ماہر فن علم نفسیات ماری اسٹوپ نے کہا ہے کہ جنسی امور کی بابت واقف کار حلقہ اپنے تجربات اور اس علم کی وسیع معلومات کے تحت یہ سمجھتا ہے کہ بہتر دلہن وہ ہوتی ہے جو اپنے شوہر کے ساتھ جنسی ملاپ میں برابر کا حصہ لے اور خاص طور پر پردہ بکارت زائل کرنے کے سلسلے میں مرد کی مناسب رہنمائی کرے۔ کیونکہ ازالہ کا علم اس کو تب ہوتا ہے جب اسے ہلکا سا درد محسوس ہو۔ محبت کا ایک پلہ اس وقت خود بخود ہلکا ہو جائے گا جب دوسرا پلہ خالی ہوگا اور دوسری طرف کسی قسم کا جوش اور ولولہ پایا نہیں جائے گا۔ پھر اس حال میں جنسی ملاپ کا بھی جنازہ نکل جائے گا کیونکہ بیوی کا ٹھنڈا پن اور اس کی خاموشی ہر خوبصورت اور پر لطف لمحہ کا پہلے سے گلا گھونٹ کر رکھ دے گی اور سارا مزا پھیکا ہو کر رہ جائے گا اس کے برعکس آپس کے ملاپ' باہمی تعاون اور ایک دوسرے کی مدد سے انوکھی لذت میسر ہوگی۔

سہاگ رات میں شوہر کو اس کا بھی بڑا خیال کرنا ہوگا کہ اس کی بیوی کے جذبات کیا ہیں' وہ کیا احساس رکھتی ہے' آخر وہ اپنے اس آشیانے کو خیر آباد کہہ کر آئی ہے جہاں اس نے بچپن کے حسین دن گزارے اور اک نئے آشیانے میں قدم رکھا جو اس کے لیے اجنبی اور الگ تھلگ ہے کیا اسے وحشت' دوری اور شرم و حیا کا احساس نہ ہوگا؟ اس لیے شوہر کو ہوشیار اور بڑا چست و چالاک ہونا ضروری ہے۔

اس کو چاہیے کہ سہاگ رات ایسی گزارے جس سے آپس کے روابط گہرے ہوں۔

پیار و محبت اور تعلقات میں اضافہ ہو اور یہ رشتہ تا دیر استوار رہے۔ ایسا نہ ہو کہ دونوں اکتاہٹ اور گھبراہٹ کا شکار ہوں۔ مرد بھی ایک سرے سے یکلخت اپنی مردانگی اور جوانی کا سکہ جمانے میں لگا رہے اور جو چیز آہستہ آہستہ کرنی چاہیے اس کو یکبارگی کرگزرنے کے درپے ہو۔ "ہرگز نہیں" بلکہ اس کو چاہیے کہ بیوی کی طرف سے رغبت' خواہش اور تیاری کا اشارہ ملنے پر اقدام کرے ورنہ کام اگلی فرصت پر چھوڑ دے۔ حضور ﷺ نے جس ہنسی مذاق اور کھیل کود کی طرف اشارہ کیا اس پر گفتگو کرنے سے پہلے میں اس طرف توجہ دلانا بھی مناسب سمجھوں گا کہ صحبت کے بعد ہنسی مذاق کے سلسلہ کو جاری رکھنا چاہیے کیونکہ جنسیات کے ایک خصوصی ماہر نے کہا ہے۔

جنسی ملاپ کے حق میں بعد کے اس مزاج کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ لیکن افسوس یہ کہ عام طور پر اس سے غفلت برتی جاتی ہے۔ چنانچہ اکثر شوہروں کی عادت یہ ہے کہ صحبت سے فارغ ہونے کے بعد بیوی سے فوراً دور ہو جاتے ہیں۔ یہ جہالت اور لاپرواہی ہے کہ مرد ایک طرف منہ کرکے گہری نیند کی آغوش میں چلا جاتا ہے۔ جبکہ دوسری طرف بیوی ایک قسم کی تنہائی محسوس کرتی ہے۔ کیونکہ اس کے جذبات رفتہ رفتہ سرد پڑتے ہیں۔ اسطرح محض اپنی نادانی سے خیر سگالی کی سب سے بہتر گھڑی سے خود کو محروم کرلیتا ہے اور بیوی کو ملذذ ہونے کے اہم موقع سے دور رکھتا ہے کیونکہ یہ ساعت بھی آپس کے اشتراک اور پیار و محبت کی گھڑی ہوتی ہے۔ اس وقت بھی عورت دلنشین بات چیت' بوس وکنار اور نرم و لطیف مزاح کو اتنا چاہتی ہے' جتنا جسمانی قرب عزیز ہوتا ہے۔

بنابریں شوہر کو چاہیے کہ بیوی کو لطف اندوز ہونے دے۔ جنسی اور مناسب کھیل کود سے اس کی خواہش کی تسکین نرم اور محبت سے بات چیت کرے۔ ہلکے ہلکے بوسے اس کے رخسار پر ثبت کرتا رہے۔ نرمی سے اس کو بھینچے اور آغوش میں سمیٹے رہے۔

حضرت جابر سے ایک روایت میں ہے کہ مجھ سے رسول خدا ﷺ نے فرمایا تم نے کس سے نکاح کیا؟ میں نے عرض کیا ایک بیاہی ہوئی خاتون سے آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں کیا ہوا کنواری ہوتی تو اس سے ہنسی مزاح ہوتا۔

اس حدیث کے حاشیہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جب رسول خدا ﷺ کو معلوم ہوا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ایک بیاہی ہوئی خاتون سے نکاح کیا ہے تو آپ نے فرمایا تمہیں کیا ہوا کنواری ہوتی اور اس سے ہنسی مذاق ہوتا اس کا مطلب یہ ہے کہ کنواری لڑکی سے ملاعبت کرے اور

حدیث میں لعاب کا جو لفظ وارد ہے اس کا مفہوم یہ بھی ہے کہ اس کے لعاب سے فائدہ اٹھائے۔ اس سے اشارہ ہونٹ اور زبان کی طرف بھی ہو سکتا ہے کیونکہ مزاح اور بوسہ لینے میں یہ بھی ہوتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ گھر تشریف لانے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے کیا کام کرتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ پہلے مسواک کرتے ہیں۔ غالباً ایک مقصد اس کا یہ بھی ہوتا تھا کہ ازواج مطہرات سے ملنے کی صورت میں بوسہ لینا ہو تو منہ اور دانت پاکیزہ شفاف رہیں۔

اس سے محبت اور برکت زیادہ ہوتی ہے اور زندگی کا غم ڈھل کر ہلکا ہوتا ہے بوس وکنار مرد اس وقت بھی کر سکتا ہے جب وہ گھر سے نکل رہا ہو۔ تاکہ میل و محبت کا باہم تبادلہ ہو اور آپس کا عہد و پیمان دونوں کو یاد رہے۔ خواہ دونوں گھر کے اندر رہیں یا باہر اپنے اوقات کو گزاریں۔

ڈاکٹر زیارت داس کی تحقیق:

نیپال کے ڈاکٹر زیارت داس نے عورت سے ہم بستری سے قبل چھیڑ چھاڑ اور متوجہ کرنا مباشرت کا سب سے پہلا فن اور دروازہ قرار دیا ہے۔

ڈاکٹر کے بقول عورت گھر کے کام کاج میں اتنی مصروف رہتی ہے کہ اس کا کسی اور طرف خیال ہی نہیں جاتا۔ اگر اس کا خیال جنس اور لگاؤ کی طرف جاتا بھی ہے تو اسے اس کا جیون ساتھی میسر نہیں ہوتا کیونکہ وہ دن بھر اپنے کاروبار زندگی میں مصروف رہتا ہے۔

اب اس حالت میں مرد کو چاہیے کہ وہ جب اپنی بیوی سے ملے تو اسے مکمل متوجہ کرنے کے لیے اس کے حساس حصوں کا مساج اور چھیڑ چھاڑ کرے۔

میرے تجربات میں جو سالہا سال پر محیط ہیں یہ بات سامنے آتی ہے کہ شادی کی کامیابی اسی انداز کو اختیار کرنے میں ہے کیونکہ ناکام شادیاں ان مقاصد سے دور ہوتی ہیں۔

اگر ہم اپنی شادی کو کامیاب کرنا چاہتے ہیں تو پھر بیوی سے ملنے سے قبل اس کو اس عمل کے لیے تیار کریں۔

ایک ناکام زندگی کا واقعہ:

میرے پاس دوران پریکٹس ایک نوخیز خوبصورت لڑکی آئی۔ جب میں نے اس کی نبض دیکھی تو وہ رو کر کہنے لگی ڈاکٹر صاحب میں اپنے علاج کے لیے نہیں بلکہ اپنے مرد کے علاج کے لیے آئی ہوں میں چونک پڑا کہ یہ عورت اپنے خاوند کے علاج کے لیے کیسے آئی ہے اور پھر اس عورت نے تفصیل بتائی۔

کہ دراصل میں ایسے مرد کے ساتھ بیاہی گئی ہوں جو مباشرت کے اسرار و رموز سے ناواقف ہے اور قطعی طور پر یہ نہیں جانتا کہ مباشرت سے قبل کیا کرنا چاہیے اسے صرف اتنا علم ہے کہ اس کا اخراج ہو جائے۔

اور میں تڑپتی رہتی ہوں۔ میرا تعلق برہمن گھرانے سے ہے ہمیں گھر سے نکلنے کی اجازت قطعی نہیں ہوتی لیکن تین سال کی کوشش کے بعد آج میں آپ کے پاس آئی ہوں۔

میں نے عورت کو صرف اتنا کہا کہ کسی طرح اپنے خاوند کو میرے پاس بھیج دے۔

الغرض اس کا خاوند آیا تو میں نے اسے شادی کی مکمل ہدایات دیں اور خاص طور پر ہم بستری سے قبل چھیڑ چھاڑ کو ضروری قرار دیا۔

کچھ عرصے بعد وہ نوخیز لڑکی شکریہ ادا کرنے آئی کہ میرا مقصد حل ہو گیا۔

(بحوالہ سیکس فار آل)

جماع سے قبل چھیڑ چھاڑ کی میڈیکل اہمیت:

ڈاکٹر کپور کے جرنلز میں یہ بات کچھ اس انداز میں ہے کہ جب مرد عورت سے جماع سے قبل "کسنگ" یعنی چھیڑ چھاڑ کرتا ہے کچھ خاص ہارمونز جو کہ جنسی قوت کی زیادتی اور لذت کے اضافے کا باعث بنتے ہیں اتنی تیزی سے تیار ہوتے ہیں کہ میرے تجربات میں شاید کوئی کمپیوٹر بھی اتنی تیزی سے کوئی چیز نہ بنا سکے۔

گردے گلینڈز کے ہارمونز پچوٹری گلینڈز کے ہارمونز اور تھائی رائیڈ پیراتھائی رائیڈ کے ہارمونز خون میں شامل ہو کر جنسی قوت کو بڑھاتے ہیں اگر ایسا نہ کیا جائے تو قطعی طور پر یہ ہارمونز خون میں شامل نہ ہوں۔ سیکس اور جسم کو وہ لذت اور مزا میسر نہ ہو جو کہ جسم میں خود بخود موجود ہے۔

(بحوالہ سیکس ٹیکنیک)

ایک آفیسر کا عمل:

ایک مریض جو کہ بہت بڑے عہدے پر فائز تھے اپنی ازدواجی زندگی کی مسلسل ناکامی کی داستان لے کر آئے۔ جب ان کی کہانی مکمل ہوئی تو میں نے انہیں ایک عمل بتایا اور کہا کہ ایسا ضرور کریں۔

جنس کی لذت بڑھانے کا مجرب عمل:

صبح کچھ دیر بیوی سے محبت الفت و چاہت اور لذت کی کچھ باتیں کریں اور کچھ منٹ تک سینے کے ابھار ہاتھوں میں لے کر ہلکا سا مساج کریں اور آخر میں بیوی کو آج رات محبت کے عمل کی خوشخبری سنا کر کاروبار پر چلے جائیں۔

اس نے ایسا ہی کیا تیسرے دن میرے پاس آیا تو بے ضبط جذبات کہ حیران کن عمل میں نے بیوی کے جذبات میں دیکھے مجھے اتنا لطف محسوس ہوا کہ آج تک نہیں ہوا کہ میری بیوی لذت اور مزے سے بے خود ہو گئی کہنے لگی آج تو عالم حیرانی ہے۔

ایک زلف دراز عاشق کی کہانی:

عورت کے رسیا ایک مرد نے مجھے بتایا کہ عورت اسی فیصد چھیڑ چھاڑ محبت بوس وکنار اور چومنے کو پسند کرتی ہے اور اس عمل سے جب اس کا دل بھر جاتا ہے تو پھر وہ ہم بستری چاہتی ہے۔

وضو اور غسل کا اہتمام:

مباشرت کا ایک ادب یہ ہے کہ آدمی کے ایک سے زیادہ بیویاں ہوں اور ایک ہی رات میں وہ ان سب کے پاس جانا چاہے تو ایک کے بعد دوسری کے یہاں جانے سے پہلے نیا غسل کر لینا چاہیے حدیث سے گنجائش ہے کہ آدمی ایک ہی غسل سے اپنی کئی بیویوں کے پاس جا سکتا ہے صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی غسل سے اپنی تمام بیویوں کے یہاں ہو لیتے تھے۔ (حوالہ صحیح مسلم جلد نمبر ۱)

لیکن زیادہ بہتر اور زیادہ مناسب ہے کہ ایک بیوی کے بعد دوسری بیویوں کے یہاں

جانے سے قبل تازہ وضو کرے جیسا کہ سنن ابو داؤد کی روایت ہے آپ ﷺ کے عمل سے اس کا ثبوت ملتا ہے رسول ﷺ کے صحابی حضرت ابو رافع کی روایت ہے کہ رسول ﷺ کا ایک رات باری باری تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے یہاں جانا ہوا ان میں سے ہر عورت کے پاس آپ ﷺ نے تازہ غسل فرمایا۔ فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ آپ ﷺ نے ایک ہی غسل پر اکتفا فرمایا ہوتا جواب میں ارشاد ہوا۔ یہ زیادہ پاکی زیادہ خوشگواری اور زیادہ صفائی کا موجب ہے۔ (ابو داؤد جلد نمبر ا)

غسل کے بغیر ایک ہی وقت میں آدمی ایک سے زائد بار مباشرت کرنا چاہتا ہو تو دوسری مباشرت سے پہلے وضو کر لینا مستحب ہے صحیح مسلم میں حضرت ابو سعید خدری کی روایت ہے فرماتے ہیں رسول ﷺ نے فرمایا "جب تم میں کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس آئے پھر دوبارہ آنا چاہے تو چاہیے کہ وضو کرے۔" (مسلم جلد نمبر ا)

امام حاکم کی روایت میں اس پر اضافہ ہے جس سے اس کی حکمت کا پتہ چلتا ہے۔

اس لیے کہ یہ دوبارہ آنے کے لیے زیادہ نشاط کا باعث ہے۔

(سبل اسلام شرح بلوم الحرام

دوسری روایت میں آپ ﷺ کے الفاظ یہ ہیں۔

"جب کوئی شخص رات کے پہلے پہر میں ہم بستری کرے پھر وہ دوبارہ ایسا کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ اس سے پہلے نماز کے وضو کی طرح اچھی طرح وضو کرے۔

(المغنی لابن قدامہ

آدمی کا دوسری بار مباشرت کا ارادہ نہ ہو اس کے باوجود وہ نہائے بغیر سونا چاہے تو اس صورت میں بھی اس کے لیے بہتر ہے کہ وہ سونے سے پہلے باقاعدہ وضو کر کے سوئے۔ ہشام بن عروہ کی اپنے والد عروہ سے روایت ہے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ فرمایا کرتی تھیں جب تم میں کوئی شخص عورت سے صحبت کرے پھر وہ نہانے سے پہلے سونا چاہے تو وہ نہ سوئے تاآنکہ نماز کے وضو کی طرح اچھی طرح وضو نہ کر لے۔ (موطا جلد نمبر ا)

رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا جنابت سے قبل آپ سونا چاہتے تو سونے سے قبل آپ نماز کی طرح وضو فرما لیتے تھے۔ (صحیح مسلم حوالہ سابق)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جنابت کی حالت میں سونے کا مسئلہ آپ ﷺ سے دریافت فرمایا تو اس کے جواب میں بھی یہی ارشاد ہوا کہ سونے سے پہلے وضو کر لینا چاہیے اس کے بعد جب

چاہے غسل کرے۔ (آداب الزفاف للباسانی)

دوسری روایت میں اس پر اضافہ ہے۔ رسول خدا ﷺ نے آپ کو وضو کے ساتھ شرمگاہ کو بھی دھونے کا حکم دیا۔ (حوالہ سابق)

غسل کے سلسلے میں حضرت عائشہ کی دوسری روایت میں بھی صراحت ہے کہ جنابت کی حالت میں سونے سے پہلے آپ ﷺ غسل فرماتے تھے اور بسا اوقات غسل کے بغیر صرف وضو کر کے سو جاتے تھے۔

سنن بیہقی اور ابن شیبہ کی روایت میں اس پر اضافہ ہے رسول خدا ﷺ حالت جنابت میں ہوتے اور سونا چاہتے تو وضو فرمالیتے یا کبھی تیمم سے بھی کام چلا لیتے تھے۔ اگرچہ نسائی کے علاوہ سنن کی تمام دوسری کتابوں میں صراحت ہے کہ رسول خدا ﷺ کبھی کبھار وضو یا غسل یا کسی اور انداز میں پانی کے استعمال کے بغیر سو جاتے تھے بعد میں جب اٹھتے تو غسل فرما لیتے۔ جبکہ موطاء امام محمد میں صراحت ہے کہ رسول خدا ﷺ اپنی کسی بیوی سے مجامعت کرتے پھر سو جاتے اور کسی انداز میں پانی استعمال نہ فرماتے اسی حال میں رات کے آخر میں دوبارہ مباشرت کرتے اور آخر میں غسل فرمالیتے۔ (موطاء امام محمد مع التعلیق الممجد)

دین کی فراہم کردہ یہ سہولیات ہیں اپنی قوت کے مطابق آدمی ان سے انتخاب کر سکتا ہے۔ جنابت کی حالت میں سونے کے علاوہ اگر آدمی کچھ کھانا پینا بھی چاہے تو اس صورت میں بھی وضو کر لینا چاہیے۔ نبی صلی ﷺ کے معمولات میں اس کی بھی صراحت ہے۔

(مسلم حوالہ سابق)

اس مضمون کی روایات سے یہ بات بھی بنتی ہے کہ رات کے علاوہ بھی جنابت کی حالت میں دیر تک پڑے رہنا اور اطمینان و بے تکلفی سے کھانے اور سونے کا معمول رکھنا اسی طرح اپنی دوسری مصروفیات میں لگے رہنا صحیح نہیں ہے فوری طور پر نہانا ناممکن ہو تو وضو ضرور کر لینا چاہیے۔ (حجۃ اللہ البالغہ)

جب کہ دوسری حدیث میں ہے کہ جس گھر میں کوئی شخص جنابت کی حالت میں ہو تو فرشتے اس کے اندر جانے سے کتراتے ہیں۔ (حوالہ سابق)

بیوی سے صحبت کے بعد وضو اور غسل میں طہارت و نفاست کا تو اہتمام ہے ہی جو خدا تعالیٰ کو بے حد پسند ہے حفظان صحت کے پہلو سے بھی اس کی افادیت مسلم ہے۔ اس سے طبیعت میں چستی اور نشاط پیدا ہوتا ہے اور جماع کے نتیجے میں جسم کی جو قوت زائل ہوتی ہے

اس کی بحالی کا سامان ہوتا ہے۔ (زاد المعانی فی مدی خیر العباد)

بعض خطرناک بیماریوں سے بچاؤ کا بھی یہ فطری طریقہ ہے بڑے حکماء نے اس کی صراحت کی ہے۔ (احیاء علوم الدین)

جنابت کی حالت میں بال منڈانے ناخن تراشنے اور زیر ناف کی صفائی خون نکلوانے یا کسی بھی دوسرے انداز سے جسم کے کسی حصے کو اس سے جدا کرنے کو نامناسب کہا گیا ہے۔

(بحوالہ نظریہ جنس)

ایک جماع سے دوسرے جماع تک وضو کی ضرورت:

سابقہ دینی تحقیق بعنوان "وضو اور غسل کا اہتمام" میں ایک جماع سے دوسرے جماع تک وضو کی اہمیت کو ثابت کیا گیا ہے اس کی میڈیکل وضاحت مندرجہ ذیل ہے۔

جدید سائنس:

ایک دفعہ ایک سیمینار میں ڈاکٹرز' پروفیسر اور دوسرے سکالرز اکٹھے ہوئے' چائے کے وقفے میں یہ سوال ان حضرات کے گوش گزار کرایا۔ مختلف ڈاکٹرز' پروفیسر اور سکالرز نے مختلف آراء دیں لیکن ان میں بعض نے اپنی حتمی ریسرچ بیان کی جو کہ حسب ذیل ہے۔

1۔ ایک ڈاکٹر نے فرمایا کہ دوران جماع دراصل جنسی جوش کی وجہ سے بلڈ پریشر تیز ہو جاتا ہے اور وضو بلڈ پریشر کو نارمل کرنے کے لیے تیر بہدف ہے۔

2۔ ایک سکالر نے اپنی تحقیق بیان کی کہ وضو ان اعضاء کو دھونے کا عمل ہے۔ جو دوران جماع استعمال ہوتے ہیں مثلاً ہاتھ یا ہونٹ زبان وغیرہ اور بعض اوقات ایک بیوی سے مرد دوسری بیوی کے پاس جاتا ہے تو کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ پہلی بیوی کو کوئی مرض لاحق تھی جو کہ چھوتی تھی اب مرد نے دوسری بیوی سے جماع کے دوران ہاتھ ہونٹ زبان وغیرہ استعمال کرنی ہے۔ اس لیے وضو ضروری ہے۔ تاکہ چھوت دوسری میں منتقل نہ ہو۔

3۔ ایک محقق فرمانے لگے کہ وضو کرنا کچھ اس لیے بھی مفید ہے کہ اعضاء وضو پر پانی لگنے سے تندیل اور کچھ برودت پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے سرعت انزال نہیں ہوتا۔

4۔ ایک صاحب فرمانے لگے کہ وضو سے گلینڈز کی وہ رطوبات جو جنس کے لیے ضروری ہیں۔ جسم کی ضرورت کے مطابق استعمال ہوتی ہیں۔ وضو کرنے سے ان کے ضائع ہونے کا خطرہ ختم ہو جاتا ہے۔

حالت حیض اور پیچھے کے راستے میں مباشرت کی ممانعت:

اپنی بیوی سے مجامعت آدمی پاکی کی حالت میں کر سکتا ہے۔ ماہواری کے دنوں میں اس سے خاص زن و شوئی تعلق قائم کرنا منع ہے۔ قرآن حکیم میں اس مسئلہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے۔

"لوگ آپ سے حیض کے متعلق دریافت کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیں کہ یہ گندگی ہے۔ تو تم حیض کے دنوں میں عورتوں سے الگ رہو۔ ان کے پاس نہ آؤ یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں تو جب وہ خوب صاف ستھری ہو جائیں تو ان کے پاس اس طریقہ سے آؤ جیساکہ اللہ نے تم کو حکم دیا ہے۔ بے شک اللہ بڑھ کر توبہ کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے اور بڑھ کر صفائی ستھرائی اختیار کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔ (البقرہ ۳۱-۳۲)

معلوم ہے کہ عورت مہینے میں کچھ دن حیض (menses) سے ہوتی ہے۔ قرآن کریم نے اس کو بیماری گندگی قرار دے کر اس عرصے میں مردوں کو عورتوں سے دور رہنے کا حکم دیا ہے۔ حیض کی مدت کے تعین میں آئمہ اسلام کے درمیان اختلاف ہے۔ امام مالک کے نزدیک حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت پندرہ (15) دن ہے۔ اسی کے قائل امام شافعی بھی ہیں۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے جہاں تک حیض کی کم سے کم مدت کا سوال ہے۔ تو امام مالک کے نزدیک اس کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ عورت کو ایک بار بھی خون آ جائے تو اسے حیض مان لیتے ہیں۔ امام شافعیؒ کے نزدیک یہ مدت ایک دن اور ایک رات ہے۔ امام ابو حنیفہ اس کی کم سے کم مدت تین دن قرار دیتے ہیں۔

(بدایۃ المجتہد و نہایۃ المقتصد)

حنابلہ کے نزدیک ایک دن' ایک رات اور زیادہ سے زیادہ مدت پندرہ دن ہے۔

(المغنی لابن قدامہ)

ان مختلف مسالک کے مطابق حیض کی کم سے کم مدت سے کم وقفہ کی صورت میں' اسی طرح حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت کے خاتمہ کے بعد کا زمانہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہو گا'

جس میں مرد عورت سے دوسرے طریقوں سے فائدہ اٹھانے کے ساتھ اس سے خاص زن و شوئی تعلق بھی قائم کرسکتا ہے۔

حیض (menses) کی حالت میں شوہر اپنی بیوی سے خاص جنسی تعلق مباشرت و مجامعت (coitus) کے علاوہ ہر طرح فائدہ اٹھا سکتا ہے اور جنسی تسکین حاصل کرسکتا ہے اور اس کے ساتھ کھا پی سکتا ہے اور ایک بستر پر لیٹ سکتا ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔

(تفسیر ابن کثیر)

بخاری اور مسلم کی روائتیں ہیں کہ رسول خدا ﷺ ازواج مطہرات سے حالت حیض میں مباشرت کے علاوہ مختلف صورتوں سے جنسی تسکین کا سامان کرتے تھے۔ لیکن انہی رواتیوں میں حضرت عائشہ کی صراحت ہے۔ "تم میں سے کس کو اپنی جنسی خواہش پر ویسا قابو نہیں ہے جیسا کہ نبی ﷺ اپنی جنسی خواہش پر قابو رکھتے تھے۔" (بخاری جلد ۱)

اس کی روشنی میں آیت کریمہ میں اعتزال کا لفظ بہت بامعنی ہے۔ اعتزال کے معنی الگ تھلگ اور بالکل دور رہنے کے ہیں۔ اس کا تقاضا ہے کہ حالت حیض میں شوہر کے لیے اپنی بیوی سے صرف مباشرت ہی منع نہیں ہے بلکہ جسمانی طور پر ان دونوں کو زیادہ سے زیادہ ایک دوسرے سے دور اور الگ تھلگ رہنا چاہیے۔ حالت حیض میں مرد اپنی عورت کے ساتھ کھا پی سکتا ہے اور مجامعت کے علاوہ اس سے ہر طرح کی لطف و لذت حاصل کرسکتا ہے۔

نبی ﷺ نے حدیث میں اس کی صراحت کردی ہے۔ ارشاد ہوا۔ نکاح کے ماحصل (مباشرت) کے علاوہ وہ سب کچھ کرسکتے ہیں۔ (ابن کثیر)

رازدار شریعت حضرت عائشہ سے سوال کیا گیا۔ "مرد کے لیے اپنی عورت سے جبکہ وہ حیض کی حالت میں ہو کس قدر کی اجازت ہے" جواب ملا "اس کے لیے سب کچھ حلال ہے سوائے اس کی شرم گاہ کے۔"

حضرت مسروق ہی کی دوسری روایت ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا "مرد کے لیے اپنی عورت سے کس قدر حلال ہے جب کہ وہ حیض سے ہو؟ جواب میں فرمایا "سب کچھ سوائے مجامعت کے" (حوالہ سابق)

اس سے معلوم ہوا کہ حالت حیض میں مرد اپنی بیوی سے خاص جنسی تعلق کے علاوہ دوسرے ہر طرح سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ البتہ آیت کریمہ کے الفاظ۔ "حالت حیض میں

عورتوں سے الگ رہو۔" کا تقاضا ہے۔ خاص معاشرت کے معاملات یعنی کھانے پینے وغیرہ سے ہٹ کر دوسرے طریقوں سے جنسی آسودگی کے معاملے میں بھی بیوی سے اس حالت میں زیادہ سے زیادہ دور رہنا ہی بہتر ہے۔ خاص طور پر اس صورت میں جب کہ جوانی اور صحت وغیرہ کے تقاضے سے اوپری جنسی استفادہ سے مباشرت و مجامعت کا خطرہ یا اس کا غالب امکان ہو جو تمام علماء کے اتفاق سے اس حالت میں حرام اور ممنوع ہے۔ (حوالہ مذکور)

اس احتیاط کے باوجود اگر کوئی شخص حالت حیض میں اپنی بیوی سے مباشرت کرلیتا ہے تو روایات کے اختلاف سے تو اس کے لیے ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کرنا واجب ہے۔

(بدایۃ المجتہد)

دوسرے آئمہ امام مالک شافعیؒ اور ابو حنیفہ کے نزدیک اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے صرف اپنے گناہ کی معافی مانگ لینا کافی ہے کوئی کفارہ واجب نہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

حیض کے بعد عورت جب پاکی کی حالت میں آئے تو اس سے خاص جنسی تعلق قائم کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ جیسا کہ آیت کریمہ میں صراحت ہے۔

"تم ان کے پاس نہ جاؤ جب تک کہ وہ پاک نہ ہو جائیں۔ تو جب وہ اچھی طرح صاف ستھری ہو جائیں تو ان کے پاس آؤ۔ اس طرح جس طرح اللہ نے تم کو حکم دیا ہے۔ بے شک اللہ بڑھ کر توبہ کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے اور بڑھ کر صفائی ستھرائی اختیار کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔" (البقرہ ۲۲۲)

فرمایا کہ عورتوں سے اس وقت تک قریب نہ ہو جب تک کہ وہ حیض سے پاک نہ ہو جائیں۔ آگے فرمایا کہ جب وہ اچھی طرح سے پاک صاف ہولیں تو ان کے پاس آؤ جیسا کہ اللہ نے حکم دیا ہے اس سے پتا چلتا ہے کہ حیض سے پاکی کے بعد عورت سے مقاربت اس وقت کی جاسکتی ہے جب وہ نہا دھو کر اچھی طرح پاک صاف ہولے۔

امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اور جمہور کا یہی مسلک ہے کہ جب تک عورت حیض کے بعد غسل نہ کرلے اس سے مقاربت جائز نہیں۔ (بدیتہ المجتہد)

البتہ امام اعظمؒ اور ان کے اصحاب کا مسلک ہے کہ عورت اگر حیض سے زیادہ سے زیادہ مدت پوری کرنے کے بعد جو ان کے نزدیک دس دن ہے۔ پاک ہو تو غسل کے بغیر اس سے مقاربت جائز ہے۔ (حوالہ سابق)

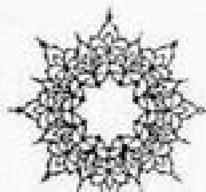
دونوں مسالک کو ملا کر بات کہی جاسکتی ہے کہ حیض سے پاکی کے بعد عورت سے مقاربت

تو کی جا سکتی ہے۔ لیکن جیسا کہ آیت کریمہ کے الفاظ "فاذاتطہرن" کا تقاضا ہے یعنی اگر حیض کا مبالغہ ہے جس کے معانی پاکی اور صفائی میں مبالغہ کے ہیں تو بہتر یہی ہے کہ غسل سے پہلے عورت سے مباشرت نہ کی جائے آگے یہ جو فرمایا ہے۔

"بے شک اللہ بڑھ کر توبہ کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے اور بڑھ کر صفائی ستھرائی اختیار کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔ (البقرہ ۲۲۲)

اس کا بھی یہی تقاضا معلوم ہوتا ہے کہ حیض سے پاکی کے بعد جب تک عورت نہا دھو کر اچھی طرح پاک صاف نہ ہو جائے۔ اس سے مقاربت بہتر نہیں۔ حیض کی حالت میں مباشرت طبی لحاظ سے بھی نقصان دہ ہے کہ اس سے ہونے والی اولاد کو کوڑھ کی بیماری پیدا ہوتی ہے۔ (احیا علوم الدین)

جہاں تک مختلف پہلوؤں سے اس کے نقصان دہ ہونے کا سوال ہے تو اس پر تمام اطباء کا اتفاق ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ)



ماہرین جنسیات کی تحقیق

جدید ماہرین جنسیات کے نزدیک ماہواری (menses) کے دوران علمی نقطۂ نظر سے مباشرت میں کوئی بات نہیں بلکہ اس کے برعکس بہت سی عورتوں میں ماہواری سے پہلے اور اس کے دوران خاص طور پر مباشرت کی طلب بڑھ جاتی ہے۔ (احیا علوم الدین)

اول تو یہ بات صحیح نہیں معلوم ہوتی لیکن اگر یہ درست بھی ہو تو اخلاقی طور پر اس کا نقصان جو ہے فطرت سلیم سے یہ جس قدر مغائر اور شریعت کی مطلوبہ طہارت و نظامت کے یہ جس قدر منافی ہے اس کے پیش نظر اسلام عام حالات میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔ قرآن کے مطابق جیسا کر گزرا عورت کی بیماری اور گندگی کی حالت ہے۔ جس میں اس سے مباشرت و مجامعت کے مقصد سے دور رہنا ہی مناسب اور بہتر اور تقاضائے دین و ایمان ہے۔

حیض ہی کا حکم نفاس کا بھی ہے۔ حائضہ ہی کی طرح جو عورت نفاس سے ہو اس سے اس مدت میں خاص جنسی تعلق قائم کرنا حرام ہے۔ البتہ مباشرت کے علاوہ دوسرے طریقوں سے اس سے جنسی تسکین حاصل کی جاسکتی ہے اور اس سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

(المغنی لابن قدامہ)

حیض ہی کے مانند بچے کے بعد آنے والے خون نفاس کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ مدت کے تعین میں بھی آئمہ کا اختلاف ہے۔

امام مالکؒ کے نزدیک اس کی کم سے کم مدت کی کوئی حد نہیں۔ اسی کے قائل امام شافعیؒ بھی ہیں۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس کی کم سے کم حد پچیس دن ہے اس کی زیادہ سے زیادہ مدت امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک ساٹھ دن ہے۔

علماء و صحابہ رضی اللہ عنہم کی اکثریت کے نزدیک اس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے۔ اسی کے قائل حضرت امام ابو حنیفہ ہیں۔ (بدایۃ المجتہد)

حنابلہ کے نزدیک بھی نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے۔ (المغنی لابن قدامہ) اس کی کم سے کم مدت کے لیے ان کے نزدیک بھی کوئی حد نہیں ہے۔ البتہ ان کے نزدیک مستحب ہے کہ جب تک عورت چالیس دن پورے نہ کرلے شوہر اس کے ساتھ مجامعت (coitus) کا خاص زن وشوئی تعلق قائم نہ کرے۔ (حوالہ سابق)

نفاس کی حالت میں اگر شوہر اپنی بیوی سے خاص زن و شوئی تعلق قائم کرلے تو اس کا کفارہ بھی وہی ہے جس کا ذکر اس سے قبل حیض کے سلسلے میں ہو چکا ہے۔ (حوالہ مذکور)

ماہرین جنسیات کا مشورہ:

خیال رہے کہ جدید جنسیات میں بھی بچے کی پیدائش کے چھ ہفتوں (بیالیس روز) تک مباشرت سے پرہیز کا مشورہ دیا گیا ہے۔ اس لیے کہ اس سے کم مدت میں بچے دانی کی حمل سے پہلے کی حالت بحال نہیں ہو پاتی ہے۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی مباشرت کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھا گیا ہے بشرطیکہ خون کا آنا بند ہو گیا ہے اور کوئی زخم ہو تو مندمل ہو چکا ہو۔

مزید پیدائش کے بعد کے نازک ایام میں عورت کے جذبات و احساسات کا لحاظ رکھنے کو بھی بہت ضروری قرار دیا گیا ہے۔

زیر بحث آیت کریمہ سے یہ مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے بیوی سے مباشرت سے ہر حال میں اس کے آگے کے راستے ہی سے کی جاسکتی ہے عورت کو حیض کا خون آگے کے راستے سے آتا ہے۔ جس کو قرآن نے بیماری اور نجاست (اذی) قرار دے کر اس عرصہ میں اس کے پاس آنے سے منع کیا ہے۔

آگے جب یہ فرمایا کہ اس نجاست سے پاکی کے بعد عورت جب نہا دھو کر خوب پاک صاف ہو جائے تو اس کے پاس اس راستے سے آؤ جیسا کہ اللہ نے حکم دیا ہے تو اس سے یہ بات خود بخود واضح ہو گئی کہ حیض کی عارضی رکاوٹ کی وجہ سے جس راستے سے آنے سے منع کیا گیا تھا اس رکاوٹ کے رفع ہو جانے کے بعد پھر آدمی اس راستے (قبل) ہی سے آسکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنی بیوی سے آدمی مباشرت ہر حال میں آگے کے راستے ہی سے کرسکتا ہے۔ اگر پیچھے کے راستے (دبر) میں اس فعل کی کوئی گنجائش ہوتی تو حیض کے دوران سے عورت سے دور رہنے کا حکم بالکل بے معنی ہو کر رہ جاتا۔ (زاد المعاد فی عدی خیر العباد)

قرآن کے اس اشارے کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھول دیا ہے۔ مختلف اور متعدد احادیث

میں آپ ﷺ نے اپنی بیوی کے پاس پیچھے کے راستے سے آنے سے منع فرمایا ہے اور اس سلسلے میں سخت ترین وعیدیں سنائی ہیں۔ ابن ماجہ' ترمذی سنن دارمی کی روایت ہے۔ خزیمہ بن ثابت فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا۔ "یقیناً اللہ حق بات سے نہیں شرماتا یہ بات آپ نے تین مرتبہ فرمائی۔ عورتوں کے پاس ان کے پیچھے حصے میں نہ آؤ۔

(ابن ماجہ باب النکاح)

ابن ماجہ کی دوسری روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھے گا جو اپنی عورت سے اس کے پیچھے کے راستے مجامعت کرے گا۔

(ابن ماجہ ابواب النکاح)

جامع الترمذی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ (روز قیامت) اس شخص کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھے گا جو کسی مرد یا کسی عورت کے پاس پیچھے کے راستے میں آئے گا۔

(ترمذی)

اسی طرح مسند احمد اور سنن ابو داؤد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا۔ "اس شخص پر اللہ کی لعنت ہے جو اپنی عورت کے پاس اس کے پیچھے کے راستے آتا ہے۔"

ترمذی' ابن ماجہ' مسند احمد اور ابوداؤد وغیرہ کی ایک روایت کے الفاظ سخت ہیں۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں "جو شخص کسی حائضہ عورت یا کسی عورت کے پاس اس کے پیچھے کے راستے میں یا کسی کاہن کے پاس آتا ہے تو یقیناً اس نے شریعت کا انکار کیا کہ جو محمد ﷺ پر نازل کی گئی ہے۔"

سنن بیہقی میں اس روایت کے الفاظ ہیں۔

جو شخص مردوں یا عورتوں میں سے ان کے پیچھے کے راستے میں کسی قدر آتا ہے تو یقیناً وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔

(بحوالہ زاد المعاد فی ھدی خیر العباد)

شوہر اپنی بیوی کے پاس کس طرح آئے اس سلسلے میں آیت کریمہ۔

"تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں تو تم اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آسکتے ہو۔"

(البقرہ ۲۲۳)

بہت جامع ہے اس آیت کریمہ کا ایک خاص پس منظر ہے جس سے اس کے صحیح مفہوم پر روشنی پڑتی ہے۔ بخاری و مسلم کی روایت ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہود کا کہنا تھا

کہ اگر آدمی اپنی عورت کے پاس اس کے آگے کے راستے میں پیچھے کی سمت سے آئے تو لڑکا بھینگا پیدا ہوگا یہود کی اپنے اوپر لادی ہوئی بے جا سختیوں میں سے ایک سختی تھی جسے انہوں نے اپنے طور پر ایجاد کر رکھا تھا۔ سورۃ بقرہ کی مذکور آیت کریمہ اس کے جواب میں نازل ہوئی۔ (صحیح بخاری)

صحیح مسلم میں زہری کی روایت میں اس پر اضافہ ہے جس سے آیت کا صحیح مفہوم واضح ہوتا ہے۔

مرد چاہے تو اپنی عورت کے پاس اس طرح آئے کہ وہ اپنے منہ کے بل اوندھی ہو اور چاہے تو اس طرح آئے کہ وہ اوندھی ہوئی نہ ہو مگر یہ سب کچھ ایک ہی سوراخ (شرمگاہ) میں ہونا چاہیے۔

(مسلم کے حوالہ سابق کے پیش نظر حافظ ابن حجر کا کہنا ہے کہ زیادہ قرین قیاس یہ ہے کہ روایت کی مزید تشریح خود زہری کی ہے۔ اس لیے روایت کے دوسرے طریقوں میں ان کی کثرت کے باوجود اس میں اضافے کا کوئی ذکر نہیں)

مجتبیتہ میم کے پیش نظر جیم زبر اور بے کے زیر اور تشدید کے ساتھ اس کے معنی ہیں چہرے کے بل اوندھی ہوئی صورت میں صمام صادر کے زیر سے اس کے معنی سوراخ کے ہیں۔ حدیث کی تشریح کرتے ہوئے علامہ نووی فرماتے ہیں۔

علماء نے کہا ہے اللہ تعالیٰ کا قول "تم اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ۔" اس کا مطلب ہے عورت کی کاشت کی جگہ اور یہ اس کی شرمگاہ ہے جس میں سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد کے لیے اپنی عورت سے اس کی شرمگاہ میں ہر طرح سے مباشرت کرنا جائز ہے۔

چاہے تو اس کے آگے سے اور چاہے تو اس کے پیچھے سے اور چاہے تو اس طرح کے منہ کے بل اوندھی ہو البتہ جہاں تک پیچھے کے حصے کا تعلق ہے تو نہ وہ کھیتی کی جگہ ہے اور نہ بیج ڈالنے کی جگہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قول (وانی شئتم) کا مطلب ہے تم جس طرح چاہو اپنی بیوی کے پاس آسکتے ہو۔

اپنی بیوی کے پاس پیچھے کی سمت سے آگے کے راستے میں آنے کے سلسلے میں حضرت عمر بن الخطاب کا واقعہ بہت ہی مشہور ہے۔ جامع ترمذی اور مسند احمد کی روایت ہے واقعہ کے راوی حضرت عبداللہ بن عباس ہیں فرماتے ہیں۔ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض پرداز ہوئے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تو برباد ہوگیا اس پر

آپ ﷺ نے دریافت فرمایا تم کاہے کو برباد ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کنایہ کی زبان استعمال کرتے ہوئے عرض احوال کی۔

"رات میں نے اپنی سواری کا کجاوہ پلٹ دیا۔" آپ ﷺ نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا راوی کہتے ہیں اسی موقع پر رسول ﷺ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

"تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں تو اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آسکتے ہو۔"

آپ ﷺ نے اس کی تفصیل میں فرمایا۔ چاہے آگے سے آؤ چاہے پیچھے سے آؤ البتہ حیض کی حالت میں دور رہو۔ (ترمذی جلد نمبر ۱)

انہی احادیث و آثار کی بناء پر امت کے تمام قابل لحاظ علماء کا متفقہ فیصلہ ہے امام نووی فرماتے ہیں۔

تمام قابل لحاظ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ عورت سے اس کے پیچھے کے راستے میں مباشرت کرنا حرام ہے قطع نظر اس کے کہ وہ حیض کی حالت میں ہو یا پاکی کی حالت میں ہو۔

(شرح نووی للمسلم مع المسلم)

آگے اس کی حرمت کے دائرے کو مزید وسیع کرتے ہوئے حضرات شوافع کا مسلک بیان کرتے ہیں۔

ہمارے اصحاب کا کہنا ہے کہ معاملہ آدمی کا ہو یا جانور کا پیچھے کے راستے میں مباشرت کی کوئی گنجائش نہیں ہے یہ کسی بھی حالت میں جائز اور حلال نہیں ہے۔ (حوالہ سابق)

مباشرت میں مرد کے ساتھ بیوی کا لطف ولذت بھی اس کا بنیادی حق ہے پیچھے کے راستے سے اس عمل میں بیوی کا بنیادی حق مارا جاتا ہے حفظان صحت اور طبی پہلو سے بھی یہ چیز حد درجہ نقصان دہ ہے مزید براں ذوق و مزاج کے فساد کی علامت کے اس فعل بد سے آدمی کا دل سیاہ اور اس کے چہرے کا نور جاتا رہتا ہے۔ حق تعالیٰ کی نعمتوں کے زوال کا بھی یہ بڑا سبب ہے ایسا شخص معاشرے میں لوگوں کی نگاہوں سے گر جاتا ہے اور آخرت سے پہلے دنیا میں ہی اس فعل بد کی نحوست اس کے اوپر پوری طرح ظاہر ہو جاتی ہے۔

(زاد المعاد فی ھدی خیر العباد)

نبی ﷺ نے ایک حدیث میں عورت اور مرد کے جنسی تعلق کو مٹھاس اور رس سے تعبیر کیا ہے۔

نہیں یہاں تک کہ تو اس کی مٹھاس کو چکھ لے اور وہ تیری مٹھاس کو چکھ لے۔

(بخاری جلد)

حضرت فاعہ قرظی کی بیوی کا مشہور واقعہ جنھوں نے اپنے شوہر سے تین طلاقیں پا جانے کے بعد دوسرے شوہر سے نکاح کے بعد ان سے خاص زن وشوئی کا تعلق قائم ہوئے بغیر اپنے پہلے شوہر کے پاس واپس آنا چاہا۔ اس سے بھی یہی نتیجہ حاصل ہوتا کہ مرد عورت سے مباشرت ہر حال میں آگے کے راستے ہی میں کر سکتا ہے کیونکہ آگے کے راستہ سے جنسی تعلق قائم کیے بغیر اس عورت کو اپنے پہلے خاوند کی جانب رجوع کرنے کی اجازت نہ دی گئی۔

مباشرت کی اسی صورت میں مرد کی طرح عورت اس کی لذت اور مٹھاس کو حاصل کر سکتی ہے۔ شوہر اپنی بیوی کے پاس آگے کے راستے میں پیچھے کی سمت سے آسکتا ہے۔ اس میں کوئی کھٹکا نہیں لیکن ہر حال میں اسے مباشرت آگے کے راستے ہی میں کرنی ہوگی۔ سلف میں جن لوگوں کی طرف سے یہ بات منسوب ہے کہ وہ اپنی بیوی کے پاس پیچھے کے راستے سے آنے کے جواز کے قائل تھے ان کا منشا یہی تھا کہ آدمی آگے کے راستے میں پیچھے کی سمت سے آسکتا ہے۔

راوی کو غلط فہمی ہوگئی اور اس نے اس طرح بیان کیا کہ مرد اپنی بیوی کے پاس پیچھے کی سمت میں آسکتا ہے جب کہ شریعت اسلامی میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے سلف سے لے کر خلف تک ہر ایک کے نزدیک یہ حرام ہے۔ مالکی مذہب میں بھی مشہور مسلک یہی ہے۔

(فتاویٰ ابن تیمیہ)

یہی رائے حضرت امام شافعیؒ کی ہے جن سے صاف لفظوں سے اس کی ممانعت کی روایت ہے۔ (زاد المعاد)

جبکہ دوسرے ذریعے سے اپنی چھ کتابوں میں ان کی طرف سے اس کی حرمت کی صراحت ہے۔ (نیل الاوطار)

حضرت امام مالک کا معاملہ اس سے مختلف نہیں جن کے متاخرین اصحاب کا اس کی حرمت کا صاف فتویٰ ہے۔ (نیل الاوطار)

یہاں تک کہ روافض جو اس کے جواز کے قائل ہیں تو ان کے یہاں بھی مکروہ ہے۔ دریں حالیکہ اہل بیت کے تمام افراد نیز فقہا کی اکثریت کے نزدیک اس کی حرمت میں کوئی کلام نہیں ہے۔ (نیل الاوطار)

مرد اپنی بیوی کے پاس آگے کے راستے میں جس طرح چاہے اور جس سمت سے چاہے آ

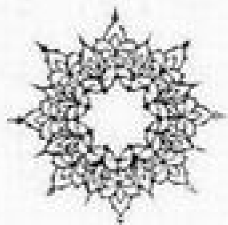
سکتا ہے لیکن ہر حال میں مباشرت وہ آگے کے راستے ہی میں کر سکتا ہے۔

علامہ ریاحی تیمیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مرد اپنی بیوی سے پیچھے کے راستے میں مباشرت کرتا ہے اور وہ رغبت کے لیے آمادہ ہوتی ہے تو ان دونوں کی تعزیر کی جائے گی۔ اس کے باوجود بھی اگر وہ باز نہ آئیں تو ان دونوں کے درمیان تفریق کردی جائے گی۔ جس طرح کہ اس طرح کے دو فاجر مردوں کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا جاتا ہے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ)

اپنی بیوی سے پیچھے کے راستے میں مباشرت اسلامی شریعت میں حرام ہے۔ عام آئمہ مسلمین کا یہی مسلک ہے حضرات صحابہ کرام تابعین عظام اور ان کے علاوہ دوسرے تمام لوگوں کی یہی رائے ہے۔ سلف کی پوری جماعت نے اس فعل شنیع کے ارتکاب پر کفر کا اطلاق کیا ہے۔

عضو کو داخل کیے بغیر مرد اپنی بیوی کے پچھلے حصے سے جنسی تسکین حاصل کر سکتا ہے اس میں کوئی حرج اور ناپسندیدگی نہیں ہے۔ صاحب مغنی علامہ قدامہ حنبلی فرماتے ہیں۔

عضو کو داخل کیے بغیر بیوی کے پچھلے حصے کے درمیان سے لطف اندوز ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (بحوالہ نظریہ جنس)



حالت حیض میں مباشرت اور جدید سائنس

پروفیسر میسی کے تجربات:

دی نیوز کی اشاعت میں حالت حیض میں جماع کے مندرجہ ذیل نقصانات تفصیل سے درج ہیں۔

- ایسا کرنے سے عضو خاص کی جلد سخت اور کھردری ہو جاتی ہے۔ جس سے مرد کو لذت اور مزے کی وہ کیفیت معلوم نہیں ہوتی۔ جو ایک فطری جسم کو میسر ہے۔
- اکثر مرد ایسے ملے جو جنسی نظام کے خاتمے کا اعلان کر چکے۔ اب اس جنسی طاقت کے حصول کے لیے قدم قدم پر ڈاکٹرز کے کلینک کی خاک چھان رہے ہیں۔
- عضو خاص میں سکڑاؤ پیدا ہو جاتا ہے ایسے مریض اپنا عضو چھوٹا ہونے کی شکایت کرتے ہیں۔
- عورت میں شرمگاہ کی خارش اور مرد میں عضو خاص کی الرجی بڑھ کر زخموں کی شکل اختیار کر جاتی ہے۔
- مردوں میں حالت حیض میں عورت سے جماع کرنے کی وجہ سے پراسٹیٹ گلینڈز کے بڑھنے کے نقصانات بڑھ جاتے ہیں۔ ایسے مرد بعد میں یا کچھ عرصے میں ہی پیشاب کے بند یا جلن کے ساتھ آنے کی شکایت کرتے ہیں۔ (سیکس فار آل)

پروفیسر میسی اور عورتوں کے ساتھ عقبی جماع۔

"میرے خیال میں اگر ہم چاہتے ہیں کہ معاشرتی سکون اور امراض سے بچنا باقی رہے تو ہر حال میں عورتوں سے عقبی جماع یعنی پاخانہ کے راستے سے ہم بستری بالکل ممنوع ہے اگر ہم چاہتے ہیں کہ عضو مخصوص بالکل اچھی حالت میں رہے اور صحت مند کارکردگی کا حامل ہو تو

قطعی طور پر اس طرف خیال نہ لائیں۔

مزید آگے پروفیسر میسی بیان کرتے ہیں کہ۔

حالات اور واقعات کے پیش نظر یہ بات عیاں ہے کہ جو لوگ ہمیشہ اس فعل بد میں مبتلا رہتے ہیں ان کے اندر ایسی بیماری جنم لیتی ہے کہ میری تحقیق کے لیے نئے دروازے کھلتے ہیں۔ مثلاً اکثر آتشک اور سوزاک میں مبتلا دیکھے گئے ہیں۔ ان میں بعض ایسے ہیں جو ہمیشہ خصیتین کی کھجلی میں مبتلا رہتے ہیں۔ ان کی دیگر وجوہات کے علاوہ یہ وجہ بھی ہے کہ وہ ہمیشہ عورت کی پچھلی طرف سے جماع کرتے ہیں۔ (بحوالہ سیکس فار آل)

امریکہ کی آزاد عورتوں کے مطالبات:

امریکہ کی ریاست ورجینیا کے اوے ہال میں ایک سیمنار ہوا جس میں کثیر تعداد میں عورتوں اور مردوں نے شرکت کی۔ اس میں اس بات کی شدید کوشش کی گئی کہ اگر ہم آزادی چاہتے ہیں تو آخر ہمیں اجازت کیوں نہیں دی جاتی ہم تمام چاہتے ہیں کہ ہمیں آگے پیچھے دونوں راستوں کو استعمال کرنے کی مکمل آزادی ہے لوگ ہم سے نفرت کیوں کرتے ہیں حالانکہ وہ ایسا خود کرتے ہیں۔ (بحوالہ نفسیات ماہنامہ)

جماع کا وقت:

قرآن کریم نے عورت کو مرد کی کھیتی قرار دیا ہے شوہر اپنی بیوی کے پاس رات اور دن کے جس وقت میں چاہے آسکتا ہے سورہ بقرہ کی آیت کریمہ (۲۲۳) کی تفسیر یہ بھی بیان کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا قول تم اپنی کھیتی میں آؤ یعنی جب اور جس وقت چاہو آؤ۔ (احیاء علوم الدین)

لیکن جماع کا بہترین وقت وہ ہے جب رات کا ایک حصہ گزر چکا ہو۔ (زاد المعاد)

اس سے طلب صادق کی ضمانت تو حاصل ہوتی ہی ہے جو نفع بخش مجامعت کے لیے ضروری ہے رات کے ابتدائی حصے میں جماع کی کراہت میں روحانیت کا پہلو بھی ہے کہ اس صورت میں لمبے وقفے کے لیے آدمی کو عدم طہارت کی حالت میں سونا پڑے گا۔

(احیا علوم الدین)

پیٹ بھری ہوئی حالت میں مجامعت سے اطباء نے بھی منع کیا ہے اس سے آدمی کے بدن

میں کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ (زاد المعاد)

یہ نہ ہو کہ سویرے کھا لینے سے کھانا ہضم ہو چکا ہو اور فراغت کے بعد آدمی بروقت غسل کا اہتمام کرے تو شب و روز کے کسی دوسرے حصے کی طرح رات کے ابتدائی حصے میں بھی بیوی سے مباشرت و مجامعت میں کراہت کا کوئی پہلو نہیں ہے اس طرح رات کے علاوہ دن کے کسی وقت میں بھی بیوی سے پہلی ملاقات میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی ملاقات سخ کے مقام پر دن کے وقت ہی میں ہوئی تھی۔ (السیرۃ النبویۃ لابن کثیر)

اس طرح کچھ لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ ہفتہ کے بعض دنوں یا اسی طرح بعض دنوں اور بعض راتوں میں بیوی سے مجامعت و مباشرت مکروہ ہے جس سے کہ ہونے والے بچے کو نقصان پہنچ سکتا ہے یہ درست نہیں ہے۔ سال کے کسی دن اور کسی رات میں کوئی دوسرے اسباب نہ ہوں تو اپنی بیوی سے مباشرت و مجامعت میں ناپسندیدگی اور کراہت کا کوئی پہلو نہیں ہے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ)

جماع کی ہیئت:

جماع کی بہترین ہیئت یہ ہے کہ مرد اوپر اور عورت نیچے ہو۔ قرآن نے جو مردوں کو عورتوں پر بالا (قوام) ٹھہرایا ہے تو اس کا یہی تقاضا ہے۔ مرد عورتوں پر بالا ہیں۔

(النساء ۳۴)

دوسرے موقع پر عورت اور مرد دونوں کو ایک دوسرے کے لیے لباس ٹھہرایا گیا ہے۔

"تم ان کے لباس ہو اور وہ تمہارے لیے لباس ہیں۔" (البقرہ ۱۸۷)

اس سے بھی جماع کی اسی ہیئت کا اشارہ نکلتا ہے مکمل اور بھرپور لباس کی یہی صورت ہوتی ہے۔ مرد کا بستر اس کے لیے لباس ہوتا ہے اور عورت کا لحاف اس کے لیے لباس ہوتا ہے۔ اسی نسبت سے شوہر اور بیوی کو ایک دوسرے کا لباس کہا گیا ہے۔ اس تعبیر کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے۔ مباشرت کے وقت عورت بسا اوقات مرد سے لپٹ جاتی ہے اور اس طرح وہ دونوں ایک دوسرے کے لیے لباس کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ (زاد المعاد)

اس کے علاوہ حدیث میں عورت کو صاف ستھرے بستر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ لڑکا اس (شوہر) کا ہوگا جو بستر کا مالک ہے۔ (بخاری)

اس سے بھی یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ جب عورت بستر ہے تو مباشرت کے وقت اسے مرد کے نیچے ہونا چاہیے۔ (زاد المعاد)

قرآن و حدیث کے دوسرے واضح اشارات بھی مباشرت کی اس ہیئت کے حق میں ہیں۔ سورۃ الاعراف میں توحید کے اثبات اور شرک کی تردید کے ذیل میں ہیں۔

اللہ ہی کی ذات ہے جس نے تم کو ایک ذات (آدم) سے پیدا کیا اور اسی کی جنس سے اس کا جوڑا ٹھہرایا۔ تاکہ اس سے اس کو سکون حاصل ہو۔

تو جب مرد عورت کے اوپر چھا جاتا ہے تو وہ ہلکے طور پر زیر بار ہوتی ہے پھر ایک وقت تک وہ اس بوجھ کو لیے پھرتی ہے۔ (الاعراف ۱۸۹)

اس آیت کریمہ سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں اول یہ کہ مرد کو عورت سے جو ہمہ پہلو سکون حاصل ہوتا ہے اس میں جنسی راحت و سکون سب پر مقدم ہے۔ چنانچہ عورت کے اندر جنس (sex) کی یہی آمیزش ہے جس کے نتیجے میں مرد کو اس سے وہ تسکین حاصل ہوتی ہے جو اسے کہیں اور سے حاصل نہیں ہوتی۔ چنانچہ راحت و سکون کے ذکر کے فوراً بعد جنسی آسودگی کا تذکرہ ہے۔ ساتھ ہی اس سے مباشرت کی پسندیدہ ہیئت کا بھی بیان ہو جاتا ہے۔ مرد کے عورت کے اوپر چھانے کی صورت یہی ہے کہ مجامعت میں مرد اوپر اور عورت نیچے ہو۔

آیات کریمہ:

1۔ کیا پس تم نے دیکھا وہ جو تم منی ٹپکاتے ہو۔

2۔ پانی کے بوند سے جبکہ اسے ٹپکایا جاتا ہے۔

اور (النجم)

3۔ کیا انسان منی کا قطرہ نہ تھا جسے (رحم مادر میں) ٹپکایا گیا۔

(القیامہ)

کا بھی یہی مفہوم ہے کہ مرد کے منی ٹپکانے کا مطلب یہی ہے کہ مجامعت کے وقت اسے عورت کے اوپر ہونا چاہیے۔ پہلی آیت کریمہ میں تو خطاب مردوں سے ہے ہی دوسری دونوں آیات کریمہ میں بھی نطفہ کا ٹپکایا جانا فطرت اور محل کا تقاضا کرتا ہے۔ یہ ظرف اور محل عورت کی بچہ دانی ہی ہے۔ اس کے علاوہ حدیث میں اس کی صاف صراحت ہے۔ موجبات غسل کے بیان میں نبی ﷺ کی مشہور حدیث ہے۔

جب مرد عورت کے چاروں کناروں پر بیٹھ جائے پھر اس کے ساتھ مل کر خوب تھک جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ (بخاری جلد نمبرا)

اس حدیث پاک میں غسل کے مسئلہ کے بیان کے ساتھ مباشرت کی مطلوبہ ہیئت کو مزید کھول دیا گیا ہے۔ مرد کو نہ صرف یہ کہ عورت کے اوپر ہونا چاہیے بلکہ اس سے اس کے اوپر اس طور پر ہونا چاہیے کہ وہ اس کے لیے پوری طرح بچھ چکی ہو۔ یعنی عورت کے چاروں حصوں کے درمیان بیٹھنے کی یہی صورت ہو سکتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ کی دوسری روایت میں اس کو بالکل کھول دیا گیا ہے۔

جب مرد اپنی عورت پر چھا جائے پھر اس کے چاروں کنارے کے بیچ بیٹھ جائے۔

شعب' شعبہ کی جمع ہے جس کے معنی کنارے۔ (نووی شرح مسلم مع المسلم)

اور کسی چیز کے ٹکڑے کے ہیں۔

(فتح الباری)

حدیث بالا میں عورت کے چاروں کناروں یا اس کے چاروں ٹکڑوں سے مراد عورت کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں اور دونوں رانیں یا پنڈلیاں اور دونوں رانیں ہیں۔ ابن دقیق العید اسی کی ترجیح کے قائل ہیں۔ (حوالہ سابق)

یا اس سے مراد عورت کی شرمگاہ کے چاروں کنارے ہیں۔ قاضی عیاض اس کو راجح قرار دیتے ہیں۔ (نووی مسلم)

ان میں سے جو بھی مراد لیا جائے اتنی بات واضح ہے کہ مباشرت کے وقت نہ صرف یہ کہ مرد کو عورت کے اوپر بلکہ اسے اس کے اوپر پوری طرح چھایا ہونا چاہیے۔

قرآن کریم میں عورتوں کو مردوں کی کھیتی قرار دیا گیا ہے اور ان کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ اپنی کھیتی میں جس طرح چاہیں آ سکتے ہیں۔

تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں تو تم اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ۔ (البقرہ)

اس کا تقاضا ہے کہ مرد اپنی عورت کے ساتھ مباشرت کی جو من پسند صورت بھی چاہے اختیار کر سکتا ہے۔

قرآن و حدیث کے مذکورہ بالا اشارات و تصریحات کا تقاضا ہے کہ مباشرت کی ہیئت میں جو بھی تنوع ہو' جس کی تفصیل آگے آتی ہے' مرد کو بہرحال عورت کے اوپر ہونا چاہیے۔

جماع کی بدترین ہیئت:

جماع کی بدترین ہیئت ہے کہ مباشرت کے وقت مرد نیچے اور عورت اوپر ہو۔ قرآن و حدیث کے مذکورہ اشارات و تصریحات سے تو اس کی نفی ہوتی ہی ہے۔ مباشرت کی اس ہیئت میں طبی نقصان کا بھی پہلو ہے۔ اس لیے کہ اس صورت میں مرد کی منی کا اخراج پورے طور پر نہیں ہوتا عضو تناسل میں اس کا کچھ حصہ رکا رہ جاتا ہے۔ جو بعد میں سڑتا اور نقصان اور فساد کی مختلف صورتیں اختیار کر لیتا ہے۔

نیز اس صورت میں مرد کے عضو تناسل میں عورت کے عضو مخصوصہ سے بہت سی رطوبتیں آکر جمع ہو جاتی ہیں۔ یہ بھی مختلف پہلوؤں سے نقصان کا باعث ہے۔ اس کا مستقل نقصان اپنی جگہ ہے کہ جماع کی اس ہیئت میں استقرار حمل اور بچے کی پیدائش کا امکان بہت کم رہتا ہے۔ (زاد المعاد فی ہدی خیر العباد)

کہا جاتا ہے کہ مباشرت کی یہ صورت وہ عورتیں اختیار کرتی ہیں جن کا جنسی جوش اور جذبہ غیر معمولی طور پر بڑھا ہوتا ہے۔ (سیکس نوجوانوں کے لیے)

اگر کسی عورت کی اپنے کمزور مرد سے فطری انداز میں پوری طرح جنسی تسکین نہ ہو پا رہی ہو تو اس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اسے اپنے جوڑ کے مرد سے شادی کر لینی چاہیے۔ ورنہ طبیعت اور ذوق کا فساد ایک بڑی برائی ہے جو دوسری بہت سی برائیوں کا پیش خیمہ بنتی ہے۔ اسلام جس طرح دوسری برائیوں کو ناپسند کرتا ہے طبیعت اور ذوق کے فساد کی بیماری کو بھی وہ سخت ناپسند کرتا اور اس سے برات اور بیزاری کا اعلان کرتا ہے۔ (بحوالہ نظریہ جنس)

آرنلڈ پادری کے انکشافات:

میری زندگی بائبل کے لیے وقف ہے۔ میں نے جنسی نظام کی تحقیق کی ہے۔ میں نے بے شمار ماہر عالمی شہرت یافتہ ڈاکٹروں سے ملاقاتیں کی ہیں۔ کئی مذاہب کا مطالعہ کیا ہے۔ آخر کار میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ مرد جب چاہے اپنی بیوی سے ہم بستری کر سکتا ہے۔ لیکن اگر مندرجہ ذیل اصولوں کی پاسداری کرے تو بہت نفع ہے۔

- نہ خالی پیٹ ہو نہ بھرا ہو پیٹ ہو۔ نارمل حالت میں ہو۔
- رات کے پہلے حصے میں ہم بستری سے پرہیز لازم ہے کیونکہ تمام دن کی تھکان اور پریشانی وہ لطف اور مزہ لینے میں رکاوٹ بنتی ہے جو کہ ایک مرد کو درکار ہے۔ حتیٰ کہ

جب ذہن مطمئن نہ ہو تو اصلی حالت میں انتشار نہیں آتا فطری مزہ نہیں آتا اور مرد جلد از جلد منزل ہو جاتا ہے۔

- پہلے سکون کی نیند کئی گھنٹے کی جائے پھر ہم بستری کے قریب جایا جائے ایسا کرنے سے پرسکون ہم بستری ہوگی اور جسم مطمئن ہوگا۔
- اگر آپ دن کو ہم بستری اور جماع کرنا چاہتے ہیں تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن شرط یہ ہے کہ آپ مطمئن ہوں کسی قسم کی پریشانی نہ ہو۔ ذہن میں تسلی ہو اس طرح آپ مکمل ہم بستری کر سکیں گے۔ (بحوالہ رموز جنس)

شرمگاہ دیکھنے کی کراہت:

اسلامی اصولوں کے مطابق جماع کا ایک ادب یہ ہے کہ آدمی مباشرت کے وقت بیوی کی شرمگاہ کو نہ دیکھے اور اتفاقیہ دیکھ بھی لے تو اسے مسلسل دیکھنے سے پرہیز کرے اس میں شک نہیں کہ قرآن شوہر اور بیوی کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیتا ہے۔ تمہاری عورتیں تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لباس ہو۔ (البقرہ ۱۸۷)

اور ظاہر ہے لباس سے جسم کا کون سا حصہ چھپا رہ سکتا ہے اسی طرح حدیث میں صراحت ہے کہ مرد کے لیے اپنی بیوی اور باندی سے اپنی "ستر عورت" (زیر ناف والا حصہ) کو چھپانے کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

اپنی ستر عورت کی نگہداشت رکھو اپنی بیوی کے اور اپنی باندی کے سوا جو تمہاری ہاتھ کی ملک ہو۔ (ترمذی نمبر۲)

قرآن وحدیث کی انہی تعلیمات کی بنیاد پر فقہ میں صاف لفظوں میں آدمی کے لیے اپنی بیوی کی شرمگاہ کو دیکھنے کو جائز کہا گیا ہے۔ (بخاری جلد نمبر۱)

لیکن اسلام جس طرح شرم وحیا کو اپنا طرہ امتیاز قرار دیتا ہے اور اسے ایمان واسلام کا اہم ترین شعبہ گردانتا ہے۔ (بخاری)

اسی طرح زندگی کے ہر دائرے میں جس طرح وہ شائستگی اور وقار کو لازم پکڑنے کی تاکید کرتا ہے۔ اس کا تقاضا ہے کہ میاں بیوی خاص طور پر مباشرت کے وقت ایک دوسرے کی شرمگاہ کو دیکھنے سے پرہیز کریں۔ جس طرح مباشرت کے وقت شوہر اور بیوی کو بالکل بے ستر ہونا اچھا نہیں ہے۔ گو کہ اس کی اجازت ہے اور کوئی قدغن نہیں ہے۔ اسی طرح اس

حالت میں دونوں کا ایک دوسرے کی شرمگاہ کا دیکھنا بہتر نہیں ہے۔ حضرت عائشہ سے روایت ہے۔

فرماتی ہیں میں نے رسول خدا ﷺ کی شرمگاہ کو کبھی نہیں دیکھا۔

روایت کے دوسرے الفاظ میں اس پر اضافہ ہے۔ اس کے مطابق فرماتی ہیں میں نے رسول خدا ﷺ کی شرمگاہ دیکھی نہ آپ نے میری شرمگاہ دیکھی۔

تمام ازواج مطہرات میں حضرت عائشہ آپ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھیں۔ دنیا کی تمام عورتوں پر ان کی فضیلت اور برتری کا آپ ﷺ نے کھلے بندوں اعلان بھی فرمایا۔ ارشاد ہوا۔

عائشہ کی فضیلت دوسری تمام عورتوں پر ویسی ہے جیسے ثرید (روٹی اور گوشت سے تیار ہونے والی عرب کی محبوب ترین غذا) کی فضیلت دوسرے تمام کھانوں پر مسلم ہے۔

(بخاری جلد نمبر۱)

آپ ﷺ کی ان سے اس غیر معمولی محبت و تعلق کی وجہ ان کی ذہانت و فطانت اعلی دماغی اور ان کی بڑھی ہوئی فہم و فراست کے علاوہ ایک بالکل فطری اور طبعی چیز ان کا کنوارہ پن تھا۔ معلوم ہے کہ آپ ﷺ کی دیگر نو دس ازواج مطہرات سب کی سب شوہر آشنا اور بیوائیں تھیں۔

یہ صرف حضرت عائشہ صدیقہ تھیں جو کنوارپن میں آپ ﷺ کے حبالہ عقد میں آئی تھیں۔ (ابو جعفر محمد بن جریر الطبری)

اور شادی کے وقت بہت کم عمر اور کمسن بھی تھیں۔

(نکاح کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر باختلاف روایت چھ یا سات سال تھی۔ رخصتی کے وقت کسی اختلاف کے بغیر آپ نو سال کی تھیں۔)

تمام ازواج مطہرات میں ان کا ایسا امتیاز تھا جس کی وجہ سے وہ آپ ﷺ کی دوسری سب سے چہیتی بیوی حضرت خدیجہ الکبریٰ پر بھی فوقیت رکھتی تھیں۔

حضرت عائشہ کو بجا طور پر اس کا احساس بھی تھا اور اپنے محبوب شوہر کے سامنے اشاروں کنایوں میں موقع کی مناسبت سے انہوں نے اس کا اظہار بھی کیا۔ (بخاری جلد نمبر۱)

نوعمری کے تقاضے کے باوجود جب حضرت عائشہ نے کبھی نبی ﷺ کی شرمگاہ کی طرف نگاہ نہ کی اور اپنی تمام ازواج میں ان کی ترجیحی حیثیت کے باوجود آپ ﷺ نے ان کے ستر

خاص پر نظر نہ ڈالی تو دوسری تمام ازواج مطہرات کے سلسلے میں بدرجہ اولیٰ یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ علی الاطلاق کبھی بھی آپ نے ان میں سے کسی کی ستر خاص کو نہ دیکھا۔ پیغمبر اسلام ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اسی طرز عمل کی وجہ سے شوہر اور بیوی دونوں کے لیے خاص ایک دوسرے کی شرمگاہ کو دیکھنے کو مکروہ کہا گیا ہے۔ (المغنی لابن قدامہ)

جیسا کہ قرآن و سنت کے مذکور نصوص سے واضح ہے شوہر اور بیوی دونوں کے لیے ایک دوسرے کے تمام بدن کو دیکھنا جائز ہے۔ شرمگاہ بھی اسی میں شامل ہے۔ لیکن پاک رسول کے پاک طرز عمل سے جس کی تفصیل اوپر گزری شرمگاہ دیکھنے کی کراہت ثابت ہوتی ہے۔ (حوالہ سابق)

یہ صحیح ہے کہ خوف خدا اور خشیت و تقویٰ میں آپ کے بڑھے ہوئے مرتبے کی طرح اخلاق عالیہ کے سلسلہ میں بھی آپ کے درجہ بلند کو چھونا آسان نہیں ہے۔ آپ نے اپنی پوری زندگی میں کبھی بھی کسی غیر عورت اور خادمہ کو ہاتھ سے نہیں چھوا۔ (مسلم جلد نمبر ۲)

اس اخلاق نبوی کے تتبع کی آج کون ہمت کر سکتا ہے۔ اسی طرح آپ کا جذبہ حیا بھی بہت بلند تھا جس کی پیروی آسان نہیں ہے۔ لیکن جب قرآن نے آپ کی ذات گرامی کو علی الاطلاق پوری زندگی کے لیے اسوہ اور نمونہ قرار دیا ہے۔ (احزاب ۲۱)

تو اس کا تقاضا ہے کہ مباشرت کے ادب میں بھی نگاہیں آپ ﷺ کی طرف اٹھی رہیں۔ معیار نبوت سے ہٹ کر شوہر اور بیوی ایک دوسرے کی شرمگاہ کو اتفاقیہ دیکھ بھی لیں تو مباشرت کے وقت لگاتار اور مسلسل دیکھنے سے پرہیز لازم ہے۔ علامہ ابن تیمیہ بھی اسی خیال کے قائل ہیں کہ مرد کے لیے اپنی بیوی کے تمام بدن سے کسی چیز کا دیکھنا اور چھونا منع نہیں ہے۔ البتہ شرمگاہ کا دیکھنا مکروہ ہے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ)

اگرچہ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ مکروہ نہیں ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ عام حالات میں تو یہ چیز مکروہ نہیں البتہ خاص مباشرت کے وقت ایسا کرنا مکروہ ہے۔

(علامہ ناصر الدین البانی نے اپنے رسالہ آداب الزفاف میں ابن ماجہ کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ روایت "میں نے رسول ﷺ کی شرمگاہ کو کبھی نہیں دیکھا۔" اگرچہ مغنی لابن قدامہ کے مذکورہ حوالہ سے روایت کے دوسرے ٹکڑے "رسول خدا ﷺ نے بھی میری شرمگاہ کو کبھی نہیں دیکھا" سے کوئی تعرض نہیں کیا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بخاری و مسلم کی روایت کے حوالہ سے کہ میں اور رسول خدا

ﷺ جنابت کا غسل بے تکلفی سے ایک برتن کے پانی سے کرتے تھے۔

علامہ کا رجحان شوہر و بیوی کے ایک دوسرے کے دیگر اعضاء ستر کے ساتھ مطلق ایک دوسرے کی شرمگاہ دیکھنے کے جواز کی طرف ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ اور رسول خدا ﷺ کا بے ستر نمانا ناقابل تصور ہے۔ اس صورت میں طرفین کی ایک دوسرے پر نگاہ اتفاقیہ شرمگاہ پر پڑی بھی ہے تو بہت ہلکی سی پڑتی ہے۔ جب کہ ممانعت کی روایت کو شرمگاہ کے بھرپور دیکھنے کی طرف محمول کرنا ہی ظاہر الفاظ کا تقاضا ہے۔ شوہر و بیوی کے ایک دوسری کی شرمگاہ کو اس طرح اتفاقیہ اور ہلکے دیکھنے کے جواز میں کوئی کلام نہیں ہے۔

امام رازی نے بیوی کی شرمگاہ کو دیکھنے کو مطلق مکروہ لکھا ہے اور اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ اس سے ہونے والی اولاد کی بینائی پر ناخوش گوار اثر مرتب ہوتا ہے۔ (حوالہ مذکور)

اس کے علاوہ عام طور پر عورت کی شرمگاہ دیکھنے کو طبی لحاظ سے بھی نقصان دہ بتایا گیا ہے۔ چنانچہ چند چیزوں کی طرف دیکھنے سے نظر کمزور ہوتی ہے۔ ان میں سے ایک عورت کی شرمگاہ کا دیکھنا بھی ہے۔ (احیا علوم الدین)

امام غزالی بھی جماع کے آداب میں ایک بات اسے قرار دیتے ہیں کہ آدمی عورت کی شرمگاہ نہ دیکھے۔ اس کی وجہ وہی بیان کرتے ہیں جو عام طور پر بیان کی جاتی ہے کہ اس سے ہونے والی اولاد کی بینائی پر ناخوش گوار اثر مرتب ہوتا ہے۔ (الاداب لدین غزالی)

اس کا دوسرا نقصان بھی بیان کیا گیا ہے۔ کہ اس کی وجہ سے ہونے والی اولاد کا حافظہ کمزور ہوتا ہے۔ (ہدیہ)

مقاربت کی مطلوبہ لذت کے پہلو سے بھی اس وقت شرمگاہ کا دیکھنا کچھ مفید نہیں ہے۔ اس سے توجہ بٹتی، قوت منتشر ہوتی اور مجامعت کی مطلوبہ لذت میں کمی آتی ہے۔ اگرچہ جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ کا کہنا ہے کہ مجامعت کے وقت اپنی بیوی کی شرمگاہ کو دیکھنا ہی اولیٰ اور افضل ہے۔ اس لیے کہ اس کی وجہ سے اس کی لذت کو زیادہ مکمل اور بھرپور طریقے پر حاصل کیا جاسکتا ہے۔ (ہدیہ حوالہ سابق)

مباشرت کے علاوہ بیوی کی شرمگاہ کو چھونا اور دیکھ سکنا وہ آخری حد ہے جس میں رہ کر مسلمان شوہر اپنی جنسی تسکین کا سامان کر سکتا ہے۔ اس سے آگے بڑھ کر عورت کی شرمگاہ کا بوسہ اور اسے چوسنا اور چاٹنا جس کا آج مغربی دنیا میں رواج ہے اسلام کے نقطۂ نظر سے

بعض صورتوں میں جائز ہو کر بھی یہ چیز مروت کے خلاف ہے۔ جسے خدا کا آخری دین پسند نہیں کر سکتا۔ مباحات سے لطف اندوز ہونے میں بھی متانت اور وقار اسلام کا طرہ ہے اور ایسا کرنا اس کے منافی ہے۔ جنسی تسکین میں انسان کو حیوان سے ممتاز رہنے کا تقاضا ہے کہ بیوی کی شرمگاہ کو بوسہ دینے اور اسے چاٹنے اور چوسنے سے اجتناب کیا جائے۔

عورت مرد کے عضو تناسل کے ساتھ اس طرح کی حرکت کرے جیسا کہ آج کے زمانے میں مغرب میں بھی اس کا چلن ہے تو یہ اس سے بدتر ہے اور اس کی برائی اور خرابی اس سے بدرجہا آگے ہے۔ گراوٹ اور پستی کی ایسی آخری سطح ہے جس سے اللہ نے جانوروں کو بھی محفوظ رکھا ہے۔ (بحوالہ نظریہ جنس)

شرمگاہ دیکھنے کی کراہت:

اس وقت پوری دنیا میں نگاہ کی کمزوری کے مریض عینک لگائے ہوئے ملتے ہیں۔ لیکن ان کی کثرت یورپ میں زیادہ ہے۔ اس کی وجہ دراصل یورپ کی معاشرت اور رہن سہن ہے کیونکہ وہ ایک دوسرے کی شرمگاہ دیکھنے کی کراہت اور مخالفت ہرگز نہیں کرتے۔ تالاب یا سومنگ پول میں نہانے کے لیے تمام کپڑے اتار دیتے ہیں حتیٰ کہ عورتیں اور مرد بالکل ننگے ہو کر نہاتے ہیں پیشاب کرنے بیٹھتے ہیں تو وہ بھی بالکل عریاں، کسی آنے جانے والے کا خیال نہیں کرتے۔

جمائی سے نفرت ننگے ہونے سے محبت:

یورپ جمائی سے نفرت کرتا ہے اور ننگے ہونے سے محبت، بلکہ اسے فطرت کے قریب تر گردانتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ کے لوگ نگاہوں کی کمزوری کا شکار ہیں۔

دوران جماع ننگا ہونا:

جب یورپین عام زندگی میں بالکل ننگے ہوتے ہیں تو دوران جماع بھی بالکل ننگے اور عریاں ہوتے ہیں عورتیں اور مرد بدن پر ایک کپڑا بھی پسند نہیں کرتے۔ ایسا کرنے سے اعصابی نظام کمزور، حافظہ کمزور اور بعض اوقات نگاہوں کی کمزوری لازمی امر ہے۔

شرمگاہ کو چاٹنا اور بوسہ دینا:

اسلام نے شرمگاہ کو دیکھنا مرد اور عورت کے لیے قابل کراہت قرار دیا ہے۔ لیکن یورپ کے غلیظ معاشرے نے مرد اور عورت کی شرمگاہ کو چاٹنے' بوسے لینے اور حیوانی لذت کو بڑھانے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

امریکہ کے ایک رسالہ "فورس" کی حالیہ اشاعت میں اس عمل کی بھرپور مذمت کی ہے کیونکہ رسالہ "فورس" کے بقول ایسا کرنے سے بے شمار چھوتی امراض مریض کو تنگ کرتے ہیں۔

ایک بازاری عورت کے پاس جب اس کا گاہگ آتا ہے۔ وہ آتے ہی اپنی عادت اور شیطانی لذت کو پورا کرنے کے لیے عورت کی شرمگاہ کو چاٹتا ہے۔ کیونکہ یہ بازاری عورت پہلے کئی مردوں سے ہم بستری کر چکی ہوتی ہے اور اپنی شرمگاہ چٹوا چکی ہوتی ہے اور ہر مرد اپنے جراثیم چھوڑ جاتا ہے۔ رسالہ کے بقول اس سے مندرجہ ذیل امراض پھیلنے کے خطرات باقی رہتے ہیں۔

- ▲ منہ کے اندر جراثیمی چھالے نکلتے ہیں جو کہ پہلے خطرناک ہوتے ہیں اور بعد میں لاعلاج بن جاتے ہیں۔
- ▲ مسوڑھوں کا کینسر اور حلق کے کینسر کی تلوار ہر وقت ایسے مریض کے سر پر لٹکتی رہتی ہے۔
- ▲ چھاتی کے کینسر اور چھاتی کے ورم کے مریض ایسا عمل کرتے ہوئے دیکھے گئے ہیں۔
- ▲ ایسے مریض بہت زیادہ حساس بن جاتے ہیں۔ چڑچڑاپن' نفسیاتی امراض' ڈیپریشن ان کا مقدر بن جاتا ہے۔
- ▲ ایسے مریض خودکشی کی طرف زیادہ مائل رہتے ہیں۔
- ▲ جنسی طور پر عورت کے رحم میں اپنا عضو خاص داخل کرنے کی خواہش کم اور "سکنگ" کی خواہش زیادہ ہو جاتی ہے۔

داستان:

ایک مریض بتانے لگے کہ جب سے ڈش کا تحفہ ملا (تو چونکہ وہ مریض عیاش تھا) میرے پاس جو بھی عورت آتی ہے وہ اپنے تمام کپڑے اتارتی ہے' میرے تمام کپڑے اترواتی ہے۔

گھڑی' بالیاں وغیرہ' غرض ہر چیز اتار کر پھر جسم سے جسم ملاتی ہے اور پھر میرے جسم سے کھیلتی ہے۔

اس کے اثرات سے ہمارے معاشرے کے نوجوانوں میں نفسیاتی امراض کی زیادتی' خودکشی کے رجحان میں اضافہ اور بے شمار پیچیدہ امراض کی کثرت ہو گئی ہے۔

بہ تکلف جماع سے گریز:

جماع ہی کا ایک ادب یہ ہے کہ آدمی بہ تکلف جماع سے گریز کرے۔ قرآن نے شوہر اور بیوی کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا ہے۔ (جدید جنسیات میں جنس کے ایک منحرف رویئے (Deviant pattern) کی حیثیت سے اصطلاحات میں حد درجہ مالدار انگریزی دنیا میں مرد کی طرف سے عورت کی شرمگاہ کو چومنے چاٹنے اور زبان سے اسے ٹٹولنے (Cunnilingus) اور عورت کی طرف سے مرد کے آلہ تناسل کو منہ میں رکھنے کو (Fellatio) کہا جاتا ہے۔)

اسی طرح ایک سے زیادہ بار گزر چکا ہے کہ عورت مرد کی کھیتی ہے لیکن مرد کا اپنی بیوی کے پاس خاص تعلق کے لیے آنا فائدہ مند اور نتیجہ خیز اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ اس کے اندر اس کی سچی طلب ہو اور اس کے آثار ظاہر ہو چکے ہوں۔ عضو خاص میں پوری طرح انتشار آ جائے اور یہ اپنے آپ ہو۔ اس کے لیے تکلف' کسی صورت کو بار بار ذہن میں لانے اور عورت کے حساس اعضاء کو بار بار دیکھنے کی ضرورت نہ ہو۔ دوسرے لفظوں میں کہ مجامعت کی خواہش کو بہ تکلف نہ لایا جائے۔ اپنے آپ کو مارے باندھے اس کے لیے آمادہ نہ کیا جائے۔ بلکہ جب جنسی خواہش میں شدت آ جائے اور منی کی زیادتی اپنا زور باندھے تب اس کے لیے آگے بڑھنا چاہیے۔ (زاد المعاد فی ہدی خیر العباد)

جماع کی یہ صورت جس میں آدمی کو بہ تکلف اور مارے باندھے اپنے آپ کو اس کے لیے آمادہ کرنا پڑے طبی لحاظ سے نقصان دہ ہے اور حاذق اطباء نے اس سے منع کیا ہے۔

(حوالہ سابق)

جماع کی نقصان دہ صورتیں:

اس طرح بہت سی صورتیں اور حالتیں ہیں جن میں بیوی سے خاص تعلق صحت و

تندرستی کے لیے نقصان دہ ہے ان سے بچنے اور دور رہنے کی ضرورت ہے۔ آدمی کو مباشرت اسی وقت کرنی چاہیے جب کہ پیٹ میں اچھی طرح کھانا ہضم ہو چکا ہو اور طبیعت پوری طرح اعتدال پر ہو۔ بھوک کی حالت میں مباشرت ٹھیک نہیں ہے۔ اس سے انسان کی قوت عزیزی کمزور ہوتی ہے۔ پیٹ ضرورت سے زیادہ بھرا ہوا ہو' اس وقت بھی یہ نقصان دہ ہے۔ یہ چیز سخت امراض کا پیش خیمہ بنتی ہے۔ تکان کی حالت میں اسی طرح رفع حاجت کے فوراً بعد نیز قے اور الٹی اور دست کے بعد بھی مجامعت نقصان دہ ہے۔ غم وافسوس اور حزن وملال کی حالت میں بھی مباشرت نقصان کا باعث ہے۔ اسی طرح اس صورت میں بھی اس سے بچنے کی ضرورت ہے جب کوئی غیر معمولی خوشی کا موقع ہو۔ (حوالہ سابق)

مباشرت شروع کرنے کے بعد جب تک آدمی کو انزال نہ ہو جائے یا اس کے بغیر پوری طرح تسکین نہ ہو جائے بیچ سے اس کو منقطع کرنا صحیح نہیں ہے' اس سے مثانے میں پتھری کا اندیشہ ہے۔ (حوالہ سابق)

مباشرت کی حالت میں دیر تک پڑے رہنا بھی اچھا نہیں ہے۔ یہ چیز بعض خطرناک بیماریوں کا سبب بنتی ہے۔ (حوالہ سابق)

فراغت کے فوراً بعد پانی پی لینا بھی سخت نقصان دہ ہے۔ بعض دوسرے مواقع کی طرح اسے بھی ناپسندیدہ کہا گیا ہے۔ (زاد المعاد)

جدید نفسیات میں بھی مباشرت کے بعد علی الفور نہانے کو طبی لحاظ سے نقصان دہ بتایا گیا ہے۔

کثرت جماع سے پرہیز:

جماع ہی کا ایک ادب یہ ہے کہ آدمی اس کی کثرت اور زیادتی سے پرہیز کرے۔ معتدل اور متوازن مجامعت کا کوئی پیمانہ مقرر نہیں کیا جاسکتا۔ صحت وتندرستی عمر کے تقاضے' مزاج کے فرق اور جغرافیائی حالات اور آب وہوا کے اختلاف سے مختلف افراد کے لیے یقیناً اس کے پیمانے مختلف ہوں گے لیکن انسان بہرحال انسان ہے اور اس کی قوتیں اور صلاحیتیں محدود ہیں۔ بیوی کے ساتھ آخری حد تک جنسی عمل ایک مشکل کام ہے۔ اس سے آدمی کا پورا نظام متاثر ہوتا ہے اور غیر معمولی طور پر اس کی قوت خرچ ہوتی ہے۔ دین ودنیا دونوں کے مفاد کا تقاضا ہے کہ آدمی کی عمدہ صحت ہو۔ اسی صورت وہ ان کے ہمہ جہتی مقاصد کو

بروئے کار لا سکتا ہے۔ جماع کی کثرت اور اس سے غیر متوازن دلچسپی سے صحت کا متاثر ہونا لازمی ہے کہا گیا ہے کہ جو چند چیزیں بدن کو غیر معمولی طور پر کمزور کرتی ہیں ان میں ایک جماع کی زیادتی بھی ہے۔ (احیاء علوم الدین)

مجامعت کی کثرت سے زندگی کی جوت بجھ جاتی ہے۔

(زاد المعاد)

نفع بخش اور صحت افزاء مباشرت کے لیے دو مجامعتوں کے بیچ قابل لحاظ وقفہ ضروری ہے۔ (حوالہ سابق)

ہندوستان اور اس جیسے ملکوں کے لیے جہاں غربت و افلاس اور کمزوری صحت کے دوسرے اسباب عام طور موجود ہیں' اس سلسلے میں اور بھی احتیاط کی ضرورت ہے۔

جماع کی کثرت سے جسم کو طرح طرح کی بیماریاں لگ جاتی ہیں۔ اس سے بدن ڈھیلا ہو جاتا ہے۔ قوتیں کمزور ہو جاتی ہیں۔ بدن کی رطوبتیں خشک ہو جاتی ہیں۔ اعصاب ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔

انتڑیوں اور رگوں میں کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ پورے بدن کو اس سے نقصان پہنچتا ہے۔ خاص طور پر دماغ سب سے زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ اس لیے کہ اس کے نتیجے میں روح نفسانی بڑی کثرت سے تحلیل ہوتی ہے۔ استغراق کی تمام صورتوں میں سب سے زیادہ کمزوری اسی سے پیدا ہوتی ہے۔ روح کے جوہر اور اس کے مغز کو بڑے پیمانے پر جوڑ لیتا ہے۔ مجامعت کی زیادتی سے دوسرے امراض بھی پیدا ہوتے ہیں۔ رعشہ' فالج' تشنج' ضعف بصر۔ اس کے ساتھ ہی یہ چیز جسم کی تمام قوتوں کو کمزور کر دیتی ہے۔ حرارت عزیزی کو بجھاتی ہے۔ اس کے علاوہ اس کی وجہ سے مباشرت کے راستے پھیل جاتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں یہ نقصان دہ فضلات کو قبول کرنے کے لیے ہروقت تیار رہتا ہے۔ (حوالہ سابق)

جماع کی کثرت ہی سے ثقل سماعت' چکر' درد کمر' درد گردہ' کثرت پیشاب' ضعف معدہ اور ضعف قلب وغیرہ کے امراض بھی پیدا ہوتے ہیں۔ (بہشتی گوہر)

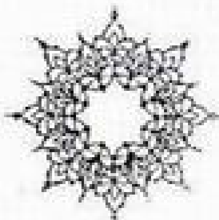
اس سلسلے میں کہا گیا ہے کہ جس کو ضعف بصر یا ضعف معدہ یا سینہ کا کوئی مرض ہو اس کے لیے خاص حد سے زیادہ جماع نہایت مضر ہے۔ (حوالہ سابق)

مسلمان معاشرے میں بھی یہ روحانیت بہت کم لوگوں کو میسر آ سکتی ہے کہ کثرت جماع کے باوجود ان کی صحت اور قوت متاثر نہ ہو اور وہ اس کے مضر اثرات سے بالکل بچے رہیں۔

اس لیے عمدہ صحت اور حالات کے جائزے سے اس سلسلے میں زیادہ سے زیادہ احتیاط ہی آدمی کو اس کے تباہ کن اثرات سے بچا سکتی ہے۔

ڈاکٹر کیول دھیر نے یہ بات پورے یقین سے کہی ہے کہ مباشرت ہر روز ایک بار یا ایک سے زیادہ بار کی جائے یا کسی بھی وقفے کے بعد کی جائے اس سے انسان کی ذہنی و جسمانی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

یہ صحیح نہیں ہے۔ مباشرت میں آدمی کی قوت حیات غیر معمولی طور پر خرچ ہوتی ہے اور اس سے اس کا پورا نظام جسم متاثر ہوتا ہے۔ اس لیے ہر شخص کو اپنی عمر اور صحت کے لحاظ سے اس کا پورا دھیان رکھنے کی ضرورت ہے کہ وہ معتدل اور متوسط طریقے پر اس کی لذت سے کس حد تک لطف اندوز ہو سکتا ہے۔ جنسی تحلیل کی کمزور ذہنی کیفیت کے ساتھ روزانہ اور کثرت کے ساتھ بیوی سے چمٹے پڑے رہنے کو بھی طبی لحاظ سے نقصان دہ بتایا گیا ہے اس سے کثرت پیشاب اور سرعت انزال جیسے امراض پیدا ہوتے ہیں۔ عام لوگوں کے لیے اس سلسلے میں احتیاط مفید ہے۔ (بحوالہ نظریہ جنس)



جماع کی نقصان دہ صورتیں اور جدید سائنس

جماع میں انزال ضروری ہے:

مباشرت شروع کرنے کے بعد جب تک آدمی کو انزال نہ ہو جائے یا اس کے بغیر پوری طرح تسکین نہ ہو جائے درمیان سے اس کو منقطع کرنا صحیح نہیں ہے۔ اس سے مثانے میں پتھری کا اندیشہ ہے۔ (بحوالہ زاد المعاد)

میڈیکل سائنس کی نظر میں اس سوال کا جواب کچھ تحقیق طلب ہے۔ بندہ نے جب اس سوال کے جواب کے لیے تحقیق کی کوشش کی تو ایک ماہر سرجن نے اپنی تحقیق بیان کی اور کہا کہ یہ میرا وسیع تجربہ ہے۔ اگر جماع کے دوران انزال نہ ہو اور جماع ترک کر دیا جائے تو گردوں پر ورم آ جاتی ہے۔ گردے کی اندورنی نالیوں میں سکڑاؤ آ جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے پتھری کے چانس اور بڑھ جاتے ہیں۔ اس کا سب سے بڑا نقصان ان مریضوں کو زیادہ ہوتا ہے۔ جن کو پہلے ہی سے برائٹ ڈزیز ہو۔ (بحوالہ جنسی صحت)

بہت دیر تک پڑے رہنا:

مباشرت کی حالت میں بہت دیر تک پڑے رہنا بھی اچھا نہیں ہے یہ چیز بھی بعض خطرناک بیماریوں کا باعث بنتی ہے۔ (بحوالہ زاد المعاد)

میڈیکل رپورٹ:

دراصل انسانی جسم سے ایک خاص قسم کی لہریں نکلتی ہیں جو کہ ایک جسم سے دوسرے جسم میں داخل ہوتی ہیں۔ لیکن جب مرد کو انزال نہیں ہوتا تو اس وقت ایسی لہریں پیدا ہوتی

ہیں جو مثبت اور طاقت ور ہوتی ہیں۔ جب انزال ہو جاتا ہے تو یہی لہریں منفی اور کمزور ہو جاتی ہیں۔ مزید یہ کہ جماع کے بعد بہت دیر تک ایک ہی حالت میں پڑا رہنا اعصابی کمزوری اور فالج کا باعث بن سکتا ہے۔ (بحوالہ جنسی زندگی)

جماع کے بعد پانی پینا:

فراغت جماع کے فوراً بعد پانی پی لینا بھی سخت نقصان دہ ہے۔ بعض مواقع پر اسے بھی ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ (بحوالہ زاد المعاد)

ڈاکٹر لیول پاول کے تجربات:

میرے خیال میں جماع کے فوراً بعد پانی پینا معدے اور جگر کے لیے نقصان دہ ہے کیونکہ جماع کے فوراً بعد پانی پینا استسقا (اڈیما) پیدا کرتا ہے۔ نظام ہضم بہت متاثر ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ قوت جنس کے لیے سم قاتل ہے۔

جماع کا وقفہ:

جماع کا مناسب وقفہ کیا ہے۔ جس کے بعد آدمی کو اپنی بیوی کے پاس آنا مناسب ہے۔ اس کے سلسلے میں کئی باتیں کہی گئی ہیں۔

امام غزالی فرماتے ہیں۔

کہ آدمی کو اپنی بیوی کے پاس ہر چوتھی رات میں آنا چاہیے یہی سب سے بڑھ کر معتدل اور متوازن طریقہ ہے جب آدمی کے لیے بیک وقت چار بیویاں رکھنے کی اجازت ہے تو اس سے خود بخود یہ بات نکلتی ہے کہ ایک بیوی سے آدمی چوتھی رات تک کے لیے مقاربت کو موخر کر سکتا ہے۔ (حوالہ مذکور)

جمعہ کے دن نہانے کی فضیلت:

"جو کوئی جمعہ کے دن جنابت کا غسل کرتا ہے پھر (جمعہ کی نماز کے لیے) سویرے نکلتا ہے تو گویا اس نے اونٹ کی قربانی پیش کی۔" (بخاری جلد 1)

اس سے استدلال کرتے ہوئے کہا گیا ہے۔ "کہ آدمی کے لیے اپنی بیوی سے مقاربت

مستحب ہے تاکہ وہ جمعہ سے نکلے تو نگاہوں کی پستی اور نفس کی تسکین کا اس کے پاس پورا پورا سامان موجود ہو۔" (شرح نووی مسلم مع المسلم)

بعض شافعی فقہا کی اس رائے کو نقل کرنے کے بعد امام نووی فرماتے ہیں۔ "کہ یہ ضعیف اور باطل ہے۔" (نووی و حوالہ سابق)

لیکن علامہ قرطبی کہتے ہیں۔ "کہ یہ ایک مناسب ترین قول ہے۔ اس لیے اس کے بطلان کا دعویٰ کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔" (فتح الباری)

اس کی مزید تائید نبیؐ کی دوسری حدیث سے ہوتی ہے۔ ترمذی' ابوداؤد نسائی اور ابن ماجہ کی روایت ہے۔

جو کوئی جمعہ کے دن اپنی بیوی کے لیے غسل کا سامان کرے اور خود غسل کرے تو اس کے لیے ہر قدم پر سال بھر کے عمل کا بدلہ ہے گویا وہ سال بھر روزے سے رہا اور اس کی راتوں کا قیام کیا۔ (حوالہ مشکوۃ)

ابن قدامہ نے حدیث کا مطلب یہی سمجھا ہے کہ آدمی اپنی عورت سے خاص تعلق قائم کرے' پھر نہائے۔ امام احمد سے بھی انہوں نے حدیث کے الفاظ غسل واغتسل کی یہی تشریح نقل کی ہے "کہ خاص تعلق کے نتیجے میں بیوی کے لیے نہانے کا سبب پیدا کرے۔"

(المغنی لابن قدامہ)

تابعین کی جماعت میں بھی بہت سے لوگ اسی کے قائل ہیں۔ وہ اسے مستحب سمجھتے ہیں کہ آدمی جمعہ کے دن اپنی بیوی کے پاس آئے۔ اس سے خاص تعلق قائم کرے اور ہم بستر ہو۔ (حوالہ سابق نیز فتح الباری)

امام غزالی نے بھی حدیث زیر بحث کی ایک توجیہہ یہی پیش کی ہے اور بہت سے علماء کے حوالے سے اسے مستحب بتایا ہے "کہ آدمی جمعہ کے روز دن میں یا رات میں اپنی بیوی سے مقاربت کرے۔ (احیاء علوم الدین)

جماع کا وقفہ اور اسلام:

علامہ ابن حزم ظاہری" آیت کریمہ "اور جب حیض کے بعد عورتیں اچھی طرح پاک صاف ہو لیں تو ان کے پاس اس طرح سے آؤ جیسا کہ اللہ نے تم کو حکم دیا ہے۔ (البقرہ) کی بنیاد پر ہر حیض کے بعد بیوی سے جماع کے وجوب کے قائل ہیں۔ اسلام میں (ایلا) کی جو

اجازت ہے کہ مرد چاہے تو مہینے تک کے لیے اپنی بیوی سے خاص زن و شوئی تعلق قائم نہ کرنے کی قسم کھا سکتا ہے۔ (البقرہ)

جس کے بعد اسے بیوی سے معمول کے مطابق تعلقات بحال کر لینے ہوں گے۔ بصورت دیگر اسے طلاق دے کر آزاد کر دینا ضروری ہو گا۔ (زاد المعاد)

اس سے یہ بات نکلتی ہے "کہ آدمی چار مہینے تک اپنی بیوی سے خاص تعلق قائم نہ کر کے اس سے دور رہ سکتا ہے۔ حالات کے لحاظ سے اس آخری حد میں اس کو کمی بیشی کا اختیار ہے۔ رسول ؐ نے خود اپنی ازواج مطہرات سے ایک ماہ کے لیے (ایلا) کیا۔ بعض اسباب کے تحت آپ ؐ کو جو اپنی ازواج سے ناگواری ہوئی تو پورے 29 دن تک آپ ؐ نے بالا خانے پر قیام فرمایا۔ اس کے بعد حضرت عمر بن خطاب کی مداخلت پر آپ ؐ نے اس سے رجوع فرمایا اور ازواج مطہرات سے معمول کے مطابق تعلقات بحال ہوئے۔ (بخاری جلد 1)

اس واقعہ سے ایک ماہ تک اپنی بیوی' بیویوں سے کسی کراہت کے تصور کے بغیر دور رہنے اور خاص زن و شوئی تعلق قائم نہ کرنے کی اجازت نکلتی ہے۔ شاید ایلا کی اسی اجازت کی نظیر سے بیوی سے واجب مباشرت کے وقفہ کی مدت چار ماہ قرار دی گئی۔

(فتاویٰ ابن تیمیہ)

لیکن اس سلسلے میں صحیح بات وہی ہے جسے آگے علامہ تیمیہ نے دو قولوں میں صحیح قرار دیا ہے۔ یعنی کہ اس کے لیے کوئی متعین حد نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق بیوی کی ضرورت اور اپنی قدرت و استطاعت سے ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے کہ اس کے کھانے اور نفقہ کا معاملہ بیوی کی ضرورت اور شوہر کی قدرت و استطاعت پر موقوف ہے۔ (حوالہ مذکور)

امام غزالی جنھوں نے بیوی سے مقاربت کا معتدل اور متوازن وقفہ چوتھا دن قرار دیا ہے۔ جیسا کہ گزرا' آگے دوسرے لفظوں میں انہوں نے بھی یہی بات کہی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

"ہاں شوہر کو چاہیے کہ وہ شرمگاہ کی حفاظت کی عورت کی ضرورت کے مطابق مباشرت کے وقفے اور اس کی مقدار کو بڑھاتا اور گھٹاتا رہے۔ اس لیے کہ بیوی کی شرمگاہ کی حفاظت اس کے لیے واجب ہے۔ مباشرت کے مطالبہ کی متعین دفعہ جو ثابت نہیں ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس مطالبہ اور اس کی ادائیگی میں عملاً دشواریاں حائل ہیں۔" (احیاء علوم الدین)

بعض ماہرین کے مطابق تیس سال تک کی عمر والوں کے لیے ہفتہ میں آٹھ بار پچاس

سال کی عمر کے بعد ہفتہ میں ایک بار اور نوے اور اس سے زیادہ عمر والوں کے لیے ہر آٹھ ہفتہ میں ایک بار مباشرت صحت کے لیے بہتر ہے۔ جنس سے استفادہ میں عمر کے لحاظ کا کوئی ضابطہ نہ ہونے کی بناء پر تجربہ کی اس طرح کی باتوں سے عام طور پر فائدہ اٹھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ شوہر کو بیوی کی عمر صحت اور مزاج وغیرہ کی مناسبت سے مباشرت کے وقفے کو خود گھٹاتے اور بڑھاتے رہنا چاہیے۔ عورت عام طور پر صراحتاً اپنی جنسی ضرورت کے اظہار سے شرماتی ہے۔ اس کے لیے پہل شوہر کو ہی کرنی پڑتی ہے۔ اس لیے شوہر کو خود خیال کرنا چاہیے کہ بیوی کی یہ ضرورت مناسب طور پر پوری ہوتی رہے اور اسے جنسی عدم تسکین کی تکلیف سے دوچار نہ ہونا پڑے۔ البتہ اس سلسلے میں ایک بات کا لحاظ ضروری ہے اور وہ یہ کہ مرد کا اپنی بیوی سے مقاربت کا تعلق اس حد میں ہونا چاہیے کہ اس کی وجہ سے زندگی سے متعلق دیگر فرائض و واجبات متاثر اور مجروح نہ ہوں۔ عام حالات میں مباشرت مباح ہے اور زندگی میں آدمی سے جو ذمہ داریاں متعلق ہوتی ہیں ان کی حیثیت فرائض اور واجبات کی ہے۔ مباح میں آدمی کی دلچسپی اتنی نہ بڑھنی چاہیے کہ فرائض و واجبات نظرانداز ہو جائیں۔ آدمی کسی کارخانے یا دفتر میں ملازم ہے۔ یا خاندان اور سماج کی دوسری ذمہ داریاں اس سے متعلق ہیں۔ اس صورت میں بیوی سے غیر متوازن مقاربت اس حد تک آگے نہ نکل جانی چاہیے کہ وہ اپنے فرائض منصبی کو ٹھیک طور پر ادا کرنے کے قابل نہ رہے جیسا کہ ظاہر ہے اس مقصد کے لیے کوئی رسمی ضابطہ بندی یا لگا بندھا فارمولا کفایت نہیں کر سکتا۔ آدمی کو خود اپنے حالات کے لحاظ سے فیصلہ کرنا ہوگا کہ بیوی سے جنسی دلچسپی کی معقول حد کیا ہے جس میں وہ اپنے سے متعلق دیگر حقوق و فرائض کو باحسن وجوہ ادا کرتے ہوئے زن و شوئی تعلق کی ذمہ داریوں کو معتدل اور متوازن طریقے پر ادا کر سکتا ہے۔

حسن معاشرت کا تقاضا

جماع کے آداب میں بیوی کے ساتھ حسن معاشرت بھی ایک تقاضا ہے۔ جس کے بغیر گفتگو مکمل نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ تفصیل گزری۔ بیوی سے خاص زن و شوئی تعلق کے معاملے میں بالکل فطری وجوہ کی بناء پر اسلام نے کوئی لگی بندھی حد مقرر نہیں کی ہے۔ حالات اور ضرورت کے لحاظ سے شوہر جب اور جس طرح چاہے بیوی سے اپنی جنسی ضرورت پوری کر سکتا ہے کہ لیکن ایک بات نگاہ میں رکھنا ضروری ہے کہ اپنی ضرورت اس حد سے آگے نہ بڑھائے کہ بیوی کے ساتھ اسلام کا حسن معاشرت کا تقاضا مجروح ہونے لگے۔ اسلام میں بیوی کے ساتھ حسن معاشرت کی جو تاکید عیاں اور مسلم ہے جیسا کہ رسول اللہ ؐ نے حجۃ الوداع کے موقع پر امت کو اپنی آخری نصیحت میں اس کی تاکید ضروری سمجھی۔

(مسلم جلد 4)

مرد کو خیال رکھنا چاہیے کہ اپنی عورت پر جنس کا وہ اتنا ہی بوجھ ڈالے جتنا کہ وہ آسانی سے اٹھا سکے۔ ہندوستان اور تیسری دنیا کے ملکوں میں جہاں ایک بیوی پر اکتفا کے اصول کا رواج عام ہے اور ان ملکوں کے مخصوص حالات کے پیش نظر یہی بہتر اور مناسب بھی ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بیوی بیماری' آزاری کے سبب جس کی وجہ بھی اکثر و بیشتر غربت و افلاس اور ناہموار معاشی حالت ہوتی ہے' فراغ دلی سے حقوق زوجیت ادا کرنے سے قاصر ہوتی ہے۔ اس صورت میں جب مرد نے اپنے حالات کے پیش نظر دوسری شادی کرنے کا فیصلہ کیا ہو' وفادار شوہر سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ بیوی کی معقول ضرورت کا لحاظ کرتے ہوئے اسے تنگ نہیں کرے گا۔

معلوم ہے اسلامی معاشرے میں ہر شخص کے لیے چار بیویاں لازمی اور ضروری نہیں ہیں۔ بس ایک بیوی پر اکتفا کی صورت میں عادت کے اختلاف سے حیض کے دنوں میں بیوی

سے دور رہ کر اپنی جنسی خواہش پر قابو کی جو لگاتار اور مسلسل مشق ہوتی رہتی ہے' اس کا فائدہ اٹھا کر دوسرے دنوں میں بھی شوہر کو اسی ضبط نفس کا ثبوت دینا چاہیے۔ یوں بھی زندگی میں دوسروں کے آرام کا خیال رکھنا اور ایثار و قربانی اسلام کی بڑی اعلیٰ قدر ہے۔ بیوی سے بڑھ کر اس اعلیٰ قدر کا دوسرا مستحق اور کون ہو سکتا ہے؟ اس کا تقاضا ہے کہ شوہر کو اپنی جنسی خواہش کی تسکین کے ساتھ' جیسا کہا گیا ہے' بیوی کی حالت اور ضرورت کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ مرد کی مردانگی کا تقاضا ضبط نفس ہے لہٰذا اسے اپنی بیوی پر مباشرت کا بوجھ اسی قدر ڈالنا چاہیے جتنا کہ وہ آسانی سے اٹھا سکے۔ بیوی کی طاقت سے زیادہ شوہر کا اس کے اوپر جنسی بوجھ ڈالنا صحیح نہیں ہے۔ سورۃ بقرہ کی آیت کریمہ میں عورت کو مرد کی کھیتی قرار دے کر اس کے پاس جب اور جس طرح آنے کی اجازت دی گئی ہے۔ آگے اسی آیت میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کی بھی تاکید ہے۔

بندہ مومن کو اس اجازت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے ڈر کو بھی سینے میں بسائے رکھنا چاہیے۔

جماع کا وقفہ اور سائنس

ڈاکٹر لیول پاوٗل کے مریض:

ڈاکٹر لیول پاؤل نے اپنی کتاب "دی ہسٹری آف مائی پیشنٹ" میں ایسے مریضوں کا بکثرت تذکرہ کیا ہے کہ جو کثرت جماع کے عادی تھے۔ ڈاکٹر کے بقول۔

میری زندگی مریضوں کی داستانیں سنتے گزری ہے۔ لیکن جتنا پریشان مریض میں نے کثرت جماع کرنے والے کو دیکھا شاید اور کسی کو نہ دیکھا ہو۔ کیونکہ بظاہر یہ مریض مطمئن اور تسلی بخش ہوتے ہیں لیکن حالات اور صحت کے اعتبار سے ان میں خواہش جماع بڑھتی رہتی ہے۔ حالانکہ یہ خواہش ہم بستری کے بعد کم ہو جانی چاہیے لیکن ایسا ہرگز نہیں ہوتا بلکہ یہ خواہش اور بڑھتی ہے حتیٰ کہ مریض اپنے بدن کو جھونک دیتا ہے۔

ایسے مریض گردے کے انفیکشن' ورم اور گردوں کی نالیوں کی سوزش میں بکثرت مبتلا رہتے ہیں۔ دل کے امراض میں مبتلا مریضوں کو جب ٹیسٹ کے مراحل سے گزارا جائے تو ایسے مریضوں کی اکثریت ڈپریشن اور کثرت جماع کی وجہ سے دل کے مرض میں مبتلا پائی

جاتی ہے۔
کثرت جماع بذات خود جنسی کمزوری کا باعث بھی بنتی ہے۔ کیونکہ پہلے خواہش جماع آدمی کو جماع کی طرف راغب کرتی ہے۔ پھر وہ آدمی بکثرت جماع میں مبتلا ہو کر جنسی کمزوری کا باعث بن جاتا ہے۔ (بحوالہ دی ہسٹری آف مائی ہیلتھ)

مشاہدات و تجربات:

ایک صاحب کہنے لگے میں نے اپنی جوانی کے اٹھارہ سال بکثرت جماع کیا اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ کہنے لگے میں نے میڈیکل بک میں پڑھا تھا کہ ایک جماع کے دوران زیادہ سے زیادہ 25 گرام منی انسانی جسم سے خارج ہوتی ہے۔ میں نے اس مقدار کے لحاظ سے اٹھارہ سال کا حساب کیا تو میرے جسم سے تقریباً چار من پانچ کلوگرام منی خارج ہو چکی تھی۔ اس کی وجہ سے جسم میں کیا کمی ہوئی وہ مندرجہ ذیل ہے۔
میں پہلے سارا دن اور رات گئے تک کام کرتا تھا، تھکتا نہیں تھا، لیکن اب تھک جاتا ہوں۔
میں پہلے بہت خوبصورت تھا لیکن اب چہرے کی سفیدی، پیلاہٹ اور سیاہی میں بدل گئی ہے۔
اس سے قبل میں اپنے آپ کو بہت طاقت ور اور قوی مرد تصور کرتا تھا لیکن اب کمزور۔ مذکورہ مریض کو جب مناسب ادویات استعمال کرائی گئیں تو حیرت انگیز طریقے سے تندرست ہو گیا۔

فالج کا مریض:

ایک مریض کثرت جماع کا عادی تھا۔ حتیٰ کہ جس طرح کثرت جماع میں احتیاط نہیں کرتا تھا بالکل اسی طرح وہ غذا میں بھی احتیاط نہیں کرتا تھا۔ لیکن صورت حال یہ ہوئی کہ ایک دفعہ جماع کے بعد اے سی والے کمرے میں لیٹا ہوا تھا کہ دائیں طرف فالج ہوا۔
مریض کے بقول ہم بستری کے فوراً بعد ٹھنڈا پانی پینا یا اے سی والے کمرے میں سونا میرا معمول تھا۔

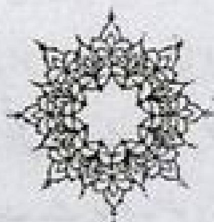
یادداشت ختم:

ایک مریض نے بیان کیا کہ میری یاداشت بالکل ختم ہو گئی ہے۔ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ موصوف بہت زیادہ جماع کے عادی ہیں۔ جب انہیں جماع سے پرہیز کرایا گیا تو مریض کچھ عرصے بعد تندرست ہو گیا۔

جوڑوں کا درد:

ایک مریضہ جوڑوں کے درد میں مبتلا تھی۔ اس کی بہن نے خط لکھا کہ مریضہ کو ایک تکلیف جوڑوں میں درد کی ہے جبکہ میرے خیال میں دوسری تکلیف خواہش جماع کی کثرت کی ہے۔ کیونکہ مریضہ ہم بستری کی کثرت کی خاطر اب تک تین خاوند تبدیل کر چکی ہے لیکن مرد تھک جاتے ہیں اس کو اثر بھی نہیں ہوتا۔

معلوم ہوا کہ مریضہ کے جوڑوں کے درد کی وجہ دراصل خواہش جماع کی کثرت ہے جب اس کے اس مرض یعنی خواہش جماع کی کثرت کا علاج کیا گیا تو مریضہ حیرت انگیز طریقے سے تندرست ہو گئی۔



ہنی مون کی حیثیت

سہاگ رات ہی سے متعلق موجودہ حالات کے پس منظر میں ایک مسئلہ ہنی مون کا ہے۔ نیا شادی شدہ جوڑا اپنی اس نئی زندگی کے ابتدائی یادگار ایام کو مزید خوشگواری اور بے تکلفی کے ماحول میں گزارنے کے لیے تاریخی اور پر فضا مقامات کی سیر کے لیے نکل جاتا ہے۔ اسلام بے جا تشدد اور سختی کو پسند نہیں کرتا اور حدود کی رعایت سے حلال چیزوں کے استفادہ پر قدغن اس کے مزاج کے خلاف ہے۔ اس لیے عام حالات میں جب آدمی کے معاشی حالات اس کے متحمل ہوں اور اس کی وجہ سے کسی دوسرے اہم تر تقاضائے شرعی کے مجروح ہونے کا خطرہ نہ ہو۔ نئے شادی شدہ مسلمان جوڑے کے لیے ہنی مون منانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بلکہ بوجوہ اس کا پسندیدہ اور بہتر ہونا ہی قرین قیاس معلوم ہوتا ہے۔ نئی شریک حیات کی تواضع اور دلداری جیساکہ اس سے قبل ذکر ہوا' ہر طرح سے مستحسن ہے۔ ہنی مون کی نئی روایت اس کی ایک بہت اچھی صورت ہے خاص طور پر شادی کے ابتدائی ایام میں نامطلوب مشترکہ خاندانی نظام (اسلام کے نقطۂ نظر سے مشترکہ خاندانی نظام کی دوسری خرابیوں کی تفصیل ملاحظہ کیجئے۔) کے اژدحام اور بھیڑ بھاڑ سے بچنے کے نقطۂ نظر سے اس کی پسندیدگی اور مطلوبیت مزید بڑھ جاتی ہے۔ عبرت اور نصیحت کے مقصد سے یوں بھی قرآن نے زمین میں چلنے پھرنے کا حکم دیا ہے۔ (انعام)

اور مشاہدہ آثار الہی کے نیک جذبے سے سیر و سیاحت کو مسلمان مردوں ہی نہیں (توبہ 112) مسلمان عورتوں کی بھی ایک مستقل صفت قرار دیا ہے۔ (یہ عبارت تو تفسیر ابن کثیر سے پیش کی گئی لیکن سچ یہ ہے کہ اسلامی اصطلاح اس لفظ کا صرف ایک پہلو ہے۔ سیاحت کا اصل مطلوب اطاعت و عبادت' پاک اور بلند دینی مقاصد کے لیے سیرو سفر ہی ہے) کوئی وجہ نہیں ہے کہ نیا شادی شدہ مسلمان جوڑا ہنی مون کی اپنی اس سیاحت میں جنس (Sex) کی

لذتوں سے لطف اندوز ہونے کے ساتھ عبرت و نصیحت شناسی کے پاکیزہ جذبات کو بھی اس میں شامل نہ کر سکے۔ شادی کے فوراً بعد کا زمانہ جبکہ جسم میں قوت اور بچوں کی پرورش سے فراغت ہوتی ہے' اس مقصد کے لیے ہر لحاظ سے مناسب اور موزوں ہے۔ البتہ ہنی مون کے اس زمانہ کو جیسا کہ کہا گیا ہے اصلاً نئے شادی شدہ جوڑے کو ایک دوسرے کو سمجھنے اور بعد کی مستقل ازدواجی زندگی کو سازگار بنانے کے ذریعہ کے طور پر استعمال کرنا چاہیے۔ نوجوانی کے جوش میں اس انتہائی لذت آگیں اور بے تکلفی کے ماحول کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مناظر فطرت سے بھی لطف اندوز ہونا چاہیے اور ساتھ بے اعتدال مباشرت اور مجامعت کی کثرت جو بسا اوقات نئی نویلی دلہن کے لیے ناگواری اور اذیت کا باعث ہو کر اس کے لیے ایک مستقل کرب کا باعث بن سکتی ہے' سے بچنا چاہیے۔ بیوی کے ساتھ حسن معاشرت جیسا کہ اس کی تفصیل گزری کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ جنس (Sex) میں ایسا توغل ہو کہ اس کے پیچھے دیوانہ ہو کر نماز و تلاوت اور ذکر و اذکار اور دیگر شرعی تقاضوں اور ذمہ داریوں سے غفلت ہو جائے۔ کوئی بھی مسلمان نیا شادی شدہ جوڑا جس کا دل اللہ کی یاد سے معمور اور حقیقت دین سے آشنا ہو' ہنی مون کے اس زمانہ میں' اس سے ان کوتاہیوں اور بے اعتدالیوں کی توقع نہیں کی جاتی ہے۔ (اسلام کے نقطۂ نظر سے مشترکہ خاندانی نظام کی دوسری خرابیوں کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ہمارا رسالہ مشترکہ خاندانی نظام اور اسلام) شادی کے بعد بعد چونکہ مرد کی طرف سے حسب حیثیت ولیمہ سنت یا واجب ہے۔ (انعام) اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نئے شادی شدہ جوڑے کی ہنی مون کے مقصد سے روانگی اس کے بعد ہو جس سے خواہ مخواہ کے لیے ولیمہ کی سنت التواء کا شکار نہ ہو گی۔

(بحوالہ نظریہ جنس)

زن و شوئی رازوں کے افشاء کی حرمت بھی سہاگ رات کا ایک ادب ہے۔ شادی شدہ جوڑے کو اپنے خاص زن و شوئی معاملات کو دوسروں کے سامنے افشاء کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ صحیح مسلم میں حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے۔

رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا۔ "قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس شخص کا درجہ سب سے بدتر ہو گا جو خلوت میں اپنی عورت کے پاس پہنچے اور پھر وہ اس کے راز کو دوسروں کے سامنے کھولتا پھرے۔ (صحیح مسلم)

حدیث میں مرد کی طرف سے عورت کے راز کو کھولنے کی جو بات کی گئی ہے وہ بطور

مثال کے ہے۔ اس لیے کہ عام طور پر اس کا ارتکاب اسی کی طرف سے ہوتا ہے۔ عورت اپنی بڑھی ہوئی حیا کے پیش نظر اس کا اظہار کم ہی کرتی ہے۔ اگر اس کی طرف سے بھی اس کا اظہار ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔
(نیل الاوطار شرح منتقی الاخیار)

جیسا کہ نبی ﷺ کی دوسری حدیث میں اس کی صراحت ہے آپ ﷺ نے ایسے مرد، عورت کو ایسی شیطانیہ سے تشبیہ دی ہے کہ جس کی راستے میں کسی شیطان سے ملاقات ہو اور وہ اس سے اپنی ضرورت پوری کرے۔ اس حال میں کہ لوگ ہر طرف سے اسے دیکھ رہے ہوں۔

(ابوداؤد جلد 1)

مباشرت کے جائز طریقے:

شوہر اپنی بیوی سے اس کے آگے کے راستے میں مباشرت کن صورتوں سے کر سکتا ہے قبل ازیں جماع کی ہیئت کے زیر عنوان اس کی کسی قدر تفصیل پیش کی جا چکی ہے لیکن اس کے سلسلے میں قرآن و سنت کی تصریحات اور علماء امت کی ان تشریحات کی روشنی میں اس کے جائز طریقوں کی دوسری مختلف اور متنوع صورتیں بھی سامنے آتی ہیں۔ جن کی اس موقع پر وضاحت مناسب معلوم ہوتی ہے۔ شوہر و بیوی اپنے حالات اور مصالح کی رعایت سے باہمی رضامندی سے افزائش نسل اور تسکین جنس کے لیے نکاح کے دوگونہ مقاصد کی تکمیل کرتے ہوئے قرآن و سنت کے دائرے میں رہ کر بلا جھجک اور بے خوف و خطر مباشرت کر سکتے ہیں اور جائز طریقے سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ مباشرت کے جائز طریقوں کے بیان کی دستوری آیت کریمہ "تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں تم اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ۔" (البقرہ) کی تفسیر میں اپنی بیوی سے آگے کے راستے میں مباشرت و مجامعت کی مختلف صورتوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ چنانچہ حافظ ابن کثیر آیت پاک کے ٹکڑے کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ "تو تم اپنی کھیتی میں جیسے چاہو جا سکتے ہو یعنی کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر اور آگے کی سمت سے اور پیچھے کی سمت سے۔ لیکن صرف ان کی شرمگاہوں میں، اس سے ہٹ کر کہیں اور کی اجازت نہیں ہے۔
(تفسیر ابن کثیر)

جلالین میں ہے۔ "تو تم اپنی کھیتی میں آؤ جیسے چاہو یعنی کہ جیسے چاہو کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر اور لیٹ کر اور آگے کی سمت سے اور پیچھے کی سمت سے۔
(تفسیر الجلالین)

قاضی شوکانی صاحب فتح القدیر کا بخاری اہل سنن اور دیگر کی معرفت، حضرت جابر کی

مشہور روایت کے حوالہ سے کہنا ہے۔ "تو تم اپنی کھیتی میں جیسے چاہو آؤ۔ یعنی کہ چاہے تو اس کے پیچھے کی سمت سے جبکہ وہ گھٹنے کے بل یا اوندھے منہ ہو۔ یا اس سے علاوہ کسی بدنی صورت سے 'البتہ یہ سب کچھ ایک ہی سوراخ میں ہو سکتا ہے۔ (فتح القدیر)

آیت کریمہ کی ان تفسیروں کے علاوہ اس کے شان نزول کے حوالے سے آپ ﷺ کے دیگر ارشادات و توضیحات سے اس کی آزادی کی مزید تفصیلات سامنے آتی ہے۔ اس سلسلے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی روایات اس سے قبل گزر چکی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ آیت کریمہ کے بموجب آدمی کے لیے اپنی بیوی کے پاس آگے کے راستے میں پیچھے کی سمت سے آنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جبکہ یہود کے یہاں اِسے بُرا سمجھا جاتا ہے اور اس کے ساتھ اس وہم کا رشتہ جوڑا جاتا ہے کہ اندریں صورت آدمی کی ہونے والی اولاد (بھینگی) احول پیدا ہوتی ہے۔

(زیرِ عنوان حالت حیض اور پیچھے کے راستے مباشرت کی ممانعت)

ام المومنین حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے اس کے پس منظر کے مزید گوشے سامنے آتے ہیں۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ مدینہ کے انصار اپنی عورتوں کو اوندھا منہ کر کے پیچھے کی سمت سے ان کے پاس آنا پسند نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ یہود کا ماننا تھا کہ جو کوئی اپنی عورت کے پاس پیچھے کی سمت سے آئے گا تو اس کی ہونے والی اولاد بھینگی (احول) پیدا ہو گی۔

(مسند احمد)

تو جب ایسا ہوا کہ مہاجرین کا مدینہ آنا ہوا اور ان کی شادیاں انصار کی عورتوں میں ہوئیں تو اپنی پسند اور عادت کے لحاظ سے انہوں نے ان کے پاس پیچھے کی سمت سے آنا چاہا۔ (مسند احمد) تو ایک خاتون نے اپنے شوہر کی بات ماننے سے انکار کیا اور کہا کہ جب تک میں اللہ کے رسول ﷺ سے اس کی بابت معلوم نہ کر لوں تمہیں اس کی اجازت نہیں ہو سکتی۔ یہ خاتون حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں اور ان سے اپنے معاملے کی تفصیل بیان کی۔ جس پر انہوں نے آپ ﷺ کے آنے تک ان سے بیٹھنے کو کہا۔ تشریف لانے پر ان انصاری خاتون کو آپ ﷺ سے براہ راست دریافت کرنے میں حیا مانع آئی۔ چنانچہ وہ باہر چلی گئیں۔ اب جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے ان کے معاملے کی تفصیل بیان کی جس پر آپ ﷺ نے ان کو بلانے کو کہا۔ وہ بلا کر لائی گئیں تو آپ ﷺ نے ان کے سامنے آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی۔

تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں تو تم اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ۔ البتہ اس پر آپ ﷺ نے یہ اضافہ فرمایا۔ لیکن یہ بس ایک ہی سوراخ میں ہو سکتا ہے۔

(مسند احمد)

دوسرے موقع پر حضرت ام سلمہ کی روایت مجمل ہے کہ ایک خاتون نے ان سے اس کی بابت دریافت کیا کہ کوئی مرد اپنی عورت کے پاس اس کو اوندھا کر کے پیچھے کی سمت سے اس کے پاس آئے تو اس کا حکم کیا ہے۔ (مسند احمد)

جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس بابت رسول ﷺ سے دریافت کیا تو اس کے جواب میں بھی آپ ﷺ نے آیت بالا کی تلاوت فرمائی۔ اسی وضاحت کے ساتھ کہ ہاں، مگر ہر حال میں ایک ہی سوراخ میں ہو سکتا ہے۔ (مسند احمد)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت مسند احمد اور ترمذی کی ہے۔ سنن ابو داؤد میں حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت میں اس کے بعض دوسرے پہلوؤں کی وضاحت ہے اس کے مطابق مدینہ کے انصار جو بت پرست لوگ تھے ان کا خلاملا یہود کے ساتھ تھا جو اہل کتاب تھے۔ یہ لوگ فطری طور پر علم کے معاملے میں انہی کے طرز عمل کی پیروی کرتے تھے۔ اہل کتاب کا معاملہ یہ تھا کہ وہ اپنی عورتوں کے پاس سمت سمٹا کر ایک کنارے ہی سے آتے تھے۔ جس سے کہ ناگزیر حد سے ذرا بھی زائد عورت کی بے ستری نہ ہو سکے۔ انصار کے لوگ بھی اس معاملے میں انہی کے پیروکار تھے جب کہ قریش کے لوگ اپنی عورتوں کو بہت بری طرح کھولتے تھے اور آگے پیچھے اور چت لٹا کر متنوع ہیتوں سے ان سے لطف اندوز ہوتے تھے۔ تو جب مہاجرین کا مدینہ آنا ہوا تو ان میں سے کسی شخص کی شادی انصاری خاتون سے ہوئی تو اپنے اسی انداز سے انہوں نے ان سے معاملہ سرانجام دینا چاہا جس پر وہ تیار نہیں ہوئیں۔

(ابو داؤد جلد نمبر ا)

ان کا اصرار تھا کہ ہمارے ہاں تو بس بچ بچا کر ایک کنارے ہی سے آنے کا معمول رہا ہے۔ تم کو بھی اسی کی اجازت ہو سکتی ہے ورنہ صاف بات یہ ہے کہ تم کو مجھ سے دور رہنا چاہیے۔ اس معاملے نے جب نازک صورت اختیار کر لی تو اس کی اطلاع رسول خدا ﷺ تک پہنچی اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ نازل فرمائی۔

آگے سے، پیچھے سے، چت لیٹے حالت میں، لیکن ارشاد باری کا ہر حال میں مطلب بچے کی پیدائش کی جگہ (شرمگاہ) ہی سے ہے۔ (ابو داؤد جلد نمبر ا)

مرد کے لیے اپنی بیوی سے مباشرت و مجامعت کی آزادی ان روایات میں "ج" تفصیل سے ج باب تفصیل سے مجبیہ کے سلسلے میں امام مسلم کی روایت کردہ "چاہے تو پیچھے کی سمت اور چاہے تو اس سے مختلف ہیئت سے۔" (شرح نووی للمسلم مع المسلم)

کے حوالہ سے امام نووی کی یہ تشریح اس سے قبل گزر چکی ہے

"تو اس سے عورت کے آگے کے راستے میں مباشرت کا جواز نکلتا ہے چاہے تو اس کے آگے کی سمت سے یا چاہے تو اس کے پیچھے کی سمت سے یا چاہے تو اس طرح سے کہ وہ منہ کے بل اوندھی ہو البتہ پیچھے کے راستے کا اس سے کچھ لینا دینا نہیں۔ اس لیے کہ وہ نہ کھیتی ہے نہ کاشت کی جگہ۔" بڑی ج سے اجبایا مجبیہ کی اصل جبو کے معنی امام جزری نے یہ بیان کیے ہیں۔

جبو کا مطلب ہے کہ آدمی اپنے دونوں ہاتھ اور گھٹنوں کے بل یا سرین کے بل چلے۔

مجبیہ کی اصل یہ ہے کہ آدمی رکوع کے مانند کھڑا ہو دوسری بات یہ کہی گئی ہے کہ وہ دونوں ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھے۔ دریں حالیکہ وہ کھڑے ہونے کی حالت میں ہو۔

(النہایہ)

اسی موقع پر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مشہور روایت کے ٹکڑے مجبیہ کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

یعنی کہ منہ کے بل اوندھی ہو جیسے کہ سجدے کی حالت میں ہوتا ہے۔ یہ تو رہا مجبیہ کا معاملہ۔ صحیح مسلم کے اس کے ساتھ دوسرے ٹکڑے غیر مجبیہ کی تشریح اس کے مصری ایڈیشن (مصحح اور محشی) میں علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں۔

اور چاہے تو پیچھے کی سمت سے مختلف ہیئت میں غیر مجبیہ' اس میں چت لیٹنا' کروٹ لیٹنا اسی طرح ایک اور ہیئت تجبیہ شامل ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ عورت اس طرح ہو کہ جیسے وہ سجدہ کی حالت میں ہوتی ہے۔ (شرح ذہبی للمسلم علی باش مسلم)

مسند امام ابو حنیفہؒ میں اس موقع کے لیے ایک دوسرا لفظ مجنب سے مجبیہ کا آیا ہے اس موقع پر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے الفاظ ہیں۔

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک خاتون ان کے پاس فریاد لے کر آئیں ان کی شکایت تھی کہ ان کے شوہر ان کو پہلو کے بل لٹا کر مباشرت کرتے ہیں ان کا کہنا تھا کہ ان کے معاملے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا جائے۔ کیونکہ وہ اسے سخت

ناپسند کرتی ہیں۔ تو نبی ﷺ تک یہ بات پہنچی یا پہنچائی گئی جس پر آپ ﷺ کا جواب تھا کہ کہ اس میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ بات ایک سوراخ تک محدود رہے۔

اس روایت میں مجبیہ کے پیش اور نون بلا تشدید کے زیر باب افعال سے اسم فاعل یا میم کے پیش اور باتشدید نون کے زبر کے ساتھ باب تفعیل سے اسم مفعول ہے۔ جس کی تشریح کرتے ہوئے مسند ابی حنیفہ کے شارح ملا علی قاری حنفی فرماتے ہیں۔

"مجبیہ یعنی کہ دریں حالیکہ میں پہلو کے بل ہوتی ہوں۔ میرے شوہر مجھ سے پیچھے اور آگے دونوں سمتوں سے مجامعت کرتے ہیں جسے میں ناپسند کرتی ہوں۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت کریمہ کی اوپر کی تفسیر اور اس سے متعلق روایات بالا سے آگے' پیچھے' کھڑے' بیٹھے' چت' پٹ' قریب رکوع اور سجدے کی حالت میں اور کروٹ کی صورت وغیرہ اپنی بیوی اور منکوحہ سے مباشرت و مجامعت کی وہ مختلف متعدد اور متنوع صورتیں سامنے آتی ہیں کہ بلاشک و شبہ آج کی ترقی یافتہ جنسیات (sexology) کی بھی شاید ان تک رسائی نہیں۔ ضمناً اس سے شان نزول قرآن کی صحیح حقیقت سامنے آتی ہے کہ آیت کریمہ کا اطلاق و انطباق جن متعدد و متنوع واقعات پر ہو سکے وہ سب اس کے دائرے میں شامل ہوتے ہیں اور ہر ایک کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ آیت کریمہ اس موقع کے لیے نازل ہوئی۔

کوک شاستروں کی تحقیق:

مباشرت کے مختلف اور متنوع طریقوں کو شاستروں کی اصطلاح میں آسن کہا جاتا ہے۔ جنسیات پہ قدیم ہندوستانی کتابوں اور کوک شاستروں میں مباشرت کے چوراسی (۸۴) مختلف آسنوں یا طریقوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن ڈاکٹر کیول دھیر کے بقول چار چھ آسنوں کو چھوڑ کر ان میں سب کے سب فضول اور زیادہ تر ناممکن العمل ہیں۔ ڈاکٹر موصوف نے اپنے کلینک میں جنسی مشورے اور علاج معالجہ کے لیے آنے والے زندگی کے ہر طبقے کے لوگوں کے ایک وسیع جائزے کے بعد مباشرت کے کل چھ آسنوں کو ممکن اور قابل عمل بتایا ہے۔

(ڈاکٹر کیول دھیر۔ سیکس کلینک)

ان میں بھی زیادہ رائج اور زیادہ استعمال میں آنے والے آسن صرف دو ہیں ان چھ آسنوں کی تفصیل یہ ہے۔

1۔ عورت نیچے اور مرد اوپر کی حالت میں ہو۔

2- عورت اور مرد پہلو بہ پہلو کی حالت میں-
3- مرد نیچے اور عورت اوپر کی حالت میں-
4- عورت اور مرد لگ بھگ کھڑے رہنے کی حالت میں-
5- عورت اور مرد آگے پیچھے کی حالت میں-
6- عورت اور مرد بیٹھنے کی حالت میں- (حوالہ سابق)

ڈاکٹر موصوف کے بقول ان چھ آسنوں میں بھی پہلا اور دوسرا طریقہ زیادہ مقبول اور رائج ہیں-

ان آسنوں میں تیسرے آسن یعنی مرد نیچے اور عورت اوپر کی حالت میں اس کے سلسلے میں ہم جماع کی ہیئت کی بحث میں بتا چکے ہیں کہ اسلام کے نقطۂ نظر سے یہ کلیہ حرام اور قابل تعزیر تو نہیں لیکن قرآن و سنت کی تصریحات اور ان کے اشارات کے یہ خلاف ہے اور طبی لحاظ سے بھی مختلف پہلوؤں سے نقصان دہ ہے- اوپر ہم نے زیر بحث آیت کی جو تفسیر اور ان کے شان نزول کی تفصیل بیان کی ہے- اس سے مباشرت کے جو مختلف آسن سامنے آتے ہیں وہ ڈاکٹر کیول دھیر کے بیان کردہ ان آسنوں پر اضافہ ہیں اور سب کو ملا دیا جائے تو مباشرت کے مختلف اسلامی آسن یہ بنتے ہیں-

1- عورت کھڑی ہو مرد بھی کھڑا ہو-
2- عورت بیٹھی ہو اور مرد بھی بیٹھا ہو-
3- عورت بیٹھی ہو اور مرد کھڑا ہو-
4- عورت لیٹی ہو اور مرد آگے کے راستے میں آگے سے مباشرت کرے-
5- عورت لیٹی ہو اور مرد پیچھے کی سمت سے آگے کے راستے میں مباشرت کرے-
6- عورت کروٹ لیٹی ہو اور مرد بیٹھ کر اس سے مباشرت کرے-
7- عورت کروٹ لیٹی ہو اور مرد بھی کروٹ ہی کی حالت میں پیچھے کی سمت سے آگے کے راستے میں مباشرت کرے-
8- عورت چت لیٹی ہو اور مرد کروٹ ہو اور آگے کے راستے میں آگے کی سمت سے مباشرت کرے-
9- عورت قریب رکوع کی ہیئت میں ہو اور مرد پیچھے کی سمت سے آگے کے راستے میں مباشرت کرے-

10- عورت قریب سجدے کی حالت میں ہو اور مرد پیچھے کی سمت سے آگے کے راستے میں مباشرت کرے۔

11- عورت رکوع اور سجدے دونوں کے بیچ کی حالت میں ہو اور مرد آگے کے راستے میں پیچھے کی سمت سے مباشرت کرے۔

آیتہ کریمہ۔ "تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں تو تم اپنی کھیتی میں آؤ جس طرح چاہو۔" (البقرہ) کے عموم میں مباشرت کے یہ سبھی طریقے اور آسن داخل ہیں۔ مرد اپنی شریک حیات کے لیے حسب منشا ان میں جس صورت کا چاہے اپنے لیے انتخاب کرسکتا ہے اور ان میں جس طریقے سے چاہے اپنی بیوی سے مباشرت کرسکتا ہے۔ البتہ جیسا کہ ڈاکٹر کیول دھیر نے کہا ہے مباشرت کے اسلامی آسنوں میں بھی چوتھا' پانچواں' چھٹا آسن ہی زیادہ مقبول آسان اور قابل عمل ہیں خاص طور پر چوتھا طریقہ ہی یعنی عورت چت لیٹی ہو اور مرد آگے سے آگے کے راستے مباشرت کرے۔ جیسا کہ ڈاکٹر دھیر نے بھی کہا ہے۔ مباشرت کا یہ طریقہ عورت کے لیے سب سے زیادہ مبنی بر سہولت ہے اور اسے زیادہ جنسی تسکین عطا کرنے والا ہے۔ اور اس صورت میں وہ جنسی عمل میں زیادہ سرگرمی سے حصہ لے سکتی ہے۔

(سیکس تکنیک)

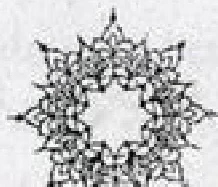
اسلام کے نقطۂ نظر سے بھی مباشرت کا یہی طریقہ سب سے زیادہ افضل اور قابل ترجیح معلوم ہوتا ہے۔ اسلام کے نزدیک عورت کی جنسی تسکین اس کا بنیادی حق ہے عورت کو جو ہمہ جہتی جنسی تسکین مباشرت کی اس صورت میں حاصل ہوتی ہے وہ دوسری کسی صورت میں حاصل نہیں ہوسکتی ہے۔ اس کے علاوہ مباشرت کے وقت بے ستری اور بے حجابی سے اجتناب کی تاکید کی گئی ہے۔ جس کی تفصیل اس سے قبل گزر چکی ہے۔ اس کا زیادہ سے زیادہ لحاظ بھی مباشرت کی اس ہیئت میں ہوسکتا ہے' دوسری تمام صورتوں میں برہنگی اور بے حجابی کا اوسط اس سے بہت بڑھ جاتا ہے۔ مباشرت کی اسی ہیئت میں شوہر اور بیوی دونوں ایک دوسرے کی شرمگاہ کو دیکھے بغیر پوری دلچسپی اور سرگرمی کے ساتھ جنسی عمل سے لطف اندوز ہوسکتے ہیں۔ جب کہ اس سلسلے میں آخری نبی ﷺ کے اسوہ کی تفصیل گزر چکی ہے کہ طرفین میں سے کسی نے کبھی ایک دوسرے کی شرمگاہوں کو نہیں دیکھا۔

اسلام میں بے جا تشدد اور سختی کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔ مسلمان مرد اور عورت مباشرت کے مذکورہ آسنوں میں حسب دل خواہ جس طریقے کو چاہیں اختیار کرسکتے ہیں۔ لیکن

اس تفصیل کے پیش نظر مباشرت کا سب سے اولی اور افضل طریقہ چوتھا اسلامی آسن معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ اس سے پہلے اس کی تفصیل گزر چکی ہے قرآن و سنت کے زیادہ سے زیادہ اشارات مباشرت کے اسی آسن کے حق میں ہیں۔

مباشرت کے دوسرے طریقے تنوع کے لیے ہیں اور تنوع کبھی کبھار اچھا ہوتا ہے۔ عورت کے ساتھ حسن سلوک کا بھی یہی تقاضا ہے کہ اس کے ساتھ مباشرت کا وہی طریقہ اختیار کیا جائے جو اس کے لیے زیادہ سے زیادہ قابل ترجیح' مبنی بر سہولت اور اسے پوری طرح جنسی آسودگی اور جنسی تسکین عطا کرنے والا ہو۔

جیسا کہ ماہرین نے کہا ہے خاص طور سے نئے شادی شدہ جوڑوں کے لیے مباشرت کا یہی طریقہ سب سے بہتر اور مفید ہے۔ مباشرت کے دوسرے مختلف اور متنوع طریقوں کے لیے تجربہ کی ضرورت ہے اور تجربہ کے لیے وقت درکار ہوتا ہے۔ (بحوالہ نظریہ جنس)



مباشرت کے راز ظاہر کرنا

سائنسی انکشافات:

یونیورسل ریسرچ آف جینٹکس کے ماہرین کے مطابق جب مرد دوران جماع کے مراحل کو عام کرتا ہے تو اس کے اعصابی نظام میں کھچاؤ آجاتا ہے اور اس کی دماغی صلاحیتیں ختم ہو جاتی ہیں اور جسم کھنچا کھنچا رہتا ہے۔

ماہرین کے مطابق ایسا آدمی یادداشت بھی کھو سکتا ہے۔ اس کے جسم سے مسلسل منفی لہریں نکلنا شروع ہو جائیں گی۔ (بحوالہ ایڈز)

پیری پچیل کی تحقیق:

آکسفورڈ کی ماہر جنسیات خاتون کی سالہا سال کی تحقیق کے مطابق جو مرد یا عورتیں جماع کے حالت اور واقعات اپنے دوستوں کو بتاتے ہیں معاشرتی طور پر ان کی شادیاں ناکام یا پھر غموں دکھوں سے لبریز ہوتی ہیں۔

میں نے کئی لڑکیوں کو اپنی سہیلی سے جماع کے حلات سن کر اس کے شوہر پر عاشق ہوتے دیکھا ہے۔ اس طرح ان کے گھر تباہ ہو گئے۔ کیونکہ لڑکی اپنے شوہر کی ہم بستری کے حالات جب اپنی سہیلیوں کو بتاتی ہے تو بعض لڑکیاں اس لڑکے یعنی سہیلی کے شوہر کو دیکھنے کا شوق رکھتی ہیں۔ بلکہ بعض کے ذہن میں یہ بات بھی اتر آتی ہے کہ ہم بھی اس سہیلی کے شوہر کے بستر کی زینت بنیں۔ اس طرح کئی گھرانے تباہ ہوئے۔

بالکل یہی صورت حال اس مرد کی ہے جو دوستوں کے درمیان بیٹھ کر اپنی جنسی خاص طور پر سہاگ رات یا جماع کے حالات اور کیفیات کا احوال دوستوں کو سناتا ہے۔ اس کا

نقصان ان دوستوں کو بھی ہوتا ہے جو یہ حالات سُن رہے ہوتے ہیں۔ اگر وہ جنسی طور پر کمزور ہوتے ہیں تو ڈپریشن اور وہم کا شکار ہو جاتے ہیں اور اگر وہ طاقت ور اور جنسی طور پر قوی ہوتے ہیں تو ان کا ذہن فوراً اس لڑکی کی طرف جاتا ہے جو کہ ان کے دوست کی بیوی ہے' یوں یہ حالات گھروں کے اجاڑنے کا باعث بن جاتے ہیں۔ (دوستی کے رموز)

عورت سے پاخانے کی راہ ہم بستری کرنا

زیر نظر سطور میں ایک یورپین خاتون کے مشاہدات ملاحظہ فرمائیں۔

ڈاکٹر پیری پچیل کے ساتھ ظلم وستم:

میرے بوائے فرینڈ لوتھر کی محبت عروج پر تھی۔ وہ حد درجہ جنسی ذہن کا آدمی تھا۔ لیکن ایک چیز سے میں سخت گھبراتی تھی کہ جب وہ مجھے پیچھے (پاخانے کی راہ) سے اپنا عضو داخل کرتا کیونکہ میں ایک نازک بدن عورت ہوں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ میں ڈاکٹر ہوں۔ میں نے پہلے تو کئی بار منع کیا لیکن لوتھر نہ مانا آخر کار ایک دن میں مجبور ہو گئی اور اس کے لیے الٹی ہو گئی' اس نے جب اپنا عضو شدت سے میرے عقبی راستے سے اندر کیا تو میری چیخیں نکل گئیں' حتیٰ کہ میں بے ہوش ہو گئی لیکن اس کے باوجود لوتھر نے مجھے نہ چھوڑا۔ جب میں ہوش میں آئی تو میرے عقبی راستے سے خون ٹپک رہا تھا اس کے باوجود دوستی اور الفت نے مجھے اس سے شکوہ کرنے سے روکا۔ ٹھیک تین دن کے بعد اس نے پھر عقبی راستے سے مجھے استعمال کرنا شروع کیا۔

لوتھر کی عادت:

حتیٰ کہ اس بار درد اور زیادہ ہوا کیونکہ سابقہ زخم میرے درد کو اور بڑھا رہے تھے میں نے اس بار سخت گریز کیا لیکن لوتھر کی ضد مقابل آئی۔

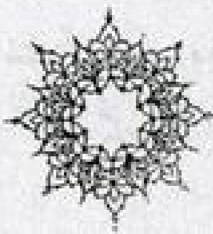
پھر لوتھر نے مجھے آگے سے کم اور پیچھے سے زیادہ استعمال کرنا شروع کر دیا۔ میں نے محسوس کیا کہ مجھے قبض ہونا شروع ہو گئی۔ میں نے رافع قبض گولیاں لیں لیکن وقتی فائدہ ہوا۔ آخر کار گولیاں کھا کھا کر میں تھک گئی لیکن افاقہ نہ ہوا۔ مجھے محسوس ہوا میری ریکٹم (فضلہ کی نالی) میں ورم ہو گیا ہے۔ جب میں نے اپنے سینئرز کو چیک کرایا تو انہوں نے

انکشاف کیا کہ آپ کی ریکٹم میں ورم اور سوزش پیدا ہوئی جو کہ بڑھتی گئی حتیٰ کہ زخم میں بدل گئی۔ زخم بڑھتا گیا حتیٰ کہ یہ زخم کینسر بن چکا تھا۔ میں سخت گھبرائی میں نے لوتھر کو خیرباد کہہ دیا۔ علاج کے لیے آپریشن تجویز ہوا کئی گھنٹوں کے آپریشن کے بعد وہ حصہ کاٹ دیا گیا آٹھ ماہ کی سخت تکلیف کے بعد میں اپنی ڈیوٹی پر گئی۔

اس لیے میری تجویز یہی ہے کہ ہر مرد اور عورت اس عمل سے گریز کرے۔

این آر واچل کی کہانی:

مجھے عادت پڑ گئی کہ میں اپنی بیوی کے عقبی سوراخ سے لطف اندوز ہوں' ایسا کرتے ہوئے کچھ عرصہ ہو گیا۔ لیکن ایک دن میں نے اپنے عضو خاص پر ایک زخم محسوس کیا۔ پہلے تو میں نے توجہ نہیں کی' آخر کار یہ زخم بڑھتا گیا تو مجھے احساس ہوا۔ ٹیسٹ رپورٹ کا رزلٹ سامنے آیا تو واضح ہوا کہ مجھے آتشک ہو گیا ہے جو کہ اتنا خطرناک مرض ہے اور نسلوں تک جاتا ہے (خاص طور پر وائرس آتشک) میں نے علاج شروع کیا میرا عضو خاص سکڑنا شروع ہو گیا۔ حتیٰ کہ بالکل چھوٹا اور باریک ہو گیا۔ میں عورت کے قابل نہ رہا۔ علاج سے میرے زخم تو ختم ہو گئے لیکن میری جنسی زندگی ختم ہو گئی۔ (سیکس اینڈ ہیلتھ)



جنسی تسکین کا وسیع دائرہ

شادی اور نکاح کے مقاصد کی فی الجملہ تکمیل کرتے ہوئے فی حد ذاتہ جنسی تسکین دوسرے لفظوں میں غیر بار آور مباشرت اور بذات خود جنس سے لطف اندوزی سے اسلام کو کوئی چڑ نہیں ہے۔ بلکہ جیسا کہ تفصیل گزری اسلام میں شادی اور نکاح کا یہ خود ایک مستقل مقصود و مطلوب عمل ہے۔ جنسی زندگی میں بقائے نسل اور افزائش نسل کے مقصود اول کو نگاہ میں رکھتے ہوئے اور اعتدال و توازن کے تقاضوں کو ادا کرتے ہوئے رشتہ ازدواج سے بندھ کر آدمی بھرپور طریقے پر اپنے جنسی جذبات کا سامان کر سکتا ہے۔ شادی کے حصار میں رہ کر جنس سے قدغن نہیں ہے۔ بلکہ معاشرے کو صاف ستھرا اور جنسی لحاظ سے زیادہ سے زیادہ پاکباز رکھنے کے مقصد سے وہ اس کی حوصلہ افزائی کرتا اور اسے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اس کا اندازہ کرنے کے لیے ہمیں جنسی تسکین کے وسیع دائرے پر نگاہ ڈالنی چاہیے۔ جسے اسلام اپنے ماننے والوں کے لیے فراہم کرتا ہے۔

مباشرت کی آزادی:

جنسی زندگی میں فی الجملہ بقائے نسل کے مقصود اعظم کو نگاہ میں رکھتے ہوئے انسانی فطرت کے عین تقاضے سے اسلام بذات خود جنس سے لطف اندوزی کی پوری پوری اجازت دیتا ہے بلکہ اسے استحسان کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت مباشرت کی آزادی ہے۔ جسے اسلام اپنی بیوی کی نسبت سے مسلمان خاوند کو فراہم کرتا ہے۔ مسلمان خاوند اپنی بیوی سے جائز طور پر کن متنوع اور مختلف طریقوں سے مباشرت کر سکتا ہے' اس سے پہلے جماع کے آداب میں اس کی پوری تفصیل گزر چکی ہے۔ اسلام میں اپنی منکوحہ سے مباشرت و مجامعت کی یہ آزادی اس بات کے ثبوت کے لیے بہت کچھ کافی ہے کہ بجائے خود جنس سے

لطف اندوز ہونا اسلام کے نزدیک کوئی جرم اور گناہ نہیں ہے۔ رشتہ ازدواج کے اندر اسلام بھرپور جنسی زندگی کا قائل ہے۔ حدود و آداب کی رعایت سے جنسی تسکین بجائے خود ایک دینی وظیفہ ہے۔ جو حق تعالٰی کی نظروں میں محبوب اور پسندیدہ ہے۔ بندہ مومن حدود اللہ کی رعایت سے اپنی زندگی کی ہر سرگرمی کی طرح بجا طور پر جنسی سرگرمی پر بھی اجر و ثواب کا مستحق قرار پاتا ہے اور معاملہ قیاس اور انسباط کا نہیں۔ نبی ﷺ نے صاف طور پر اس کی صراحت فرمائی ہے۔ ارشاد گرامی کا حوالہ بھی گزر چکا ہے۔ جس میں کسی قید اور شرط کے بغیر علی الاطلاق رشتہ ازدواج کے اندر حلال طریقے پر جنسی تسکین کو آپ ﷺ نے صدقہ (نیکی) یا صدقہ جیسی نیکی سے تعبیر فرمایا۔ (صحیح مسلم)

کنواری سے شادی:

اسلام اولاد کی طلب کے علاوہ بذات خود جنسی زندگی کو زیادہ سے زیادہ خوشگوار دیکھنا چاہتا ہے۔ اس کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے کنواری سے نکاح کو پسند کیا ہے اور اس کی ترغیب دی ہے۔ شادی سے مقصود صرف اگر اولاد کی طلب ہو تو عورت کنواری ہے یا شوہر آشنا اس سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا۔ لیکن جب آپ ﷺ نے کنواری سے نکاح کو زیادہ پسند فرمایا اور اس کی ترغیب دی تو اس سے صاف طور پر یہی بات سامنے آتی ہے کہ رشتہ ازدواج سے منسلک ہو کر بجائے خود جنس سے لطف اندوز ہونا شادی کا مستقل مقصود و مطلوب ہے اور قباحت کے کسی شائبہ کے بغیر محمود و مستحسن ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ کا مشہور واقعہ ہے کہ آپ ﷺ کو ان کی شادی کا علم ہوا تو سب سے پہلے ان سے یہی دریافت فرمایا کہ تم نے شادی کنواری سے کی ہے یا دواہ سے ان کے اس جواب پر کہ میں نے دواہ سے شادی کی ہے آپ ﷺ نے رکے بغیر فرمایا۔ "کیوں نہ تم نے کسی کنواری سے شادی کی تم اس کھیل کرتے اور وہ تم سے کھیل کرتی۔" (بخاری جلد نمبر ۱)

دوسری روایت میں الفاظ ہیں۔ تم اس سے کھیل کرتے اور وہ تم سے کھیل کرتی اور تم اس سے ہنسی مذاق کرتے اور وہ تم سے ہنسی مذاق کرتی۔ (مسلم حوالہ سابق)

حضرت جابر بن عبداللہ نے اپنے جذبات کی قربانی دے کہ کنواری کی بجائے دواہ سے نکاح خانگی مصلحت سے کیا تھا۔ ان کے والد کے انتقال کے بعد ان کی نو یا سات بہنیں بے سہارا ہو گئی تھیں۔ نبی ﷺ کی طرف سے کنواری لڑکی سے نکاح کی ترغیب کے مذکورہ

ارشاد کے بعد آپ نے اس کی وضاحت فرمائی کہ ان کمسن اور نگرانی کی محتاج بہنوں کے درمیان میں کم عمر کنواری اور ناتجربہ کار لڑکی کا لانا پسند نہیں کیا اس وقت ان بہنوں کی نگرانی اور دیکھ بھال کی جو ضرورت ہے اسے عمر رسیدہ دواہ ہی پورا کر سکتی ہے۔

(مسلم حوالہ مذکور نسائی)

کنواری کے مقابلے میں دواہ اپنے اندر مختلف پہلوؤں سے کمی رکھتی ہے۔ اپنے جنسی تسکین کے فطری نقص کے علاوہ بسا اوقات دواہ کا دل اپنے پہلے شوہر سے لگا ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے بھی آدمی کی جنسی زندگی مطلوبہ خوش گواری سے محروم رہ سکتی ہے۔ نبی ﷺ نے دوسری حدیث میں اس پہلو سے بھی کنواری لڑکی سے نکاح کی تاکید ہے۔

"کنواری سے شادی کرو اس لیے کہ یہ ٹوٹ کر محبت کرنے والی اور بہت کم کسی کے بھکاوے میں آنے والی ہوتی ہے۔" جنت کی نعمتوں کے بیان میں حوروں کے سلسلے میں قرآن نے بھی بار بار اس کا حوالہ دیا ہے وہ کنواری ہوں گی اور اس سے پہلے جن وانس کسی نے انہیں ہاتھ نہ لگایا ہوگا۔

(بحوالہ نظریہ جنس)

کنواری سے شادی اور جدید سائنس:

شادی عورت سے جس عمر میں بھی کی جائے قانوناً اور اخلاقاً جائز ہے۔ لیکن اسلام نے کنواری عورت اور خوبصورت کے ساتھ شادی کو ترجیح دی ہے اس ضمن میں ایک سائنسی تحقیق بھی ملاحظہ فرمائیں۔

ڈاکٹر پروفیسر کیوراڈبنر کے مشاہدات:

پچھلے سوالات میں کنواری لڑکی سے شادی کی بحث چلی۔ میرے تجربات میں جوانی کی شادی اور خاص طور پر لڑکی کنواری ہونا صحت کی کامیابی کی دلیل ہے۔ اس کے اثرات مرد اور عورت دونوں پر مثبت پڑتے ہیں۔

مرد کی قوت جنس دراصل ایک خاص رطوبت اور ہارموز سے زیادہ ہوتی ہے جو کہ کنواری عورت کے رحم سے بوقت جماع منسرنج ہوتی ہے۔ یہ رطوبت مرد میں نہ صرف مردانگی قوت پیدا کرتی ہے بلکہ اس مرد میں اعصابی نظام کو خوب طاقت دیتی ہے۔ اس کے پٹھوں میں کھچاؤ اور تناؤ کو ختم کرنے میں ممد ومعاون ثابت ہوتی ہے۔ میرے تجربات ایسے

مردوں کے بارے میں بالکل واضح ہیں کہ ان کی صلاحیتیں بڑھتی رہتی ہیں۔ ذہن مطمئن رہتا ہے۔ ایک خاص نکتہ جو میرے تجربات میں عرصہ چالیس سال سے مسلسل آرہا ہے یہ ہے کہ ایسے مرد پیچیدہ ذہنی اور نفسیاتی امراض سے محفوظ رہتے ہیں۔ ان میں خودکشی کے رجحانات کم سے کم ہوجاتے ہیں۔ ذہنی ناآسودگی ختم اور دلچسپی شروع ہوجاتی ہے۔

جس طرح یہ اثر مردوں میں پڑتا ہے۔ بالکل اسی طرح عورت کی خواہش بھی ایک خوبصورت طاقتور اور جوان مرد کے بارے میں زیادہ ہوجاتی ہے۔ اور اگر اس صلاحیت کے مرد میسر آجائیں تو یقیناً اس کے اثرات عورتوں پر مثبت ہوتے ہیں۔

(سیکس نوجوانوں کے لیے)

واقعات و مشاہدات:

ایک صاحب کی بیوی دوران حمل فوت ہوگئی۔ دو بچے بھی پہلے سے موجود تھے موصوف ایک شریف اور معقول آدمی تھے سخت پریشان رہے۔ بارہا ان سے شادی کے بارے میں مشورہ کیا گیا لیکن گریز کرتے رہے۔ آخر وجہ پوچھی تو کہا کہ دراصل میں کنواری سے شادی کرنا چاہتا ہوں اور وہ مجھے شاید میسر نہ ہوسکے۔

آخر کار جدوجہد کے بعد کنواری لڑکی سے شادی ہوگئی اور میں نے اس واقعہ کے بعد اس کی آسودہ زندگی شاید ہی کسی کی دیکھی ہو اس کی وجہ مندرجہ ذیل ہے۔

- اس سے قبل اس کی ازدواجی زندگی مطمئن تھی لیکن بیوی کی وفات کے بعد غیر مطمئن اور ناآسودہ ہوگئی۔ اس پریشانی میں موصوف بہت پریشان حال رہنے لگے۔ کاروبار سے توجہ ہٹ گئی حتیٰ کہ وہ نفسیاتی مریض بن گئے۔
- موصوف کی جنسی طلب اسے عورتوں کی طرف مائل کرتی بلکہ بعض حسین و جمیل عورتیں اس کی طرف متوجہ ہوتیں لیکن اس نے ضبط نفس کا دامن نہ چھوڑا۔
- دوسری شادی کے بعد اس میں مسلسل توازن قائم ہوگیا۔ وہ نفسیاتی امراض سے چھٹکارا پاگیا اور پرسکون زندگی گزارنے لگا۔

بیمار تندرست:

ایک صاحب کا واقعہ نگاہوں کے سامنے ہے۔ موصوف عرصہ دراز سے ٹی۔ بی کے

مرض میں مبتلا تھے۔ علاج معالجہ کرنے کے باوجود افاقہ نہ ہوا کسی نے علاج بتایا کہ چونکہ اس وقت تمہارے پاس بیوی نہیں ہے عرصہ بارہ سال قبل طلاق ہوگئی تھی لہٰذا کسی مناسب عورت سے شادی کرلو۔

موصوف نے تلاش بسیار کے بعد شادی کرلی۔ حیرت انگیز واقعہ ہوا کہ مریض روز بروز تندرست ہونے لگا۔ حتیٰ کہ انہی ادویات سے جن سے پہلے افاقہ نہیں ہوتا تھا' بالکل تندرست ہوگیا۔

بے شمار ایسے جوان مشاہدے میں آئے ہیں جن کی شادی کنواری لڑکی سے ہوئی ان کے خیالات پاکیزہ' جذبات مثبت اور کردار بلند ہوگیا۔

عورتوں کے ختنہ:

نصوص دین کے مطالعہ سے دوسرے پہلو بھی سامنے آتے ہیں۔ جن کا مفاد یہ ہے کہ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوکر جنس سے لطف اندوزی بجائے خود اسلام کا ایک مستقل مطلوب و مقصود ہے۔ انہی میں ایک چیز عورتوں کا ختنہ ہے۔ ابتداء اسلام میں عورتوں کے بھی ختنے کا رواج تھا۔ اس ختنے میں عورت کی شرمگاہ کے اوپر کا چمڑا جو پیشاب کے راستے سے متصل ہوتا ہے اور جس کی شکل مرغی کی کلغی کی مانند ہوتی ہے اسے کاٹ دیا جاتا۔(نیل الاوطار)

مردوں کے ختنے کی طرح اس ختنے کی ماہر عورتیں ہوتی تھیں۔ جو یہ خدمت انجام دیتی تھیں۔ حضرت ام عطیہ انصاری کی روایت ہے کہ مدینہ میں ایک خاتون تھیں جو عورتوں کے ختنے کا کام کرتی تھیں۔ ایک موقع پر رسول خدا ﷺ نے ان کو ہدایت کی۔

"چمڑے کو زیادہ گہرائی سے نہ کاٹو اس لیے کہ ایسی صورت میں عورت کو زیادہ لطف ملتا ہے اور شوہر کو زیادہ پسند ہے۔" (ابو داؤد جلد نمبر۲)

روایت کے دوسرے الفاظ ہیں۔

"ہاتھ سے سنبھال کر کاٹو زیادہ گہرا نہ کاٹو کہ ایسی صورت میں شوہر کو زیادہ مزا ملتا ہے اور چہرہ زیادہ کھلتا ہے۔"

اس حدیث سے یہ تو پتہ چلتا ہی ہے کہ صدر اول میں سرجری کا فن کتنا ترقی یافتہ تھا۔ کہ لڑکی کے ختنے کا نازک اور باریک آپریشن آسانی اور بے تکلفی سے کرلیا جاتا تھا۔ اس سے جنس (sex) کے سلسلے میں اسلام کے نقطۂ نظر کا بھی بہت ہی صاف اور واضح انداز میں پتہ چلتا

ہے۔ حدیث میں رسول ﷺ نے لڑکی کے ختنے میں زائد چمڑے کے کاٹنے میں مبالغہ سے اجتناب کی علت صاف طور پر بیان فرمائی کہ اس سے عورت اور مرد دونوں کو بھرپور جنسی لطف اندوزی میں مدد ملتی ہے۔ ظاہر ہے جنس (Sex) کا مقصود اگر صرف اولاد کی طلب ہو تو لڑکی کا ختنہ ہو نہ ہو اور جس انداز سے بھی ہو اس مقصد کے حصول میں اس سے کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔ لڑکی کے ختنے میں نبی ﷺ کی اس ہدایت کا واضح اشارہ ہے کہ بذات خود جنس سے لطف اندوزی اسلام کا مستقل مطلوب و مقصود ہے اور اس مطلوب و مقصود کے حصول میں جو چیز بھی معاون اور مددگار ہو اس کا زیادہ سے زیادہ خیال اور لحاظ رکھنے کی ضرورت ہے۔ حکیم الامت حضرت عمر بن الخطاب ﷺ نے بھی ایک موقع پر ایک ختنہ کرنے والی عورت کو یہی ہدایت فرمائی۔

"کھینچ کر چمڑے کو کاٹو تو اس کا کچھ حصہ باقی رہنے دو۔" (المغنی لابن قدامہ)

مسئلہ کے لحاظ سے مرد کا ختنہ واجب ہے اور عورت کا ختنہ پسندیدہ اور بہتر ہے۔

(حوالہ سابق)

اس مضمون کی ایک حدیث بھی ہے کہ مردوں کے لیے ختنہ سنت اور عورت کے حق میں پسندیدہ اور مکرمہ ہے۔ (حوالہ مذکور)

دوسرے قول کے مطابق مردوں کی طرح عورتوں میں بھی ختنہ اسی طرح مشروع ہے۔

(حوالہ سابق)

چنانچہ امام شافعیؒ کے نزدیک مردوں اور عورتوں دونوں کا ختنہ یکساں واجب ہے۔

(شرح نووی مع المسلم)

البتہ لڑکے کے ختنے کو اعلانیہ اور لڑکی کے ختنے کو چھپا کر کرنا مسنون ہے۔

(فتح الباری)

البتہ اس کو کھینچ کر کاٹنے (خفض) کے سلسلے میں ایک رائے کے مطابق مشرق اور مغرب کی عورتوں کے درمیان فرق رکھا گیا ہے۔ مغرب کی عورتوں میں چونکہ زائد چمڑا برائے نام ہوتا ہے۔ جب کہ اس کا کاٹنا مشروع ہے۔ اس لیے اسے کھینچ کر کاٹنے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ مشرق کی عورت میں چونکہ اس کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے اسے کھینچ کر کاٹا جائے گا۔ (فتح الباری)

اس کی روشنی میں آج کے حالات میں دنیا کے مختلف خطوں کی صورت کے پیش نظر

مقامی طور پر لڑکیوں کے ختنے کے مطلوبہ پسندیدہ طریقے کے سلسلے میں رائے قائم کی جاسکتی ہے۔ وجوب غسل کی مشہور حدیث جب مرد عورت دونوں کے ختنے ایک دوسرے سے مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ (مسند احمد)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ صدر اسلام میں مردوں کی طرح عورتوں کے ختنے کا بھی عام رواج تھا۔ جس طرح مردوں کا ختنہ ہوتا ہے اسی طرح عورتیں بھی ختنہ کراتی تھیں۔

(المغنی لابن قدامہ)

کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ خاص طور پر سرجری کی ترقی کے اس دور میں سنت نبوی ﷺ کو زندہ کیوں نہیں کیا جاتا۔

ڈاکٹر ایڈمن کے نظریات:

مشہور زمانہ فزیالوجسٹ ڈاکٹر ایڈمن نے ختنہ کے متعلق مندرجہ ذیل تحقیق کی ہے۔

ایسی خواتین جن کا گوشت بڑھا ہوا ہوتا ہے اگر ان کے کچھ حصہ خاص احتیاط سے کاٹ لیا جائے تو ایسی عورتیں زندگی کی مسرت اور خوشی سے واقعی آشنا ہو جائیں گی۔

بعض اوقات حمل نہ ہونے کی وجہ یہی گوشت کا بڑھنا ہے۔ مریض علاج پر علاج کیے جاتے ہیں لیکن اس طرف ان کی توجہ بالکل نہیں جاتی میرے مشاہدے میں بعض ایسی خواتین بھی آئی ہیں جن کے اوپر کا چمڑا بڑھا ہوا تھا اور کوئی مرد بھی ان سے لطف اندوز نہیں ہو سکتا ہے۔ وہ عورتیں معاشرے پر بوجھ تھیں میں نے ان کا ہلکا آپریشن کیا تو واقعی ان کی زندگی پر لطف ہو گئی۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہی گوشت متورم ہو جاتا ہے ایسی حالت میں عورت مرد کے عمل مباشرت سے گریز کرتی ہے کیونکہ مرد کا عضو خاص جب اس حصے کو چھوتا ہے تو عورت کو سخت تکلیف محسوس ہوتی ہے حتیٰ کہ یہ ورم بڑھتی رہتی ہے آخر کار پھٹ کر زخم بن جاتا ہے۔ میرے تجربے کے مطابق عورتوں کا گوشت اگر بڑھا ہوا ہے تو ان کا ختنہ ضروری ہے۔

(فزیالوجی اینڈ اناٹومی)

ڈاکٹر کے آر نرائن کے مشاہدات:

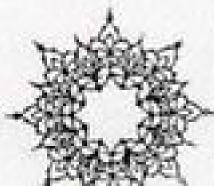
ہندوستان کے مشہور محقق ڈاکٹر کے۔ آر۔ نرائن نے ہندوستانی عورتوں پر مسلسل

تجربات کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا ہے۔

ہندوستانی عورتوں کو زیادہ ختنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ان کی شرمگاہ کے اوپر زیادہ گوشت بڑھا ہوا نہیں ہوتا ہے۔

بعض اقوام میں ایسے عمل کی ضرورت ہے۔ خاص طور پر افریقی قبائل میں اب تک اس عمل کا رواج ہے۔

میں نے ایسی عورتوں کا مشاہدہ بھی کیا ہے جن کا یہ گوشت بڑھا ہوا تھا ان کی ہلکی سی سرجری کی وہ بالکل معمول کی زندگی گزارنے لگیں۔ (جنس' جوانی اور ہم)



جوڑ کا نکاح

اسلام میں جوڑ کے نکاح کی ترغیب اور اس کی اجازت بھی اسی حقیقت کی مظہر ہے کہ دین فطرت کے نزدیک اولاد کی طلب اور اس کی ضرورت سے قطع نظر بذات خود جنسی زندگی کی خوشگواری اور فی حد ذاتہ جنس سے لطف اندوزی' کسی بھی درجے میں' ایسی کوئی چیز نہیں جس پر ناپسندیدگی کا یا ناگواری کا اظہار کیا جائے۔

اس کے برعکس جوڑ کے نکاح اور اس کی ترغیب اور اجازت دے کر اس کے مطلوب و مقصود ہونے کی صاف صراحت کردی ہے اسلام کو جوڑ کا نکاح پسند ہے اور اس کی ترغیب دیتا ہے۔ بے جوڑ نکاح کو وہ ناپسند کرتا ہے اور اپنے ماننے والوں کو اس سے بچنے اور دور رہنے کی تاکید کرتا ہے قرآن وسنت کی مختلف تصریحات واشارات اس کے حق میں ہیں۔

جوڑ کے نکاح کے سلسلے میں بہت سی باتوں کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ اس کے اصطلاحی نام کفارت کی تفصیلات معلوم اور معروف ہیں۔ (اسلام کا تصور مساوات)

انہی میں ایک چیز خوبصورتی اور حسن وجمال بھی ہے۔ شادی میں لڑکے اور لڑکی دونوں کا حق ہے کہ ان کا جوڑا' جوڑ کے دوسرے اسباب و عوامل کے ساتھ من پسند اور قبول صورت ہو۔ حدیث میں شادی میں جن چند چیزوں کا لحاظ رکھا جاتا ہے ان میں حسن وجمال و خوب صورتی کو شامل قرار دے کر اس کی صراحت کردی گئی ہے۔ (بخاری جلد ۲) کہ لڑکا اور لڑکی دونوں کی یہ خواہش کہ ان کا ہونے والا شریک حیات حسن وجمال سے آراستہ اور انہی ہر طرح سے قابل قبول اور پسندیدہ خاطر ہو۔ جس سے طرفین کی ذہنی اور نفسیاتی تسکین کے علاوہ ان کی بھرپور جنسی آسودگی اور اطمینان کا سامان ہوسکے۔ یہ کوئی عیب اور برائی نہیں ہے دوسرے موقع پر فرمایا شادی سے پہلے اپنے شریک حیات کو دیکھ لینا مناسب ہے اس سے رشتہ نکاح کی پائداری کا سامان ہوتا ہے۔ (ترمذی جلد ابواب النکاح)

آپ ﷺ نے اس کی پسندیدگی اور مطلوبیت کی مزید صراحت فرمادی۔ کسی ناشائستگی کے شائبہ کے بغیر مرد و عورت دونوں کا حق ہے کہ وہ شادی سے پہلے اپنے ہونے والے جوڑے کے ہر پہلو سے قابل قبول ہونے کی یقین دہانی حاصل کریں۔ اسی طرح شادی کے بعد لڑکے اور لڑکی دونوں کے لیے طلاق اور علیحدگی کی بالکل جائز اور درست بنیاد موجود ہے کہ شوہر یا بیوی ایک دوسرے کے لیے محض اپنی ظاہری شکل و صورت اور جنسی آسودگی کے پہلو سے قابل قبول نہیں ہے مرد تو مرد عورت کو بھی یہ حق اور اختیار اسی طرح حاصل ہے۔ صدر اول میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔

حضرت رفاعہ قرظی کی بیوی کا مشہور واقعہ ہے حضرت رفاعہ نے انہیں تین طلاقیں دیں۔ تو ان کی شادی حضرت عبدالرحمان بن زبیر رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔

انہیں اپنے دوسرے شوہر سے شکایت ہوئی کہ وہ ان کی بالکل برائے نام اور ناقابل لحاظ جنسی تسکین ہی کی اہلیت رکھتے ہیں۔ وہ اپنا مقدمہ لے کر رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ ﷺ نے اس پر کسی ناپسندیدگی اور ناگواری کا اظہار نہیں کیا بلکہ ان کا مقدمہ سننے کے بعد آپ ﷺ مسکرادیے۔

ہرچند کہ انہوں نے لفظوں میں اس کا اظہار نہیں کیا لیکن یہ خاتون چاہتی تھی کہ انہیں اپنے دوسرے شوہر سے فوری چھٹی مل جائے اور دوبارہ وہ حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلی جائیں۔ آپ ﷺ نے اس سے منع نہیں فرمایا اور ان کی خواہش پر کوئی نکیر نہیں کی۔ البتہ چونکہ ازروئے شرع عورت تین طلاق کے بعد اپنے پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح اسی صورت میں کرسکتی ہے جب کہ دوسرے شوہر سے اس کا ہلکے اور بالکل معمولی انداز ہی میں سہی پورا زن و شوئی تعلق قائم نہ ہو جائے۔ اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے پہلے شوہر رفاعہ کے پاس تم دوبارہ واپس اسی وقت جاسکتی ہو جب کہ دوسرے شوہر سے تمہارا ہلکا اور معمولی سہی پورا جنسی تعلق قائم ہو جائے۔

(ان خاتون نے اپنی یہ شکایت بڑی بے باکی اور جرات سے بالکل کھلے انداز میں اور بڑے صریح لفظوں میں رکھی تھی۔ یہاں تک کہ مجلس میں موجود بزرگ صحابہ کے لیے اس کا انگیز کرنا مشکل ہو رہا تھا۔ ان کے دوسرے شوہر کو ان کا یہ دعویٰ تسلیم نہیں تھا انہوں نے محاورے کے تحت الفاظ استعمال کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اپنی بیوی کی بھرپور جنسی تسکین کی صلاحیت رکھتا ہوں۔ اصلاً یہ عورت نافرمان ہے اور اس کا دل اپنے پہلے شوہر سے لگا ہوا ہے

اس لیے یہ مجھ پر الزام تراشی کر رہی ہے۔)

اس سے بھی زیادہ صریح واقعہ حضرت ثابت بن قیس کی بیوی کا ہے۔ انہوں نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر صاف لفظوں میں اعتراف کیا کہ دینی اور اخلاقی پہلو سے میرے لیے اپنے شوہر پر کسی جہت کا کوئی موقع نہیں ہے لیکن دوسرے اسباب سے ان کو ان سے سخت ناگواری تھی۔ اس لیے انہوں نے اندیشہ ظاہر کیا کہ شوہر کے حقوق میں کوتاہی کر کے اسلام میں رہتے ہوئے کہیں انہیں کفر کی چھوت نہ لگ جائے۔ ان کے شوہر نے انہیں مہر میں پورا ایک باغ دے رکھا تھا۔ چونکہ یہاں جدائی کا مطالبہ عورت کی طرف سے تھا اور مسئلہ کی رو سے یہ خلع کی صورت بن رہی تھی۔ جس میں عورت کے لیے مہر کا واپس کرنا ضروری ہے۔ اس بناء پر آپ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ تم انہیں ان کا باغ واپس کر سکتی ہو۔ جس کی واپسی ضروری ہے۔ انہوں نے رکے بغیر کہا ہاں ہاں' ضرور۔ اس پر آپ ﷺ نے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اپنا باغ قبول کر لو اور انہیں طلاق دے دو۔

(بخاری جلد نمبر۲)

روایت کی تفصیلات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ خاتون گوری چٹی اور بہت خوبصورت تھیں۔ جب کہ ان کے شوہر اتنے ہی بدصورت کالے کلوٹے اور پستہ قد تھے انہوں نے اسلام میں رہتے ہوئے کفر کے اندیشے کا اظہار اسی وجہ سے کیا تھا کہ اپنی بڑھی ہوئی طبعی ناگواری کے باعث مبادا شوہر کی نافرمانی اور اس کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی ہو اور انہیں اس کے لیے خدا کے حضور جوابدہی کرنی پڑے۔ (فتح الباری)

اسی وجہ سے خیار عیب اسلام فقہ کی ایک مستقل بحث ہے۔ شوہر اور بیوی جو بھی عیب دار ہو فریقین میں سے ہر ایک کو اختیار ہے کہ وہ رشتہ نکاح کو لوٹا دے اور اسے مسترد کر دے۔ چنانچہ شوہر جن عیوب کی بناء پر نکاح کو لوٹا سکتا ہے اور عورت سے چھٹکارا حاصل کر سکتا ہے ان میں اس کو پاگل پن 'کوڑھ' برص اور شرمگاہ کی ایسی بیماری ہی نہیں ہے جس کی وجہ سے اس سے خاص زن و شوئی تعلق قائم کرنے میں رکاوٹ ہو' فقہا کی ایک جماعت کے نزدیک مرد عورت کے کالے ہونے اس کے گنجے پن اور اس کی شرمگاہ اور منہ کی بدبو کی وجہ سے بھی رشتہ نکاح کو لوٹا سکتا ہے اور عورت سے بالکل جائز طور پر چھٹکارا حاصل کر سکتا ہے۔ (ہدایتہ المجتہد)

اسی طرح عورت جن عیوب کی بناء پر خلع کے ذریعہ سے علیحدگی حاصل کر سکتی ہے اس

میں مرد کا صرف نامرد (عنین) بدھی (خصی) اور مقطوع الذکر (عیوب) ہونا ہی نہیں ہے۔ (ہدایۃ المجتہد) بلکہ اس سے ہٹ کر صرف اس بناء پر کہ عورت محض ظاہری شکل وصورت کی بناء پر مرد کو ناپسند کرتی ہے' جس سے اس کی جنسی ناآسودگی کا خطرہ پیدا ہوتا ہے اور اپنی طبعی نفرت کی بناء پر وہ اس کا اندیشہ رکھتی ہے' اس کی وجہ سے وہ شوہر کے تئیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ حقوق کی ادائیگی سے قاصر رہے گی' تو یہ بھی خلع کے ذریعے ایسے شوہر سے چھٹکارا حاصل کرنے کی اس کے لیے بالکل جائز اور معقول بنیاد ہے اور اس کی وجہ سے اس کے اوپر کوئی تنقید اور ملامت نہیں ہے۔ (المغنی لابن قدامہ)

جیسا کہ حضرت ثابت بن قیس کی بیوی کے مذکورہ واقعہ کی تفصیل سے واضح ہے۔

قرآن نے اہل جنت کی نعمتوں کے بیان میں بھی ایک سے زائد بار اس کا حوالہ دیا ہے کہ وہاں ان کو ملنے والی حوروں کی دوسری خصوصیتوں کے علاوہ ان کی ایک خاص خوبی بھی یہ ہوگی کہ وہ اپنے شوہروں کی ہم عمر اور ان کے جوڑ کی ہوں گی اور نعمتوں کی تکمیل کی اس ابدی قیام گاہ میں اس کے مکینوں کو بے جوڑ جنسی تعلق کے تکدر سے ہمیشہ کے لیے نجات ہوگی۔

"ہم نے ان (حوروں) کو بہترین اٹھان پر اٹھایا ہے تو ہم نے انہیں کنواریاں بنایا شوہروں کے دلوں کو موہنے والیاں اور ان کی ہم عمر۔" (واقعہ ۳۵-۳۷)

(بے شک اللہ سے) ڈرنے والوں کے لیے (جنت میں) کامیابی ہے... اور (ان کے لیے) ابھرے پستانوں والی عورتیں ہوں گی جو شوہروں کی ہم عمر ہوں گی۔ (نبا ۳۱-۳۲)

جوڑا اور پسند کا نکاح اور جدید سائنس:

اسلام نے مرد اور عورت کی پسند (ایک خاص دائرے میں رہتے ہوئے) کا خیال رکھا ہے۔ اس ضمن میں مشہور پادری جانس میورم کا اعتراف حقیقت۔

پادری جانس میورم کا اعتراف:

ہم سمجھتے تھے کہ اسلام ایک پابند سلاسل مذہب ہے جس میں کسی پہلو میں بھی سہولت اور آزادی نہیں لیکن میں نے ایک مسلمان مصنف کو پڑھا جس نے دلائل سے یہ واضح کیا ہے کہ اسلام مسلمانوں کو رشتہ ازدواج سے منسلک ہونے سے قبل لڑکے لڑکی کو دیکھنے ان کی

مرضی اور رغبت کا خاص خیال کرنے کے بارے میں رعائیت دی ہے۔

اگر یہ رعایت ہم اپنے مذہب کو دیتے ہیں تو وہ بہت دور نکل جاتے ہیں جس سے معاشرے کا امن اور سکون ختم ہو کر قدم قدم پر بُرائی اور ذلت نظر آتی ہے۔

میں یہ چاہتا ہوں کہ جس طرح اسلام نے رشتوں کی ترتیب کے سلسلے میں جو اجازت دی ہے اگر اس اجازت کو حدود میں استعمال کیا جائے تو معاشرے میں امن و سکون ہو گا۔

(اعتراف اسلام)

لورین کی کہانی:

میری زندگی کا نچوڑ صرف اور صرف یہی بات ہے کہ اگر محبت کے رشتوں کو ملا دیا جائے تو کامیاب زندگی گزرے گی۔ شادی سے قبل لڑکا لڑکی کو ایک نگاہ دیکھ ضرور لے ورنہ بے شمار خطرات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ میری سہیلی روزی نے ناکام زندگی دیکھی اس کی حسرت بھری داستان میرے سامنے ہے اس کا شوہر بالکل سیاہ فام اور روزی سفید سرخ تھی لیکن دونوں پھر بھی زندگی گزارتے رہے ایک موڑ پر زندگی کی یہ گاڑی رک گئی جب دونوں میں اختلافات بڑھ گئے۔

اب روزی چاہتی تھی کہ میں اپنے شوہر ٹام سے علیحدہ ہو جاؤں جبکہ ٹام ہرگز ایسا نہیں چاہتا تھا آخر کار ایک دن ان کے گھر میں جھگڑا ہوا۔ پولیس اسٹیشن تک بات گئی اور یوں طلاق ہو گئی۔ عورت کی پسند اور مرد کی پسند کا نام شادی ہے۔

قدرت اللہ شہاب کا "شہاب نامہ":

شہاب نامے میں ایک ایسی لڑکی کی کہانی ہے جسے بوڑھے آدمی کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک کیا جا رہا ہے۔ ایک بزرگ نے شہاب مرحوم کو خط لکھا اور شہاب نے جا کر اس کیس کو حل کیا عجیب داستان ہے۔ اس کے لیے قارئین شہاب نامہ ملاحظہ فرمائیں۔

نفل روزوں کی ممانعت:

اسلام نے انسان کے داعیہ جنس کا کتنا لحاظ رکھا ہے اور رشتہ ازدواج کی پابندی کے ساتھ بھرپور جنسی زندگی کے لیے اس نے کتنی سہولتیں بہم پہنچائی ہیں اس کا ایک مظہر یہ ہے

کہ عورت شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزے نہیں رکھ سکتی- نفلی عبادات کی دین میں جو اہمیت ہے- معلوم ہے- صحیح بخاری کی روایت ہے-

نفلی عبادات کے ذریعے بندے کو خدا سے وہ قربت اور معیت میسر ہو جاتی ہے کہ خدا بندے کا کان ہو جاتا ہے- جس سے وہ سنتا ہے' اس کی آنکھ ہو جاتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے- اس کا ہاتھ ہو جاتا ہے جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پیر ہو جاتا ہے جس سے وہ چلتا ہے اور بندہ اس سے جو چیز بھی طلب کرتا ہے- اس کی ہر مراد پوری ہو جاتی ہے-

(بخاری جلد نمبر۲)

نفلی عبادات میں نفل روزوں کا خاص مقام ہے- حدیث میں اس کی تفصیلات ہیں- لیکن اس کے باوجود رسول خدا ﷺ نے مرد کو جنسی عدم تسکین سے بچانے کے لیے شوہر کی اجازت کے بغیر عورت کو نفلی روزوں کی ممانعت کر دی-

حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے رسول ﷺ نے فرمایا-

"عورت روزہ نہیں رکھ سکتی جب کہ اس کا شوہر گھر پر موجود ہو' سوائے اس کے کہ اس کی اجازت ہو- (بخاری جلد نمبر۲)

رمضان کے روزے مرد عورت دونوں پر یکساں فرض ہیں اور یہ خدا کا حق ہے جن کے سلسلے میں بندوں کی کسی مداخلت کا سوال نہیں ہے لیکن اس سے ہٹ کر شوہر گھر پر موجود ہو تو حدیث کی رو سے عورت کسی طرح کا نفل روزہ اس کی اجازت کے بغیر نہیں رکھ سکتی ہے-

حضرت صفوان بن معطل کا واقعہ اس باب میں بہت مشہور ہے ان کی بیوی دوسری نفلی عبادات کے ساتھ کثرت سے نفلی روزے رکھتی تھیں- حضرت صفوان جوان آدمی تھے- جو زیادہ دیر بیوی سے دور نہیں رہ سکتے تھے- چنانچہ انہوں نے بیوی کو نفلی روزوں سے منع کرنا چاہا- وہ اپنی شکایت لے کر حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ نے حضرت صفوان کی تصویب فرمائی ارشاد ہوا-

عورت اپنے شوہر کی اجازت کے ساتھ ہی نفلی روزہ رکھ سکتی ہے-

(ابو داؤد حوالہ سابق)

روزہ فرض ہو کہ نفل اس کا وقفہ طلوع فجر سے سورج ڈوبنے تک ہے- اس کے بعد رات کا پورا وقت ہے- جس میں شوہر بیوی سے مباشرت کر سکتا اور اس سے ہر طرح سے جنسی لطف و تسکین حاصل کر سکتا ہے- رمضان کی راتوں میں بھی اس کی پوری اجازت ہے-

لیکن رسول خدا ﷺ نے رمضان کے علاوہ عام دنوں کے بارہ چودہ گھنٹے کے وقفے کو بھی جنسی تسکین کی محرومی کے ساتھ گوارہ نہ کیا اور نفلی عبادات کے مقابلے میں آپ ﷺ نے جنسی تسکین کو قابل ترجیح قرار دیا۔

عورت کی طرح مرد بھی اگر کثرت سے نفلی روزے رکھے اور دوسری نفلی عبادات میں مشغول ہو جس سے عورت کی جنسی تسکین کا حق مارا جاتا ہو تو اس کے لیے بھی ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ اس سلسلے میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا واقعہ بہت مشہور ہے۔ جو کثرت سے نفلی روزے رکھتے اور راتیں تہجد میں اور نوافل میں گزارتے یہاں تک کہ ان کے اس طرز عمل کی وجہ سے بیوی نے بن سنور کر رہنا چھوڑ دیا اور بالکل بجھی بجھی سی رہنے لگی۔

رسول خدا ﷺ کے علم میں یہ بات آئی تو آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا اور خدا کے حق کی ادائیگی کے ساتھ بیوی کے حقوق کی ادائیگی کی بھی اس طرح تاکید فرمائی۔

(بخاری جلد نمبرا)

نفلی روزوں ہی کا حکم رات کی نفلی نمازوں کے لیے ہے۔ چنانچہ فقہ کی تصریحات کے بموجب عورت شوہر کی اجازت کے بغیر تہجد اور رات کی نفلی نمازوں میں اس طرح مشغول نہیں ہو سکتی جس سے شوہر کا حق مارا جائے۔ اس طرح رات میں کثرت سے جاگنے اور اس کی تکان کی وجہ سے عورت کا حسن و جمال بھی متاثر ہوتا ہے۔ جو شوہر کا حق ہے اور اسے اس سے محروم کرنا صحیح نہیں ہے۔ البتہ دوسری سنتوں اور واجب نمازوں خاص طور پر موکدہ سنتوں کا معاملہ اس سے مختلف ہے ان کے سلسلے میں شوہر کو اپنی بیوی پر قدغن لگانے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

(نظریہ جنس)

نفل روزوں کی ممانعت اور جدید سائنس

نفسیاتی پہلو:

بندہ اس موضوع پر گفتگو کر رہا تھا۔ ساتھ ہی یاران محفل ماہرین نفسیات تھے کیا خوب بات کہی کہ۔

اگر مرد کی خواہش پر اس کی عورت انکار کرے تو اسلام نے عورت کے لیے وعید لکھی ہے اس طرح اگر عورت مسلسل روزے رکھے اور وہ نفلی ہوں تو اسلام نے ممانعت اس لیے فرمائی ہے کہ مرد کی نفسیات کا مرکز جنسی طور پر عورت یعنی بیوی کی طرف مائل اور مرکوز رہتا ہے اگر یہی مرد جب عورت کو اس عمل کے قابل نہیں سمجھتا (اور ظاہر ہے کہ روزے کی حالت میں ایسا ہوتا ہے) تو فوراً اس کا ذہن تین پہلو سوچے گا۔

- یا کسی اور عورت سے تعلقات استوار کیے جائیں اور اس عمل کا نفسیات کو جتنا نقصان پہنچتا ہے وہ شاید ہی کسی اور عمل سے پہنچتا ہو۔
- یا ضبط اور صبر کی کیفیت ہو جب کہ زیادہ جنسی ضبط بہت مضر اور نقصان دہ ہے اس عمل سے نفسیاتی اور جسمانی بے شمار بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔
- یا کسی فعل بد میں مشغول ہو جائے سوچئے کتنا خطرناک ہے۔

فرائیڈ کا نظریہ:

فرائیڈ نے واضح الفاظ میں کہا ہے کہ وہ شخص جو ایک عمل کو تواتر اور ترتیب سے کرتا ہے بعض اوقات کسی وجہ سے یہ عمل چھوٹ جائے یا اسے مجبوراً چھوڑنا پڑے تو واضح دلیل ہے کہ وہ نفسیاتی امراض کی حدود میں داخل ہو گیا۔

طہارت و نظافت کا اہتمام

اسلام میں طہارت و نظافت کی جو اہمیت ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ حدیث میں اس کی ایک صورت وضو کو نصف ایمان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (مسلم جلد نمبر۱)

اس طہارت و نظافت میں جنسی تسکین کا بھی ایک پہلو ہے۔ اس کا تعلق حیض و نفاس سے فراغت کے بعد عورت کے لیے مسنون ہے کہ وہ غسل کے بعد خوشبو سے تر کیا ہوا روئی یا کپڑے کا کوئی ٹکڑا یا ایسی ہی کوئی دوسری چیز اپنی اندام نہانی میں رکھ لے۔ نفاس سے فارغ ہونے والی عورت کے یہ مستحب ہے۔ اس سلسلے میں اس کا حکم بھی وہی ہے جو حائضہ عورت کا ہے۔ (شرح نووی للمسلم مع المسلم)

اس خوشبو کے استعمال کی بہت سی حکمتیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک بات یہ کہی گئی ہے کہ اس سے عورت کا جلد حمل قرار پانے کا امکان پیدا ہوتا ہے جو اسلام میں ازدواجی زندگی کا اولین و اہم ترین مطلوب و مقصود ہے۔ صحیح اور راجح بات یہ ہے کہ اس کا اصل مقصود عضو مخصوص کی پاکی اور صفائی اور اس بدبو کا ازالہ ہے جو دوران حیض اس مقام سے خون کے جاری ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔ (شرح نووی للمسلم مع المسلم)

حیض کے بعد غسل کا یہ طریقہ رسول خدا ﷺ نے ایک خاتون کو سکھایا جنہوں نے آپ ﷺ سے یہ مسئلہ دریافت کیا تھا آپ ﷺ نے اشارے اور کنائے کی زبان میں انہیں یہ مسئلہ سمجھایا حضرت عائشہ صدیقہ نے الگ سے انہیں اس کی تفصیلات سے آگاہ کیا۔

(بخاری)

عبودیت و قربت خداوندی کے پہلو سے طہارت و پاکیزگی اسلام کا امتیاز ہے۔ موجودہ تہذیب میں اس کا کوئی تصور نہیں۔ جدید تہذیب بہت ہاتھ پیر مارنے کے بعد ابھی ستھرائی اور نظافت تک پہنچی ہے۔ لیکن واقعہ ہے آج سے چودہ سو سال پہلے اسلام نے اسے بھی جس

معیار بلند تک پہنچا دیا تھا جیسا کہ مذکورہ تفصیل سے واضح ہے۔ جدید تہذیب آج بھی اس کی ہمسری تو کیا اس کے قریب بھی پہنچنے سے قاصر ہے۔ حیض و نفاس سے فراغت کے بعد طہارت کا یہ طریقہ اپنے اندر جنسی تسکین کا بھی سامان رکھتا ہے۔ خوشبو کا استعمال معلوم ہے صحت افزاء ہے۔ ساتھ ہی یہ شہوت انگیز بھی ہے۔ پاکی کا یہ طریقہ ایک طرح سے عورت کے بناؤ سنگھار کا جز ہے۔ جس سے مرد کے لیے اس کی کشش میں اضافہ ہوتا ہے۔

رسول خدا ﷺ نے اس طریقے کی تعلیم دے کر بالواسطہ رشتہ ازدواج کے اندر بھرپور جنسی زندگی کی حوصلہ افزائی کی ہے اور جنس (sex) سے لطف اندوزی کے لیے فضا کو زیادہ سے زیادہ سازگار بنایا ہے۔ (بحوالہ نظریہ جنس)

خوشبویات اور جنسی تحریک:

کہا جاتا ہے کہ انسانوں کی جنسی کشش میں قوت شامہ کو بہت کم دخل ہے۔ لیکن جانوروں میں جنسی تحریک بیدار کرنے میں اس کا بہت اہم حصہ ہے۔ خیر انسان بھی قوت شامہ کو اتنا نظرانداز نہیں کر سکتا۔ اس سے جنسی تحریک پیدا ہوتی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ بہت کم لوگ اس حس کا اعتراف کرتے ہیں۔ اگر بدبو کو کوئی بھی پسند کرتا تو ہزارہا قسم کے عطر، لونڈر، پاؤڈر اور دوسری خوشبوؤں کی اتنی افراط نہ ہوتی۔

ہزارہا سال قبل انسان میں بھی قوت شامہ جنسی تحریک بیدار کرنے کے لیے اتنی ہی اہم تھی۔ جتنی جانوروں میں آج پائی جاتی ہے۔ جب انسان کو اپنی حفاظت اور اپنی غذا کے لیے شکار کی تلاش رہتی ہے تو اس کی یہ قوت بھی اتنی ہی بیدار تھی۔ جتنی دوسرے جانوروں کی۔ وہ ہوا کو سونگھ کر معلوم کر لیا کرتا تھا کہ کدھر خطرہ ہے، کدھر اس کو شکار ملے گا اور جنسی رفیقہ کے جسم سے کیسی خوشبو نکلے، جس سے اس کو یہ اندازہ ہو کہ وہ اب اس کی قربت کے لیے تیار ہے۔

جانوروں کی طرح انسان کی جسمانی خوشبو (یا بدبو) ادلتی بدلتی کم اور تیز ہوتی رہتی ہے کچھ موسموں میں یہ بو بڑھ جاتی ہے عورتوں کے جسم سے دوران حیض میں ایک خاص بو آتی ہے۔ جس کو مرد بے حد ناپسند کرتا ہے۔

حیض جاری ہونے سے پہلے بیضہ دانی میں بیضہ پکنے کے دوران میں جسمانی نظام میں بہت سی کیمیائی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں تاکہ اگر عورت حاملہ ہو جائے تو جسمانی نظام حمل کے لیے

سازگار رہے۔ اس وقت ہارمون بھی بنتے ہیں اور پورے جسم میں پھیل جاتے ہیں لیکن ہارمون جسم میں ہی موجود رہتے ہیں اور پسینہ اور پیشاب وغیرہ کے ذریعے نکل جاتے ہیں۔ ان ہارمون کی مخصوص بو سے مرد کو پتہ چل سکتا ہے کہ اس کی رفیقہ جنسی قربت کے لیے تیار ہے۔ کم از کم جانوروں میں تو یہی دیکھا گیا ہے کہ جب مادہ جنسی طور پر بیدار ہوتی ہے تو نر اس کی خوشبو سونگھ کر آجاتا ہے۔ اگر انسانوں کے متعلق بھی یہ کہا جائے تو یہ بے جا نہ ہو گا۔

ممکن ہے کہ بعض لوگ سوال کریں کہ انسان کو اپنی بو کا احساس کیوں نہیں ہوتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ انسان خود اپنی جسمانی بو کا عادی ہو جاتا ہے۔

(آپ تجربہ کر کے دیکھئے کوئی ہلکی سے خوشبو لیجئے اور اسے دیر تک سونگھتے رہنے کے کچھ دیر بعد آپ اس خوشبو کو محسوس نہ کر پائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ عام حالتوں میں ہم اپنی جسمانی بو کو بہت کم محسوس کر پاتے ہیں۔ ہاں اگر بو میں اچانک کوئی غیر معمولی تبدیلی ہو تو محسوس کر لیتے ہیں۔)

جتنا ہم محسوس کرتے ہیں۔ اس سے کہیں زیادہ ہماری جنسی زندگی میں خوشبو یا بدبو کو دخل حاصل ہے۔ رفیقہ کے جسم میں بھینی بھینی خوشبو اتنی کم ہو سکتی ہے کہ اس کا فوری احساس نہ ہو لیکن وہ اپنا اثر ضرور ڈالتی ہے اور رفیقہ کی قربت میں زیادہ خوشی محسوس ہوتی ہے۔ نہانے سے جسم کی بیشتر بو دھل جاتی ہے۔ لیکن وہ تھوڑی دیر کے بعد پھر شروع ہو جاتی ہے۔ عطر اور لونڈر اور کریم بو کو روکنے میں اہم حصہ لیتے ہیں۔ پوٹیشم ایلومینیسٹ جو عام طور سے کریموں میں استعمال ہوتا ہے مسامات کو بند کر دیتا ہے اور کچھ دیر تک پسینہ وغیرہ نہیں نکلتا لیکن پسینے اور دوسرے اجزاء کا نکلنا ضروری ہے۔ جسم کے وہ حصے جہاں جہاں کریم نہیں لگتی وہاں سے پسینہ خارج ہوتا ہے یا کوئی اور جگہ نہیں تو خون میں شامل ہو کر اپنے اخراج کی کوئی نہ کوئی دوسری صورت نکال لیتا ہے۔ بہر حال پسینہ وغیرہ کا نکلنا ضروری ہے۔ اگر یہ اجزاء جسم وغیرہ میں رہ جائیں تو انسان کی موت واقع ہو سکتی ہے۔

عام طور پر لوگ جسم کی قدرتی بو کو تو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں اور دوسری خوشبوؤں سے جسم کو بسا لیتے ہیں اور یہ آج سے نہیں اس زمانے سے ہوتا چلا آرہا ہے۔ جب انسان اپنی تواریخ بھی مرتب نہیں کی تھی تواریخ کے جتنے دور ملتے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ خوشبوؤں کا استعمال عام رہا ہے۔ خوشبوؤں سے جسمانی کشش میں اضافہ کیا گیا ہے۔ خوشبوؤں کا رواج اب بھی عام ہے اور اتنا اہم ہے کہ مقدس مواقع پر لوبان اور دوسری

خوشبودار اشیاء کا استعمال کیا جاتا ہے۔

بپوکریٹس کے زمانے ہی میں یہ معلوم کرلیا گیا تھا کہ جنسی بلوغت کے بعد ہی انسان میں اس کی مخصوص بو پیدا ہو جاتی ہے۔ جوں جوں جنسی بلوغت کے مختلف دور گزرتے جاتے ہیں۔ جسمانی بو میں تبدیلیاں ہوتی جاتی ہیں اور بعض ماہرین، جن میں ونٹوری قابل ذکر ہے، نے جسمانی بو ثانوی جنسی خصوصیات میں شامل کیا ہے۔

بعض لوگوں کے جسم میں بھینی بھینی خوشبو جنسی کشش اور بیداری میں بہت اہم حصہ لیتی ہے اور یہ دیکھا گیا ہے کہ جنسی مقصود جتنا صحت مند اور پُرکشش ہو گا اتنی ہی اس کی جسمانی خوشبو لطیف ہو گی۔

مشک کا عہد قدیم ہی سے بہترین خوشبویات میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس کی خوشبو انسانی جسم کی خوشبو سے بہت مشابہہ ہوتی ہے۔

تصویر کا دوسرا رخ بھی نہیں بھولنا چاہیے۔ جہاں چند مخصوص خوشبوؤں سے جنسی تحریک بیدار ہوتی ہے چند مخصوص بدبوؤں سے جنسی تحریک وقتی طور پر دب جاتی ہے۔ مثلاً دانتوں کی بدبو، میلے جسم کے پسینہ کی بدبو۔

کچھ لوگ تو خوشبوؤں کے دیوانے پائے گئے ہیں ان کو اپنے محبوب کی صورت شکل کی خوبصورتی کی پرواہ نہیں ہوتی لیکن وہ ایک مخصوص خوشبو چاہتے ہیں۔ چند لوگ تو ایسے دیکھنے میں آئے ہیں کہ مخصوص خوشبو سونگھ کر ہی ان کی جنسی تسکین ہو جاتی ہے۔ وہ اپنی محبوبہ کے خیالی خاکے بنا بنا کر اس میں بھینی بھینی خوشبو سمو دیتے ہیں اور جنسی بیداری کی انتہا پر پہنچ جاتے ہیں۔

بعض بدبوؤں کا بالکل الٹا اثر ہوتا ہے۔ مرد میں وقتی طور پر جنسی جذبات سرد ہو جاتے ہیں اور عورت جنسی قربت سے نفرت کرنے لگتی ہے۔ اس لیے بعض لوگ اپنی جسمانی بدبو کو دور کرنے کے لیے بڑی تیز خوشبو استعمال کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خوشبو جسمانی بدبو سے مل کر اور بھی نفرت انگیز بدبو بن جاتی ہے۔ مشک اور اس قسم کی دوسری خوشبو جسمانی بدبو کو دبا کر رفیق پر خوشگوار اثر ڈالتی ہے۔ لیکن ان کو بہت کم مقدار میں استعمال کرنا چاہیے۔ عورتیں خوشبو کو زیادہ پسند کرتی ہیں۔ اس لیے وہی استعمال بھی زیادہ کرتی ہیں۔ جسمانی خوشبو ان خوشبوؤں سے مل کر بڑی بھلی بن جاتی ہے اور جنسی جذبات بیدار کرنے میں بڑی زود اثر ثابت ہوتی ہے۔ (جنسیات اور ہم)

مباشرت ایک اچھی عادت:

اسلامی مفکرین نے مباشرت و مجامعت کو بذات خود ایک اچھی عادت قرار دیا ہے۔ پانچویں صدی عیسوی کے مسیحیت کے ترجمان سینٹ آگسٹائن نے یہ کہا تھا کہ اولاد کی طلب کے بغیر عورت سے مقاربت جرم ہے۔ لیکن سلف کے حوالہ سے ہمارے علامہ ابن قیم" (۵۱ےھ) کا کہنا ہے کہ چند وہ اچھی عادتیں جنہیں آدمی کو کبھی نہیں چھوڑنا چاہیے ان میں سے ایک مباشرت اور مجامعت ہے' اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ جس کنویں سے پانی نہیں نکلتا وہ خشک ہو جاتا ہے۔

(زاد المعاد فی مدی خیر العباد)

اس کا مطلب یہ ہے کہ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو کر نکاح کے مطلوبہ مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کے ان حدود و آداب کی رعایت کے ساتھ جس کی تفصیل اس قبل گزری' آدمی جنس سے بھرپور طریقے پر لطف اندوز ہو سکتا ہے۔ اسلام اس پر کوئی قدغن نہیں لگاتا نہ اس کے لیے کوئی رکاوٹ کھڑی کرتا ہے۔ بلکہ بوجوہ اس کی ترغیب دیتا اور حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ سلف میں ایسے لوگ گزرے ہیں۔ جنہوں نے بہت سرگرم جنسی زندگی گزاری ہے اور امت میں انہیں مرجعت کا مقام حاصل ہے۔ یہ سنن نسائی کے مصنف امام ابو عبدالرحمان احمد بن شعیب نسائی (۳۰۳ھ) صحاح ستہ کے مصنفین میں سے ایک ہیں ان کے حالات میں جہاں ان کی علمی امامت و سیادت کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ وہ رات اور دن کے بیشتر اوقات میں عبادت و ریاضت میں لگے رہتے تھے۔ حج اور جہاد کی پابندی ان کے معمولات میں تھی۔ ایک دن کے ناغے سے مسلسل نفلی روزے کا وہ اہتمام رکھتے تھے۔ ساتھ ہی ان کے حالات میں ایک یہ بات بھی بیان کی گئی ہے کہ وہ کثرت سے مباشرت کرنے والے تھے۔ ان کی چار بیویوں کے علاوہ دو لونڈیاں بھی تھیں۔ بیویوں کی طرح ان کی باندیوں کے لیے بھی ان کی طرف سے باری مقرر تھی۔

سرگرم جنسی زندگی کی اسی ضرورت سے امام موصوف اپنی غذاؤں کا خاص اہتمام رکھتے تھے۔ وہ کثرت سے عمدہ مرغ کا گوشت استعمال کرتے تھے۔ جو خاص طور پر ان کے لیے خریدے جاتے اور انہیں اہتمام سے فربہ کیا جاتا تھا۔

(شمس الدین الذہبی)

لسان الحق حضرت فاروق اعظم کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر کا شمار علماء صحابہ اور زہاد صحابہ میں ہوتا ہے۔ ان کے بارے میں آتا ہے کہ روزہ افطار کر کے کھانے کی کسی دیگر چیز سے پہلے مباشرت کرتے تھے۔ اسی طرح رمضان کے مہینے میں بسا اوقات وہ عشاء کی نماز سے پہلے اپنی تین باندیوں سے مباشرت کر چکتے تھے۔ صحابی رسول ﷺ حضرت عبداللہ بن عمر کے اس عمل کو چاہے ان کی روائتی شدت پسندی پر محمول کیا جائے لیکن ان کے اس طرز عمل سے فی نفسہ مباشرت کے ایک اچھے اور پسندیدہ عمل ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہو سکتا۔ (بحوالہ نظریہ جنس)

میری این کی تحقیق:

ڈاکٹر میری این لکھتی ہیں کہ وہ خواتین میرے مسلسل تجربات میں رہیں جنہوں نے مسلسل جنگ عظیم کے دنوں میں خاوند کی جدائی پر صبر کیا۔ کچھ کے خاوند واپس آگئے' کچھ جنگ کی آگ میں جل گئے۔ مجھے چونکہ ان خواتین کی یونین کی کنسلٹنٹ ڈاکٹر کے طور پر کام کرنے کا موقع ملا' تو وہ عورتیں جن سے ان کے شوہر صحت مند ہم بستری کرتے رہے ان کو تکلیف نہ ہونے کے برابر تھی یا اگر وہ کسی مرض میں مبتلا ہوئی تھیں تو جلد تندرست ہوگئیں۔ لیکن ایسی عورتیں بکثرت ملیں جو بغیر شوہر کے رہ رہی تھیں چونکہ ان کے ساتھ ہم بستری نہیں ہوئی اس لیے وہ گوناگوں امراض میں مبتلا ہوگئیں۔ (سیکس فار آل)

ڈاکٹر جون کے انکشافات:

مباشرت ایک اچھی صفت ہے وہ اس لیے کہ میرے تجزیئے میں ایسے بہت سے لوگ ہیں' جو مباشرت کرنے کے بعد بے شمار امراض میں مبتلا ہونے سے بچ جاتے ہیں۔ مجھے اکثر ایسے مریض ملے جو دل کی تکلیف میں مبتلا تھے اور جب ان سے اس کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا۔

1۔ کسی کی بیوی مسلسل بیمار رہتی ہے اور اس بیماری کی وجہ سے وہ ان سے ہم بستری نہیں کر سکتے۔

2۔ کسی نے بیوی کو طلاق دے دی ہے اب اسے ہم بستری کا کوئی سامان میسر نہیں۔

3۔ معاشقے میں بیوی گھر سے نکل گئی لہٰذا ہم بستری ناممکن۔

4۔ لڑائی جھگڑے کی وجہ سے بیوی میکے چلی گئی ہے۔

5۔ بیوی فوت ہو گئی ہے۔

6۔ عرصہ دراز سے مسلسل بیرون ملک کا سفر رہا ہے اور بیوی سے دوری رہی ہے۔

میرے خیال میں اگر ہم صحت مند زندگی اور صحت مند ذہن چاہتے ہیں تو پھر شادی اور ہم بستری کو لازم کر لیں یہ اور بات ہے کہ اس میں اعتدال ہو کثرت یا زیادتی ہرگز نہ ہو۔

(سیکس فار آل)

جنسی زندگی کا طویل وقفہ:

اس کے علاوہ قرآن و حدیث کے مطالعہ سے ایک بات یہ بھی سامنے آتی ہے کہ اسلام جنسی زندگی کے وقفے کو زیادہ سے زیادہ طویل دیکھنا چاہتا ہے۔ حدیث میں تو رسول ﷺ نے فرمایا ہی ہے کہ لڑکا جب بالغ ہو جائے تو اس کی شادی جلد کر دینی چاہیے۔ (احیا علوم الدین) اور بلوغ کی اوسط عمر پندرہ سال ہے۔ (تفسیر ابن کثیر) قرآن کا ایک لطیف اشارہ بھی اس کے حق میں ہے۔ سورۃ احقاف میں ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم کے بیان میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"اور ہم نے انسان کو تاکید کی کہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ اس کی ماں اس کے حمل کا بوجھ تکلیف سے اٹھاتی ہے۔ اس کو تکلیف سے جنتی ہے اور اس کے حمل اور دودھ چھڑانے میں تیس ماہ لگتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی سمجھ کی عمر کو پہنچ جاتا ہے اور چالیس سال کو پہنچ جاتا ہے کہ میرے رب مجھ کو توفیق دے کہ تیرے احسان کا شکر ادا کر سکوں جو تو نے میرے اوپر اور میرے باپ کے اوپر کیے ہیں اور توفیق فرما کہ میں نیک کام کروں جو تجھ کو پسند ہو۔"

(احقاف۔ ۱۵)

آیت کریمہ کی عبارات النفس سے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم اور اس کے اشارۃ النفس سے طویل جنسی زندگی کی مطلوبیت کا پتہ چلتا ہے۔ لڑکا چالیس سال کی عمر میں اپنے رب سے اس کے اپنے اور اپنے ماں باپ کے احسانات کی شکر گزاری کی توفیق کی دعا مانگ رہا ہے جو اس کا اشارہ ہے کہ اس عمر میں اس کے ماں باپ بقید حیات ہوں۔ رب کے ساتھ ماں باپ کی شکر گزاری کا یہ صریح تقاضا ہے۔ سورہ لقمان میں والدین کے حقوق کی

ادائیگی کی تلقین اور خدا تعالیٰ کی شکر گزاری کے ساتھ والدین کی شکر گزاری کی تاکید کے بعد مشرک والدین کے سلسلے میں یہ فرما کر کہ اگر توحید کے مقابلے میں وہ اپنی اولاد پر شرک کے لیے دباؤ ڈالیں تو ان کی بات نہیں مانی جائے گی اور بندے کے حق کے مقابلہ میں خدا کے حق کو ترجیح دی جائے گی۔ قرآن نے والدین کی شکر گزاری کے ساتھ ان کے بقید حیات ہونے کی صراحت کر دی ہے۔

"اور ہم نے انسان کو تاکید کی کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ اس کی ماں کمزوری پر کمزوری اٹھا کر اس کے حمل کے بوجھ اٹھاتی ہے اور اس کا دودھ چھڑانا ایک سال میں ہوتا ہے۔ (نیز اسے حکم دیا کہ) تم میرے اور اپنے ماں باپ کے شکر گزار بنو۔ تم کو میرے ہی پاس پلٹ کر آنا ہے اور اگر تمہارے ماں باپ اس بات پر مجبور کریں کہ تم میرے ساتھ کسی ایسی چیز کو ساجھی ٹھہراؤ جس کے بارے میں تم کو کچھ پتہ نہیں تو تم ان کی بات نہ مانو۔ البتہ دنیا میں (بدستور) ان کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرتے رہو اور ان کے راستے کی پیروی کرو جو میرے طرف جھکنے والے ہوں پھر تم سب کو میری طرف لوٹ کر آنا ہے۔ تو میں تم کو آگاہ کروں گا اس سے جو تم دنیا میں کرتے رہے تھے۔" (لقمان ۱۴۔ ۱۵)

حدیث میں اس امت کی عمر ساٹھ سے لے کر ستر سال کے درمیان بتائی گئی ہے۔

(ترمذی جلد نمبر۲)

اولاد کی طرف سے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا موقع خاص طور پر ان کی بڑھاپے کی عمر ہے جیسا کہ دوسرے موقع پر اس کی صراحت کر دی گئی ہے۔ (اسراء) جو حدیث بالا کی رو سے یقیناً ساٹھ سال سے پہلے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ ساٹھ سال کے بعد یا آس پاس آدمی کے سامنے اس کی اولاد چالیس سال کی ہو جائے یہ جبھی ہو سکتا ہے جبکہ اولاد کی شادی بیس سال کی عمر سے کچھ پہلے سترہ اٹھارہ برس کی عمر میں ہو جائے۔ اس کے ساتھ ہی قرآن وسنت کی تصریحات سے ثابت ہے کہ آخری عمر تک شوہر بیوی کے جنسی تعلق کے جاری رہنے میں کوئی حرج اور قباحت نہیں ہے۔ ہندوستان اور اس جیسے ملکوں کے رواج کے برعکس ایک خاص عمر کے بعد ادھیڑ اور بوڑھی عمر کے جو مردوں اور عورتوں کے جنسی تعلق کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے' یہاں تک کہ مسلمان معاشرہ بھی اس برائی کے اثرات سے محفوظ نہیں ہے۔ اولاد کسی قدر سیانی ہو جائے اور باپ دوسری شادی کرے تو اس کی برائی کی جاتی ہے اور بسا اوقات کھلے بندوں اس پر لعنت ملامت کی جاتی ہے۔ ایسی مثالیں بھی پائی جاتی ہیں

کہ اولاد براہ راست باپ کے مقابلہ پر آجاتی ہے اور اپنی دوسری ماں اور اس کی ہونے والی اولاد کی جانی دشمن بن جاتی ہے۔ یہاں تک کہ بسا اوقات اس جرم کی پاداش میں وہ باپ کو دیس بدر بھی کردیتی ہے اور اس کی زندگی میں ہی اس کے مکان اور جائیداد پر قابض ہو کر دوسری بیوی سے ہونے والی اولاد کے لیے اس میں کوئی حصہ باقی نہیں رہنے دیتی ہے۔

(راقم السطور کی ذاتی معلومات ہیں ادھیڑ عمر میں اپنی پہلی بیوی کی وفات کے کافی عرصہ بعد دوسری شادی کے مرتکب دیندار مسلمان کے ساتھ اس کے جوان باغی لڑکوں نے یہی سلوک کیا اپنے آبائی گاؤں کو ترک کرکے بیچارے کو نئی سسرال میں پناہ لینی پڑی۔ موصوف کی دوسری بیوی سے بیٹے بیٹیاں دونوں ہیں۔ لیکن باپ کی موروثی جائیداد میں شرکت کے لیے اپنے غضبناک اور بپھرے ہوئے بھائیوں کے مقابلہ میں کھڑے ہونے کا بھی ان کے ہاں کوئی تصور نہیں ہے۔ مزید حیرت کی بات یہ کہ روایتی طور پر پورا دیندار گاؤں اس صورتحال پر مطمئن ہے اور کسی سمت سے بھی اس سلسلے میں کوئی بے چینی اور اضطراب دیکھنے میں نہیں آتا جب کہ بہت سے فقہا کے نزدیک جب کہ باپ اس کی ضرورت محسوس کرے لڑکے کے لیے اس کی شادی کا انتظام کرنا لازم ہے۔)

قرآن نے اولوالعزم انبیاء کے واقعات نقل کیے ہیں۔ جن کو بڑھاپے کی عمر میں معمول کے جنسی تعلق کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے اولاد عطا کی۔ اس سلسلے میں سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثال سب سے نمایاں ہے۔ قرآن نے مختلف مقامات پر صراحت کی ہے کہ دونوں میاں بیوی بالکل بوڑھے ہو چکے تھے جب ان کو فرشتے کی طرف سے اولاد کی خوشخبری سنائی گئی۔ (سورہ ھود)

قرآن کے کسی اشارے سے یہ بات نہیں نکلتی کہ اولاد انہیں معجزاتی طور پر عطا کی گئی ہو۔ جس کا مطلب ہے یہ کہ معمول کے زن و شوئی تعلق کا نتیجہ تھی۔ جس کی بڑھاپے اور بڑھی ہوئی عمر میں بھی انبیائی شریعت میں اسی طرح اجازت ہے جس طرح اس کی اجازت جوانی کے جوش و جذبے کے دنوں میں ہے۔

دوسرے جلیل القدر پیغمبر حضرت زکریا علیہ السلام کے سلسلے میں قرآن نے اور بھی کھلے لفظوں میں بیان کیا ہے کہ میاں بیوی بالکل بوڑھے تھے اور اس عمر میں اولاد سے یکسر ناامید تھے۔ لیکن اسی عمر میں ان بزرگوں کو اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی بشارت سنائی۔

(آل عمران)

دوسرے موقع پر قرآن نے صراحت کردی کہ یہ اولاد انہیں کسی معجزاتی طریقے پر عطا نہیں کی گئی بلکہ ان کی بیوی کو اللہ تعالیٰ نے اس مقصد کے لیے تیار کردیا تھا اور وہ معمول کے زن شوئی تعلق کے نتیجے میں وجود میں آئی تھی۔

"اور ہم نے ان کو یحییٰ عطا کیا اور ان کی پیدائش کے لیے ہم نے ان کی بیوی کو کار آمد بنادیا۔" (انبیاء ۸۹)

سب سے نمایاں مثال ہمارے آخری پیغمبر محمد عربی ﷺ کی ہے جنہوں نے روایت کے اختلافات سے اپنی زندگی میں کل گیارہ شادیاں کیں۔ (زاد المعاد فی ھدی خیر العباد)

اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ انتقال کے وقت آپ ﷺ کے ہاں نو بیویاں تھیں۔ جن میں ایک کے علاوہ بقیہ آٹھوں کے یہاں آپ ﷺ کی باری مقرر تھی۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ کے انتقال کے بعد آپ ﷺ کی دوسری تمام شادیاں پچاس سال کی عمر کے بعد ہوئیں۔ حدیث و سیرت کا ذخیرہ بھرا ہوا ہے کہ آپ ﷺ نے عمر کے آخری حصہ تک سرگرم جنسی زندگی گزاری اور بڑھاپے کی عمر میں بھی ازواج مطہرات سے آپ ﷺ کے معمول کے جنسی تعلقات بھرپور طریقے پر استوار اور برقرار رہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت ہے جسے نسائی نے اپنی سنن میں نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

رسول خدا ﷺ کا وصال ہوا تو ان کے ہاں نو بیویاں تھیں اور ان میں سے ہر ایک سے آپ کے سرگرم جنسی تعلقات استوار تھے سوائے ایک حضرت سودہ کے جنہوں نے اپنے دن اور اپنی رات سے حضرت عائشہ کے حق میں دستبرداری اختیار کرلی تھی۔

جہاں تک آپ ﷺ کی بڑھی ہوئی قوت مباشرت کا سوال ہے تو معلوم ہی ہے کہ آپ ﷺ کو دوسری چیزوں کے ساتھ مجامعت و مقاربت کی قوت بھی تیس مردوں کے برابر عطا کی گئی تھی۔ (زاد المعاد فی ھدی خیر العباد)

جبکہ دوسری روایت میں یہ قوت تیس کے بجائے چالیس مردوں کے برابر بتائی گئی ہے۔

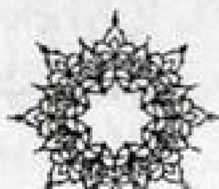
(فیض القدیر شرح الجامع الصغیر للمناوی)

رسول خدا ﷺ کے بعد بہ جماع امت، امت میں سب سے افضل۔ (شرح العقائد النسفیہ) آپ کے پہلے خلیفہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جن کا وصال بھی اپنے حبیب ﷺ ہی کی طرح تریسٹھ سال کی عمر میں ہوا۔ (ابو جعفر بن جریر الطبری) آپ نے بھی اپنی زندگی میں یکے بعد دیگرے چار شادیاں کیں۔ دو شادیاں آپ کی زمانہ جاہلیت میں ہوئی تھیں باقی دو

اسلام لانے کے بعد ہوئیں۔ آخری شادی آپ کی حضرت حبیبہ بنت خارجہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی۔ دیکھنے کی بات ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے وقت یہ حمل سے تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم آپ کی وفات کے بعد ان کے بطن سے پیدا ہوئیں۔

(بحوالہ تاریخ طبری)

جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے متذکرہ بالا واقعات و معمولات سے جماع کی جانب رغبت اور اس کے فائدہ بخش ہونے کے لیے مستحکم دلائل سامنے آتے ہیں۔



جنسی عمل کی طوالت اور جدید سائنس

پروفیسر کے یل کے نفسیاتی تجربات:

جو مرد بلوغت سے بڑھاپے تک جنسی عمل میں مشغول رہتے ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ وہ جنسی عمل صرف میاں بیوی کے درمیان ہو ایسے مرد ایسی نفسیاتی مرض سے بھی محفوظ رہتے ہیں جسے شزوفرینیا کہتے ہیں۔

میرے بنز ڈریسرچ انسٹیٹیوٹ کے تجربات کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے کہ اگر مرد کی بیوی فوت ہو جائے اور وہ آدمی اکیلا زندگی کے شب و روز گزارے تو اس کی حالت بالکل اس قیدی کی ہے جو قید تنہائی میں ہے اور روز بروز ڈیپریشن کی وجہ سے اس کی دماغی صلاحیتیں زنگ آلود ہوتی جارہی ہیں۔

لیکن اگر اسی مرد نے دوسری شادی کرلی ہے (یہاں یہ وضاحت ضروری خیال کرتا ہوں کہ شادی کے علاوہ دیگر جنسی تعلقات خطرناک نفسیاتی نقصانات کا پیش خیمہ ہیں) اور جنسی تعلقات خوشگوار رہے تو اس مرد کے دماغ اور دماغی صلاحیتوں کا میں ضامن ہوں۔

اس طرح اگر عورت شادی کے عمل سے محروم رہی بالکل یہ حالت اس کے ساتھ بھی ہوگی بلکہ وہ تو اور زیادہ حساس بن کر زندگی گزارے گی یوں نفسیاتی امراض بڑھتے چلے جائیں گے۔

خودکشی کے رجحانات:

ایسی خواتین جو جنسی کیفیات سے محروم ہو جائیں ان میں خودکشی کے رجحانات بہت زیادہ بڑھ جاتے ہیں۔ بالکل یہی کیفیت مرد کی ہے اگر مرد بھی اس عمل سے دور رہے تو وہ

بہت جلد خودکشی کے عمل کی جانب مائل ہو سکتا ہے۔ (بحوالہ جنس کی نفسیات)

جنسی زندگی کی طوالت کے میڈیکل فوائد:

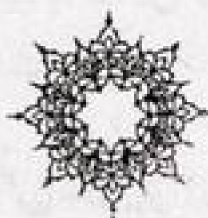
ایسے افراد جو جنسی عمل میں طویل عرصہ تک پاکیزگی کے ساتھ مشغول رہے انہیں میں نے مندرجہ ذیل امراض سے بچتے دیکھا۔ یا پھر بہت کم مبتلا ہوئے۔ اگر کبھی کبھار مبتلا ہوئے بھی تو کم نقصانات ہوئے۔

دل کے امراض کی بیشتر وجوہات میں بیرونی طرز عمل اور معاشرتی تبدیلیاں ہیں اگر دل کے امراض سے بچاؤ چاہتے ہو تو اپنی معاشرتی زندگی کو خوش گوار رکھو۔ جنسی عمل میں پابندی اور یکسوئی کیونکہ جنسی عمل دل کے امراض میں کم مبتلا ہونے دیتا ہے۔

ایسے مریض جو جنسی عمل سے شادی نہ ہونے کی وجہ سے دور رہتے ہیں یا پھر ان کی بیوی فوت ہو گئی ہو یا طلاق ہو گئی ہو ایسے مریض اکثر امراض گردہ کے مریض بن جاتے ہیں۔

اعصابی کھچاؤ' ذہنی تناؤ اور دباؤ اور معدے کے بیشتر امراض دل کے امراض کی وجوہات میں شامل ہیں۔

(جنس کی نفسیات)



غذا، جنسی صحت اور جدید سائنس

اسلام نے غذا کو صحت کا مدار قرار دیا ہے۔ بہت سی احادیث میں شہد اور دودھ کا استعمال جنسی طاقت کے لیے مفید قرار دیا گیا۔

سنن نسائی کے مصنف امام نسائی کے بارے میں لکھا کہ وہ کثرت سے عمدہ مرغ کا گوشت استعمال کرتے جو خاص طور پر ان کے لیے خریدے جاتے اور انہیں اہتمام سے فربہ کیا جاتا۔ (البدایہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں قوت کے لیے غذاؤں کے خاص اہتمام کا ذکر اکثر راویوں نے وضاحت سے کیا ہے۔

جنسی قوت کی بحالی اور بعض تدابیر:

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مرد و عورت کی جنسی قوت کی بحالی اور اضافے کی بعض تدابیر کی بھی نشاندہی کر دی جائے۔ جس سے کہ ایک مسلمان خاوند و عورت کو اپنی جنسی زندگی کو خوشگوار تر کرنے میں مدد ملے اور اس مقصد سے مروجہ غلط اور نقصان دہ چیزوں کے استعمال سے وہ اپنے کو محفوظ رکھ سکیں۔ اسلام میں حدود و آداب کی رعایت سے جنسی سرگرمی عبادت اور کار ثواب ہے اور اس کا آخری نقطہ مباشرت و مجامعت جیسا کہ گزرا ایک اچھی اور عمدہ عادت ہے۔ تو مرد و عورت کے لیے اس کے اسباب کی فراہمی اور قوت کی بحالی اور اضافے کی تدابیر کا اختیار کرنا بھی اسی طرح عمدہ اور پسندیدہ اور کار عبادت اور کار ثواب ہوگا۔ معلوم ہے کہ عام حالات میں مرد و عورت کے لیے مباشرت کا عمل جائز ہے۔ لیکن مرد کے اپنی عورت کی مناسب جنسی تسکین واجب ہے۔ (محمد ناصر الدین الالبانی) اسی طرح عورت کے اندر اگر کوئی ایسی کمزوری ہو جس سے مرد کی مناسب جنسی تسکین نہ

ہو پاتی ہو تو مرد کی طرح عورت کے لیے اپنی کمزوری کا ازالہ بھی واجب ہو گا۔ اس لیے کہ اصول ہے کہ جب ایک واجب حصول کسی چیز پر موقوف ہو تو اس کا حصول بھی اسی طرح واجب اور لازم ہو جاتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

اس سے خود بخود واضح ہے کہ عمر کے تقاضے یا کسی دوسری وجہ سے مرد یا عورت کے اندر جنسی کمزوری یا اس پہلو سے کسی کمی کا احساس ہو جائے تو کسی صورت میں اس کو ٹالنا، چھپانا یا نظرانداز کرنا مناسب نہیں ہے۔ مرد اور عورت کے لیے اپنے تئیں تو یہ ذمہ داری ہے کہ وہ مل کر اس کے ازالے کے لیے فکر مند ہوں۔ نامطلوب حیا کے بند میں گرفتار ہو کر اپنی زندگی کو اجیرن نہ ہونے دیں اور سماج اور معاشرے کی رضامندی کی سستی قیمت پر خدا تعالیٰ کی ناراضگی اور ناپسندیدگی کا سودا نہ کریں۔ ہمارے حبیب ﷺ کے عمل سے خود اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ روایتوں میں آتا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے حضرت جبرئیل سے قوت مجامعت کی شکایت کی جس کے ازالہ کے لیے انہوں نے گیہوں اور گوشت سے تیار کیے گئے کھچڑے جیسے کھانے (ہریسہ) کی ترغیب دی۔ ساتھ ہی فرمایا کہ اس سے چالیس مردوں کے برابر قوت باہ پیدا ہوتی ہے۔ (محمد ناصر الدین الالبانی)

جب کہ دوسری روایت میں آتا ہے۔ یہ کھانا (ہریسہ) حضرت جبرئیل خود آپ ﷺ کے واسطے جنت سے لائے تھے اور اس کے کھانے سے آپ ﷺ کے اندر چالیس مردوں کے برابر طاقت پیدا ہو گئی۔ (حوالہ سابق)

جس سے امت کے دوسرے افراد کی نسبت بھی حسب احوال جنسی قوت کے اضافے کی تدابیر کی پسندیدگی و استحباب کا ثبوت نکلتا ہے۔ عام افراد امت کے لیے اس سلسلے میں سب سے پہلے جو چیز لحاظ کرنے کی ہے وہ یہ کہ صحت کے عام اصولوں کی رعایت کے علاوہ جنسی قوت میں اضافے کا سب سے مناسب اور فطری ذریعہ یہی عمدہ اور مقوی غذاؤں کا استعمال ہے اس مقصد سے عطائیوں اور نیم حکیموں کی طرف سے آلہ تناسل پر لگانے اور ملنے کے جو بہت سے تیل اور پاؤڈر وغیرہ فروخت کیے جاتے ہیں نیز مردوں اور عورتوں کو بعض انجکشن لگائے جاتے ہیں وہ کسی فائدے کے بجائے اکثر و بیشتر نقصان کے موجب ہیں۔ جن سے دوسری طرح کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ اسی طرح اس مقصد سے افیون یا شراب وغیرہ شریعت میں حرام ہونے کے ساتھ صرف وقتی جوش اور ہیجان پیدا کرتے ہیں۔ جبکہ ان کے کثرت استعمال سے آگے چل کر آدمی کے بالکل ہی نامرد (impotent) ہونے کا خطرہ ہوتا

ہے۔

ہمارے قدماء کے یہاں قوت مردی میں اضافے کے لیے چار چیزوں کے استعمال کو مفید بتایا گیا ہے۔

1۔ گورے کا گوشت۔ 2۔ اطریفل کبیر۔ 3۔ پستہ (فستق)۔ 4۔ اجر جیر۔

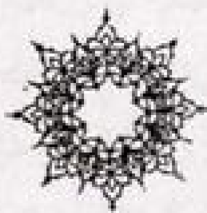
(احیا علوم الدین)

اجر جیر ایک سبزی ہے جو پانی میں پیدا ہوتی ہے اور جسے ہماری اردو زبان میں اترم یا تار امیرا بتایا گیا ہے۔ (حافظ ابن قیم نے آخری چیز اجر جیر کے بجائے خروب بتائی ہے(زاد المعاد)

جنسی کمزوری کے عام احساس کی صورت میں خارجی استعمال کے لیے ایک عمدہ، سادہ اور آسان چیز مباشرت سے قبل عضو پر نرم ہاتھ سے دیسی گھی یا بالائی کی مالش ہے۔ غذا کی جنس سے اس موقع پر انڈے اور دودھ کا استعمال خاص طور پر مفید ہے۔ دودھ کے سلسلے میں رسول خدا کے معمول کی صریح روایات میں سیدہ عائشہ سے آپ کی پہلی ملاقات کے موقع کی روایت ہے کہ جس کے مطابق آپ ﷺ نے خود بھی دودھ پیا ساتھ اُن محترمہ کو بھی پیش کیا۔

(تواضع و دلداری)

حفظان صحت کے عام اصولوں کی رعایت، ساتھ ہی ان کی وقتی تدبیروں کے باوجود جنسی کمزوری کی صورت میں بلا تاخیر اہل حکیم اور ڈاکٹر کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح عورت اگر کسی وجہ سے اپنے شوہر کو بھرپور جنسی تسکین عطا کرنے کے بارے میں کمزوری کا شکار ہو تو اس کے لیے بھی یہ مسئلہ فوری توجہ کا طالب ہے۔ اپنے مرد کے تعاون اور مدد کے ساتھ خود اسے بھی امراض نسواں کی ماہر خواتین ڈاکٹروں سے بروقت رجوع کرنا چاہیے۔ (بحوالہ نظریہ جنس)



ہماری غذا اور جنسی اہلیت

ڈاکٹر برگلر:

ہماری جنسی صحت اور غذا میں جو گہرا تعلق ہے اس پر بہت کم سوچا اور لکھا گیا ہے۔ جنسی کمزوریوں کی بحالی کے لیے ہزاروں قسم کی دوائیاں بازار میں ملتی ہیں لیکن کوئی ڈاکٹر غذا پر توجہ نہیں دیتا۔

غذا سے ہماری صحت برقرار رہتی ہے۔ اسی طرح ہماری غذا ہی پر ہماری جنسی قوت کا دارومدار ہے کہ ہم کس حد تک جنسی قربت کو برقرار رکھ سکتے ہیں۔ ہم میں کتنے حیاتی کیڑے پیدا ہوئے ہیں اس کا انحصار بھی ہماری غذا پر ہے۔

بعض قسم کے کھانے ہمارے جنسی جذبات کو برانگیختہ کر دیتے ہیں۔ مثلاً گوشت کھانے والا ترکاری کھانے والے مرد کی نسبت تیزی سے بیدار ہوتا ہے۔ ترکاری کھانے والا مرد زیادہ دیر تک جنسی قربت رکھ سکتا ہے۔ گوشت کھانے والا جتنا تیزی سے بیدار ہوتا ہے' اسی تیزی سے اس کے جذبات اپنی انتہا پر پہنچ جاتے ہیں۔

اسی طرح چینی (white sugur) کا خاصہ یہ ہے کہ اس سے جنسی جذبات برانگیختہ ہوتے ہیں لیکن یہ جذبات زیادہ دیر تک قائم نہیں رہتے۔ اسی طرح انڈوں اور دوسری گرم مصالحہ دار چٹ پٹی اشیاء کی خصوصیت ہے اور چونکہ عورت کے جذبات یوں بھی دیر سے بیدار ہوتے ہیں اس لیے ان اشیاء کا استعمال کرنے والے مرد جلد ہی اپنی انتہا پر پہنچ جاتے ہیں اور عورتیں تشنہ رہ جاتی ہیں۔

اگر مرغن غذا ہمارے پیٹ میں بھری ہو تو اس حالت میں ہم جنسی قربت میں زیادہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کامیابی کے لیے جسمانی صحت کی ضرورت ہے۔ وقتی ناتوانی یا سرعت

اس بات کی علامت ہے کہ ہمیں غذا بدلنے کی ضرورت ہے۔

سادہ غذا کے کئی فوائد ہیں۔ اس سے ہم میں صفراوی بیماریوں سے مقابلہ کرنے کی قوت پیدا ہوتی ہے اور عورتیں جن کو لیکوریا اور دوسری رطوبتوں کی شکایت ہوتی ہے' ان کے علاج کا ضروری حصہ بھی سادہ غذا ہے۔ نیز سادہ غذا سے قبض کی شکایت بھی دور ہو جاتی ہے۔

صحت مند اور سادی غذا ایک ایسی بنیاد ہے جس پر ہم اپنی جنسی زندگی کی غیر متزلزل عمارت بلند کر سکتے ہیں۔

ہمارا یہ تجربہ ہے کہ اگر قبض سے چھٹکارا حاصل ہو جائے تو دیگر بیماریاں خود بخود رفع ہو جاتی ہیں۔ بعض ماہرین کا تو یہ خیال ہے کہ وہ لڑکے جو خود لذتی کی عادت پر قابو نہیں پا سکتے' قبض کے مریض ہیں۔ وہ عورت جس کے بانجھ پن کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی' قبض کی مریضہ ہے اور وہ عورت جس کو جنسی تعلقات سے نفرت ہے وہ بھی قبض کی مریضہ ہے۔ کیونکہ ذہن اس وقت کام نہیں کر سکتا جب تک جسم بیمار رہے گا۔

لیکن قبض کا جس حماقت آمیز طریقہ سے علاج ہوتا ہے اس کے اثرات ظاہر ہیں ہمارے ڈاکٹر صاحبان غذا کی بحالی پر زور دینے کے بجائے دوائیاں اور گولیاں دیتے ہیں۔ قبض کے مریضوں سے پوچھئے کہ وہ اپنے قبض کے لیے کیا کرتے ہیں۔ تو وہ جواباً یہ بتائیں گے کہ وہ قبض دور کرنے کے لیے کسی نہ کسی قسم کی گولیاں کھاتے ہیں۔

اور افسوس کی بات یہ ہے کہ (laxative) گولیاں قبض کو بڑھاتی ہیں۔ زہر پر زہر چڑھا دیا جاتا ہے۔

جب تک ہم کو یہ احساس نہ ہو گا کہ ہماری جسمانی صحت کا دارومدار ہماری غذا پر ہے' ہماری جنسی قوتوں کی بنیاد غذا پر ہے' اس وقت تک جسمانی اور جنسی بیماریاں بدستور رہیں گی۔

ہمارا جسم پیداوار ہے کل کی غذاؤں کا اگر یہ غذا ہی غیر صحت مند ہو گی تو ہم کیسے صحت مند ہوں گے۔ (سیکس اینڈ ہیلتھ)

منگیتر کو ضرور دیکھ لینا چاہیے:

حدیث نبوی ﷺ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے اس کو دیکھ لیا ہے۔ اس شخص نے عرض کیا نہیں فرمایا جاؤ دیکھ لو۔ کیونکہ انصار کی عورتوں میں کچھ ہوتا ہے۔ یعنی انصاری عورتوں کی آنکھیں چھوٹی ہوتی ہیں۔ (مسلم' نسائی' طبرانی)

ایک اور صحیح حدیث میں اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ اس عورت کو دیکھ لو تم دونوں کے درمیان محبت قائم رکھنے کے لیے یہ زیادہ مناسب ہوگا۔

(ترمذی' نسائی' ابن ماجہ' حدیث صحیح ہے۔)

ایک اور جگہ روایت ہے۔

تم میں سے کوئی جب کسی عورت سے منگنی کرے تو اگر اس کے لیے اپنی منگیتر کو دیکھ لینا ممکن ہو تو دیکھ لے۔ (ابو داؤد' طحاوی' حاکم فی المستدرک)

تم میں سے کوئی اگر کسی عورت سے منگنی کرے تو اسے دیکھ لینے میں مضائقہ نہیں بشرطیکہ منگنی کے ارادے سے دیکھے خواہ اس کی منگیتر کو اس کا علم نہ ہو۔

(طحاوی۔ حاکم فی المستدرک حدیث صحیح ہے)

علمی وضاحت:

منگیتر کو ضرور دیکھ لینا چاہیے اس موضوع پر گفتگو کی مناسبت سے ناظرین کو ایک گندے رواج سے آگاہ کرنا ہم ضروری سمجھتے ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ اس قسم کا نکما رواج آج بہت سارے مسلم خاندانوں میں بڑھتا جا رہا ہے۔ رواج ہے شادی سے پہلے تجربہ اور آزمائش کے لیے لڑکوں اور لڑکیوں کا آزادانہ اختلاط۔ جس کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ چنانچہ یہ ایسا رواج ہے جس کو مٹ جانا چاہیے کیونکہ اس سے خوشیاں ملیامیٹ ہو جاتی ہیں۔ ایک رسالہ میں جس کی میں نے جانچ کی اور اس پر نوٹس بھی لکھے' اس اختلاط کے بھیانک نتائج کو بخوبی پیش کیا گیا ہے۔

والدین اور سرپرستوں کی آگاہی کے لیے اس رسالہ سے چند اقتباسات یہاں ذکر کیے جاتے ہیں۔

ایک پر فریب تہذیب کے نام سے جس نے ہمارے ذہن ہمارے اخلاق اور ہماری

روایات کو ہلا کر رکھ دیا ہے اور جس کے ہم قیدی بنے بیٹھے ہیں' اسی تہذیب اور اندھی تقلید کے نام سے ہم نے ایسے انجانے راستوں پر چلنا سیکھا' جن کا دین اور اخلاق سے کوئی واسطہ نہیں۔ اس قسم کا ایک رواج چل پڑا ہے کہ لڑکے اور لڑکیاں بطور تجربہ شادی سے پہلے آپس میں ملیں۔ اس سلسلے میں چونکہ ہم نے اس حد تک چھوٹ دے رکھی ہے کہ نہ کوئی چوکی پہرہ ہے نہ ضمیر کا کھٹکا ہے۔ نہ دین کا احساس ہے نہ ہی کسی خویش واقارب کا وہاں سے گزر ہے۔

اس آزادانہ اختلاط کا نتیجہ نکلا ہے کہ یہ میل ملاپ آج اپنی بدترین صورتوں کے ساتھ ہمارے سامنے پوری طرح موجود ہے۔ اس اختلاط کے نام سے درحقیقت ہم نے بارود کو آگ دکھائی ہے۔ تہذیب اور ثقافت کے نام سے شیر جیسے پھاڑ کھانے والے درندے کے منہ میں لقمہ ڈال رکھا ہے۔ پھر اس کھلی چھوٹ کے نتیجہ میں لڑکیوں اور خاندانوں کی جو درگت بنی' عزت و ناموس کو جس طرح سربازار رسوا ہونا پڑا اور جس قدر ذلت اور رسوائی ہوتی رہی' اور جس کا ثبوت یہ ہے کہ اس قسم کے جنسی اسکینڈلوں سے اخباروں کے صفحات بھرے پڑے ہیں۔ ظاہر ہے ان سب کے بارے میں کوئی کیا کہہ سکتا ہے؟ اور سب سے زیادہ شرم کی بات تو یہ ہے کہ اس گندی روش نے رفتہ رفتہ ایسا عادی بنادیا ہے کہ لوگوں کا ایسا مزاج بن گیا ہے جس کی وجہ سے گندگی کا کسی کو احساس تک نہیں' کوئی اس پر منہ ٹیڑھا نہیں کرتا۔ کسی کی پیشانی پر بل نہیں آتا' نہ کسی کے ماتھے پر ندامت کے آثار نمودار ہوتے ہیں۔

اور انجام کار یہ ہوتا ہے کہ حرص و ہوس کا یہ پتلا سانپ بن کر جب اپنے شکار کا رس چوس لیتا ہے اور ہاتھ آئی چیز سے طبیعت بہرحال اکتا جاتی ہے' نیز جس چیز سے روکا جاتا ہے آدمی اس کی کشش دل میں پاتا ہے' تب کوئی الزام دھر کر یا عیب لگا کر وہ اسے ایک طرف ڈال دیتا ہے اور اس کی عزت و ناموس کا یوں جنازہ نکل جاتا ہے۔

پھر بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس اختلاط کے نتیجہ میں لڑکی شادی سے پہلے ماں بن جاتی ہے اور اس گھناؤنے جرم کی نشانی اس کے پیٹ میں پروان چڑھتی ہے۔

ایک لڑکی کی زندگی تباہ کرنے کے بعد پھر یہ نوجوان کسی دوسرے شکار کی تلاش میں نکلتا ہے اور وہی کھیل پھر شروع ہو جاتا ہے۔ اس طرح بدکاری بڑھتی ہے۔ بے حیائی پھیلتی ہے اور جب ہوس کو یوں تسکین ملتی ہے تو شادی کا بازار خود بخود پھیکا پڑ جاتا ہے۔

بھلا بتایا جائے یہ چھٹے ہوئے بدمعاش اور بے مہار نوجوان جو بھونروں کی طرح ایک پھول کو چھوڑ کر دوسرے پھول پر منڈلاتے ہیں۔ ایک کلی کا رس نچوڑ کر دوسری کے درپے

ہوتے ہیں۔ کیا کوئی ان کی گوشمالی کرنے والا ہے؟ کیا کوئی ان کا حساب بے باق کر سکتا ہے۔

ظاہر ہے بدکار لڑکیاں مفت میں اگر اپنی عزیز متاع از خود پیش کرنے کے لیے آمادہ ہیں تو ان اوباش نوجوانوں کے لیے نکاح کے بندھن میں پڑنے' اس کے اخراجات برداشت کرنے اور اس کی پابندیوں کو گوارہ کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ پھر یہ ہوگا کہ نوجوان حلال کو اپنانے سے گریز کریں گے اور اگر والدین اور سرپرست اس گریز کی وجہ جاننا چاہیں تو ہم عرض کریں گے کہ یہ اسی جھوٹی مدنیت اور فریب تہذیب کا شاخسانہ ہے جس کی ناپاک گھڑی کو ہم نے مدت سے اپنے سروں پر اٹھا رکھا ہے اور اس کی بدولت ہم نے اپنی روایات اپنا دین اور اپنی عزت و شرافت سب کو تج دیا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ اجنبی مردوں اور عورتوں کے آزادانہ اختلاط سے اسلام نے ہمیشہ روکا ہے اور یہ یاد دلایا ہے کہ اجنبی مرد ایک اجنبی عورت کے ساتھ ہو تو ان کے ہمراہ تیسرا شیطان ہو جاتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ میرے بعد مردوں کے حق میں عورتوں سے بڑا کوئی اور فتنہ نہیں۔

بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر دنیا میں مرد اور عورت کی ایک ایک ہڈی بھی باقی رہے تب بھی فطری طور پر ایک کا دوسرے کی طرف میلان ہوگا۔ نیز ان کا پروپیگنڈہ قطعی جھوٹا ہے کہ اشراف گھرانوں کے افراد میں اس قسم کا اختلاط ہوا کرتا ہے۔ حالانکہ حقیقت میں یہ نادان ہیں' یا جنسی توانائی اور انسانی فطرت کے بارے میں سراسر تجاہل برت رہے ہیں۔

اگر منگنی کرنے والا اپنے ارادہ میں پختہ اور شادی کے لیے پہلے سے تیار رہے تو ایسے شخص کو اسلام چہرے اور ہتھیلیوں کے دیکھنے کی اجازت دیتا ہے بلکہ اس کے لیے یہ مناسب ہے کہ کچھ بڑی بوڑھی مخلص عورتوں کو لڑکی کے گھر بھیجے تاکہ وہ لڑکی کے اخلاق اور اس کے چال چلن کا اندازہ کریں لڑکے کو بھی چاہیے کہ وہ اچھی طرح پہلے جائزہ لے اور اپنی آنے والی نسلوں کے بارے میں غور و فکر کرے۔ اس لیے کہ ماں باپ کی عادتیں آنے والی نسلوں میں ضرور سرایت کرتی ہیں اور اگر نوبت اس کی آئی جسے اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے اور اس کا رواج ہو گیا تو اس سے ننگ اور عار بڑھے گا تباہی اور رسوائی میں اضافہ ہوگا۔

لوگ کامیاب اسی صورت میں ہوں گے جب وہ لوٹ کر اپنے دین اور اپنی شریعت پر دوبارہ گامزن ہوں گے اور مرد و زن کے آزادانہ اختلاط سے گریز کریں گے۔

مرد عورت کا فرض ہے کہ دونوں اپنے میدان میں سرگرم عمل ہوں اور جس قدر

انہیں پابند کیا گیا کسی قسم کی سرکشی اور حدود سے تجاوز کیے بغیر اس سے آگے قدم نہ بڑھائیں۔ آج اخبارات اٹھا کر دیکھیے تو معلوم ہو گا کہ روزانہ ایسی خبریں آ رہی ہیں جن سے عبرت و نصیحت روز بروز بڑھتی جا رہی ہیں۔ آج کسی نوجوان لڑکے کا دل کسی ایسی لڑکی کی طرف صحیح طریقے سے ملتفت ہو گا جو لوٹ کر پھر سے پردے اور گوشہ میں چلی جائے' گراوٹ اور بے جا آزادی سے خود کو بچائے۔ ہمیشہ نقاب اور حجاب کا استعمال ہی اس کا سچا محافظ ہے ورنہ اس کے چاروں طرف انسان نما بھیڑیے ہیں' جن کے دل اس کے لیے بیکل ہیں اور ہوس نے ان کی آنکھوں کو اندھا کر رکھا ہے۔

یعنی الفت قائم رکھنے کے لیے زیادہ بہتر ہو گا کہ نقاب اور حجاب کا التزام کیا جائے۔

علامہ ابن القیم" باحیا طور پر منگیتر کو دیکھنے اور تعارف حاصل کرنے کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ اس سے ایک دوسرے کے ساتھ ملائمت اور نرمی قائم ہو گی۔ آپس میں اصلاح اور درستی آئے گی۔ لفظ ادام بھی اسی سے ماخوذ ہے جس کے معنی سالن کے ہیں اور جس سے روٹی کھانا ٹھیک معلوم ہوتا ہے اور اگر یہ سب ہو لیکن آپس میں کوئی مناسبت اور ربط نہ ہو تو ظاہر ہے یا تو آپس میں محبت نہ ہو گی یا اس کے اندر پختگی اور استواری پیدا نہ ہو گی۔ اس لیے آپس میں محبت پیدا ہونے کیلئے ایک دوسرے کے ساتھ مناسبت پیدا ہونا بے حد ضروری ہے۔

(روضۃ المحبین)

یہ پہلو بھی بڑا دردناک اور دلخراش ہے کہ بہت سارے سرپرست منگیتر کو اپنی بیٹی دکھانا پسند نہیں کرتے اس کے بجائے اس کا فوٹو دکھاتے ہیں۔ جس کو کسی اجنبی فوٹو گرافر نے ان کی لاعلمی کی حالت میں بنایا ہوتا ہے۔ یہ تصویریں ایسی ہوتی ہیں جن سے پیشانی عرق آلود ہوتی ہے اور اگر تصویریں فوٹو گرافر یا اس شخص کے پاس باقی رہیں تو اس سے طرح طرح کے فتنے اٹھ کھڑے ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ یہ سب سنت نبوی کو چھوڑ دینے اور باطل عادتیں اپنا لینے کا نتیجہ ہو گا۔

اس حدیث میں بعض صحابہ جیسے محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کا عمل پایا جاتا ہے۔

چنانچہ سہل بن ابو حثمہ کہتے ہیں۔

میں نے دیکھا ہے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ بثینہ بنت ضحاک کو تیز تیز نظروں سے گھور رہے ہیں اس وقت بثینہ اپنے کھجوروں کے ایک جھنڈ میں تھی۔ میں نے عرض کیا آپ صحابی رسول

ﷺ ہو کر ایسا کر رہے ہیں انہوں نے کہا میں نے رسول خدا ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اگر تمہارے دل میں کسی عورت سے منگنی کا خیال آئے تو اسے دیکھ لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ابن ماجہ طحاوی)

علمائے کرام اور فقہی ماہرین کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ منگیتر کو کس حد تک دیکھا جا سکتا ہے۔ بعض نے صرف چہرہ اور ہتھیلیوں کو دیکھنے کی اجازت دی ہے لیکن اس قید کی کوئی دلیل نظر نہیں آتی۔ نیز اس قسم کی قید لگانے میں صحابہ کی فہم و دانش کو معطل کرنا لازم آتا ہے۔

اس مناسبت سے ہم اللہ کے نبی حضرت سلیمان علیہ السلام کا عمل پیش کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ آپ نے بلقیس سے نکاح کا ارادہ کیا اور اس کی پنڈلیوں کو دیکھنے کے لیے آپ نے ایسا محل تعمیر کرایا کہ بلقیس نے اس محل (کے فرش کو) کو دیکھا تو یہ سمجھا کہ پانی ہے اس لیے اس نے پائنچے چڑھا لیے۔ اس طرح خدا کے برگزیدہ نبی نے اس کی پنڈلیاں دیکھ لیں اور اس سے نکاح فرمایا۔

اس موقعہ پر ایک اور سوال ذہن میں آتا ہے کہ جب حکیم و دانا دستور ساز نے شادی سے قبل مرد کو عورت کے دیکھنے کی اجازت مرحمت فرمائی تو کیا ولی لڑکی کو شرعی پردے کے بغیر اس کے سامنے پیش کرے گا؟ حقیقت حال کا علم صرف اللہ کو ہے لیکن جہاں تک میں سمجھتا ہوں کہ اس کی اجازت ہے بالخصوص جبکہ شارع علیہ السلام نے نکاح کے خواہاں مرد کو بقدر امکان اپنی منگیتر کو دیکھنے کی اجازت دی ہے۔ خواہ لڑکی کو اس کا علم نہ ہو۔

علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں۔ داؤد کہتے ہیں کہ منگیتر کا پورا بدن دیکھا جا سکتا ہے۔

امام احمدؒ سے تین اقوال منقول ہیں۔

اول یہ کہ اس کے چہرے اور دونوں ہاتھوں کو دیکھنے کی اجازت ہے۔

دوم یہ کہ جو عضو عام طور پر کھلے ہوں انہیں دیکھ سکتا ہے۔ جیسے گردن اور دونوں پنڈلیاں وغیرہ۔

سوم یہ کہ سر سے پیر تک عورت کے پورے جسم کو دیکھ سکتا ہے خواہ وہ لائق ستر ہو یا نہیں۔ کیونکہ اس کی بھی صراحت ملتی ہے کہ مرد عورت کو کھلم کھلا دیکھ سکتا ہے۔

امام ابن قدامہؒ نے مغنی میں صفحہ ۴۵۵ پر لکھا ہے۔

عام طور پر جو عضو کھلے ہوئے ہوتے ہیں انہیں دیکھنے کی اجازت ہے' اس لیے کہ رسول

خدا ﷺ نے لڑکی کی لاعلمی میں اسے دیکھنے کی اجازت دی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عادتاً کھلے ہوئے اعضا دیکھ لینا جائز ہے اور ڈھکے ہوئے اعضا کو نہ دیکھتے ہوئے محض کھلے ہوئے اعضاء کو دیکھنا ممکن نہیں ہے۔

اور جس طرح مرد عورت کی دینداری کا جائزہ لے سکتا ہے لڑکی کے سرپرست کو اس کی اجازت ہے کہ لڑکی کی طرف سے لڑکے کی دینداری' اس کے اخلاق اس کے چال چلن کا بغور مشاہدہ کرے کیونکہ اسی پر نکاح کا دارومدار ہے اور اگر سرپرست نے اپنی بیٹی کسی فاسق' بدعتی کے حوالہ کی تو وہ اپنے اور اپنی بیٹی کے ساتھ بھیانک جرم کا مرتکب ہوگا۔

(بحوالہ تحفۃ العروس)

منگیتر کو دیکھنے کی اجازت اور تنہائی کی ملاقات سے امتناع

یورپی معاشرے کی رنگارنگی:

اسلام اگر کسی عمل کی اجازت دیتا ہے تو اس کی احتیاطیں اور شرائط بھی ہوتی ہیں۔ اس کے برعکس یورپی معاشرے نے بے لگام قوانین کے ذریعے نوجوان نسل کو اپنے انتخاب کی ترغیب دی ہے۔

یورپی ماں کا دکھ:

مجھے ایک خاتون ملی اسے دل کی جان لیوا تکلیف تھی۔ اس کا دکھ صرف ایک تھا کہ میری بیٹی سارا دن گھر رہتی ہے' اس کا کوئی بوائے فرینڈ نہیں کیونکہ وہ باہر نہیں جائے گی تو اس کی شناسائی کیسے ہوگی۔ ہمارے ہاں اصول یہ ہے کہ لڑکا اور لڑکی اپنے جیون ساتھی کا خود انتخاب کریں۔ اپنی پسند کو ملحوظ رکھیں بلکہ اپنی محبت میں وہ ایک دوسرے کو آزمائیں۔ حتیٰ کہ جب ان کی آپس میں ایڈجسٹمنٹ ہو جائے اور ایک دوسرے کو چکھ لیں' پرکھ لیں تو پھر وہ شادی کرلیں گے۔ (امریکہ میں نے دیکھا)

ناکام شادیاں ناکام بیویاں:

شادی سے قبل آپس میں محبت معاشقہ اور کھلے عام میل جول یورپی معاشرے کی عادت

اور فطرت میں شامل ہے۔ پہلے پہل لڑکی اور لڑکا جوانی کے جذبات میں بہہ کر اور ان جذبات سے مجبور ہو کر میاں بیوی جیسی زندگی گزارتے ہیں۔ پھر ایک دوسرے کی کمی عیوب اور نقائص کو سامنے رکھتے ہیں تو محبت میں کمی آجاتی ہے' حتیٰ کہ ایک دوسرے کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اگر محبت زیادہ ہو تو پھر شادی ہو جاتی ہے۔ لیکن اکثریت کو طلاق کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ یورپی معاشرے میں شادی نہ کرنے کی بنیادی وجہ صرف اور صرف شادی سے قبل عام ملاقات اور تعلق ہے۔

اسلام نے اس تعلق کو قابل مذمت بیان کیا ہے۔

گورباچوف کی داستان:

سابق روسی صدر گورباچوف نے جوانی کی داستان کچھ یوں بیان کی ہے۔

پہلے پہل لڑکی کی جوانی سے متاثر ہو کر لڑکا جو کہ پہلے سے کھلے اور آداب سے باغی ماحول میں پلا ہوتا ہے لڑکی کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ پھر ان کا یہ سلسلہ چلتا ہے لیکن تین وجہ سے اگر یہ تینوں وجوہات باقی رہیں تو سلسلہ چلتا رہتا ہے ورنہ ختم۔

1۔ دولت

2۔ اچھی سروس

3۔ جنسی وحشی پن

اگر دولت باقی رہی تو تعلق' محبت' ملاقات بھی باقی رہی' ورنہ علاوہ کوئی تعلق نہیں۔ اچھی سروس تک تعلق ورنہ لاتعلقی اور اس کے علاوہ بعض لوگ جنسی طور پر بے مہار صلاحیتوں کے مالک ہوتے ہیں ان کا کام روز نئی لڑکی پھانسنا اور اس سے جنسی تسکین لینا ہوتا ہے۔

میرے خیال میں اگر شادی سے قبل جنسی تعلق یا ملاقات نہ ہو تو معاشرہ اصل ترتیب پر واپس آسکتا ہے۔ (جنسی جوانی اور ہم)

جنسی تعلقات--- شادی سے پہلے:

جنسی تحریک و تسکین کی تین واضح اقسام ہیں۔

پہلی قسم وہ ہے جس میں خالص جنسی تقاضوں کو پورا کیا جائے۔ اس صورت میں جنسی

تسکین خود اپنی منزل بن جاتی ہے۔ جس میں رفیقہ حیات سے نہ تو خلوص ہوتا ہے۔ نہ قیام نسل کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ ایک وحشیانہ جذبہ اکساتا ہے اور انسان اس ابال کو ختم کرنے کے لیے کسی رفیق یا رفیقہ کا وقتی سہارا لے لیتا ہے۔ ہمیشہ سے ایسے افراد موجود رہے ہیں اور آج بھی موجود ہیں جو ہر قیمت پر اپنے جنسی تقاضوں کو وحشیانہ طریقوں سے پورا کرتے ہیں۔ جب تک سائنس ان کے اس وحشی جذبہ پر قابو اختیار نہیں کرتی ان کو سماجی اقدار اور ملک کے قوانین ہی سنبھال سکتے ہیں۔

دوسری قسم میں ان نوجوانوں کی جنسی تسکین آتی ہے جو اتفاقیہ یا ارادتاً شادی سے پہلے ہی اپنی منسوبہ سے جنسی تعلقات پیدا کر لیتے ہیں۔ ان میں ایسے نوجوان بھی ہیں جن کو یہ یقین نہیں ہوتا کہ وہ اپنی موجودہ منظور نظر سے شادی میں کامیاب ہوں گے اس لیے وہ شادی سے پہلے ہی آزمائشاً جنسی تعلقات تک کو نہیں چھوڑتے اور ایک طرح کی آزمائشی شادی رچا لیتے ہیں۔ دنیا کے بہت سے حصوں میں لاتعداد لوگ بغیر کسی شادی کی رسم کے ازدواجی زندگی گزارتے ہیں اور میاں بیوی کی طرح رہتے ہیں۔ بچے پیدا کرتے ہیں' ہر طرح سے ایک دوسرے کی دلجوئی کرتے ہیں' لیکن روایتی شادی نہیں کرتے۔

تمام تہذیب یافتہ قوموں میں شادی سے پہلے منسوبہ سے جنسی تعلقات کی پابندی ہے لیکن تاریخ کا ایک بھی دور ایسا نہیں گزرا جس میں تمام افراد سے سماجی اقدار اور قوانین کی پابندی ہو۔ تواریخ اور کلاسیکی ادب کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ کچھ لوگوں نے ان پابندیوں سے آزادانہ زندگی گزاری ہے اور جنسی تعلقات کو صرف شادی تک ہی محدود نہیں رکھا ہے۔ ان لوگوں کے نظریات کی رو سے جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے جنسی اخلاق میں زیاں کاریاں نہیں پھیلیں۔ لیکن اس سے ہمارے رویہ میں فرق آگیا ہے۔ افراد اپنی جنسی لغزشوں کو چھپانے کی زیادہ کوشش نہیں کرتے۔ ازدواجی تعلقات محض خواب گاہوں تک محدود نہیں رہ گئے مثلاً امریکہ اور یورپ میں کھلی جنسی آزادی ہے اور لڑکیوں اور لڑکوں پر زیادہ پابندی نہیں ہے اور موجودہ سائنسی نظریات بھی جنسی اقدار کی اس گندگی کو جو عام جنسی زندگی میں پیدا ہو جاتی ہے' کو کنٹرول کرنے سے قاصر ہیں۔ اس زمرے میں آنے والے افراد کو اپنے جنسی رویہ کو زیادہ واضح کرنے کی ضرورت ہے۔

تیسری قسم میں وہ کم عمر لڑکے یا لڑکیاں آتی ہیں جو شادی سے پہلے تفریحاً جنسی جذبات کی آگ سے کھیلتے ہیں۔ امریکہ اور یورپ میں کالج کے لڑکوں اور لڑکیوں میں جنسی معلومات کی

کمی ہوتی ہے۔ ان کو اپنے آپ پر قابو نہیں ہوتا اس لیے وہ اس آگ سے جل جاتے ہیں۔ طوفان میں بہہ جاتے ہیں اور اس کی ذمہ داری والدین پر آتی ہے جو اپنی اولاد کو جنسی معلومات سے بے بہرہ رکھتے ہیں۔ جو ان کی نگرانی نہیں کرتے اور آہستہ آہستہ ان کا اخلاق گرتا جا رہا ہے۔ کیا اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ خود انسان اپنی انسانیت سے گر گیا ہے؟

آج امریکہ و یورپ میں جنسی کج رویاں موجود ہیں وہ اگلے زمانہ میں بھی تھیں۔ پچاس سال پہلے ان لڑکیوں کو اسکولوں سے نکال دیا جاتا تھا جو لڑکوں سے ملتی جلتی تھیں۔ والدین اپنی لڑکیوں کی ناجائز اولادوں کو اپنا متبنیٰ بنا لیتے تھے۔

لڑکوں کو ان لڑکیوں سے شادی پر مجبور کیا جاتا تھا جن کی زندگیاں انہوں نے برباد کی تھیں۔ چھوٹی عمر کے لڑکے اور لڑکیاں جنسی کھیلوں میں اس وقت تک منہمک رہتے تھے۔ جب تک کوئی بڑا نہ دیکھ لے۔ اسکول کی وہ لڑکیاں جو حاملہ ہو جاتی تھیں ان کو نکال دیا جاتا تھا۔ ایسے سکول موجود تھے جہاں غیر شادی شدہ مائیں تعلیم پاتی تھیں۔ آج گھروں میں بھی نوجوان لڑکیاں اور کنوارے لڑکوں کی زیادہ نگرانی نہیں ہوتی خود نوجوان لڑکیاں اور لڑکے ایسی محفلیں منعقد کرتے ہیں جہاں وہ اپنے جنسی جذبات کو ہوا دے سکیں یہ رویۂ نظریات پچاس برس پہلے کے نظریات سے زیادہ تباہ کن ہیں۔ ان سے دل کی گہرائیوں کی تسکین تو نہیں ہوتی صرف عارضی مزا سا ملتا ہے اور احساس جرم الگ پیدا ہوتا ہے اور خصوصاً لڑکیاں اپنی لغزشوں کو چھپانے کی کوشش کرتی ہیں شادی سے پہلے ان تعلقات میں سطحی پن لازمی ہے۔ ان سے حقیقی محبت تو پیدا ہونے سے رہی اور ان کو قبل از وقت ازدواجی تعلقات بھی نہیں کہا جا سکتا کیونکہ شادی کا ارادہ تو ہوتا نہیں۔

تجربہ کار لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ شادی سے پہلے کے جنسی تعلقات محض یہ جاننے کے لیے ہوتے ہیں کہ آخر ان تعلقات میں مزا کیا ہے۔

ان ممالک میں بڑھتی ہوئی طلاقوں کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ اگر مرد عورت میں کوئی بنیادی کمزوری ہے تو شادی کے بعد بھی ٹھیک نہیں ہوتی اگر جنسی جذبات پر قابو حاصل نہیں کیا جاتا اور ہر سنہری موقع سے اس کی وقتی تسکین کر لی جاتی ہے تو شادی کے بعد بھی جب ان حالات' تعلقات میں ہیجگی آ جاتی ہے یہ جذبات بے قابو ہی رہتے ہیں۔ عام مردوں اور عورتوں کا ذاتی تجربہ تو یہ بتاتا ہے کہ جنسی چھیڑ چھاڑ اور محبت میں بہت فرق ہے۔ شادی صرف جسمانی تعلق سے اپنی تکمیل پر نہیں پہنچتی بلکہ خلوص اور مشترکہ تسکین کے ارادہ سے

ہی کامیاب ہوتی ہے۔

اگر شادی سے پہلے جنسی تعلقات پر پابندی نہ ہو تو جنسی تسکین محض جسمانی اتصال ہی کا نام رہ جائے گا اور جب یہ نوجوان شادی کریں گے تو ازدواجی تقاضوں کو پورا نہ کر سکیں گے۔

صحت مند جنس کے لیے جنسی نظریات کی تعلیم ضروری ہے۔ اگر میاں بیوی شادی سے پہلے ہی جنسی لذت سے آشنا ہو چکے ہیں تو وہ قربت پیدا نہیں کر سکتے جو شادی کے ابتدائی دنوں میں کنواری لڑکیاں اور کنوارے لڑکے محسوس کرتے ہیں۔ ایک طرح سے دونوں میں محبت کی بنیاد نئی نئی جنسی تسکین ہی بنتی ہے۔ اگر دونوں شادی سے قبل جنسی لذت سے ناآشنا رہے تو باآسانی اس بلندی پر پہنچ سکتے ہیں جہاں اپنے پن کا ایک نیا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔

ہم یہ جانتے ہیں کہ بعض اوقات کنوارپن کے باوجود میاں بیوی میں تلخیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ شادی سے پہلے جنسی اجتناب شادی کو ضرور کامیاب بنا دیتا ہے۔ کیونکہ ازدواجی زندگی صرف جنسی پہلو تک محدود نہیں۔ اس کے اور بھی تقاضے ہیں جن کی تسکین ضروری ہے۔ وہ افراد جو ہر طرح کا توازن رکھتے ہیں۔ وہ صرف جنسی زندگی میں ہی کامیاب نہیں ہوتے بلکہ زندگی کے ہر شعبے میں کامیاب ہوتے ہیں۔

ماہرین نفسیات کا کہنا ہے کہ بچے سماجی اقدار کو توڑنا نہیں چاہتے بلکہ اپنے والدین اور ان لوگوں کے نقش قدم پر چلنا چاہتے ہیں جن کو وہ پسند کرتے ہیں۔ اب جنسی بھی الجھنیں ان میں پیدا ہوتی ہیں ان کی وجہ یہ ہی کہ ان کی خاطر خواہ تسلی والدین سے نہیں ہوتی۔ جب یہ بچے اپنے ہم عمر بچوں سے معلومات حاصل کرتے ہیں اور جنس ہی وہ پہلو ہے جس کے متعلق ان کو کوئی تسلی بخش راہبر نہیں ملتا۔ یہ رہبر خود والدین ہی ہو سکتے ہیں یا کتابیں ہوتی ہیں، جن تک ان کی بہت کم پہنچ ہوتی ہے۔

بچوں کے جنسی رجحانات بہت کم عمری میں ہی یعنی ابتدائی پانچ سال کے (اندر ہی اندر) متعین ہونے لگتے ہیں۔ جیسے ہی بچے دوسروں کی باتیں سمجھنے لگتے ہیں ان میں سماجی شعور پیدا ہونے لگتا ہے۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اس عمر ہی سے ان کو زندہ رہنے کا آرٹ سکھانے لگیں۔ اگر اسے اپنی زندگی سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا ہے تو اکثر پابندیوں کا خیال رکھنا ہی پڑے گا۔ اور یہی تہذیب کہلاتی ہے اگر بچے مفکرین کے علم سے فائدہ نہیں اٹھاتے تو وہ اس الجھی ہوئی دنیا کے قابل نہیں بن سکتے۔

جنسی تعلقات فطرت سہی لیکن معاشرہ کے دوسرے پہلوؤں کی طرح یہ بھی اپنی ذات ہی تک محدود رکھنے چاہئیں اور عام مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے۔ لیکن اس کے برخلاف (ان ممالک میں) نوجوان لڑکے اور لڑکیاں پارٹیوں میں دوسروں کی موجودگی کے باوجود پیار و محبت کی انتہائی حدوں پر پہنچنے سے نہیں ہچکچاتے۔ لیکن تمام لڑکے اور لڑکیاں ایسا نہیں کرپاتیں۔

مثلاً مجھے ایک لڑکی کے متعلق علم ہے جس کو اپنے منگیتر سے محبت ضرور تھی لیکن وہ اس سے کہا کرتی تھی کہ وہ اپنی عصمت کی قدر کرتی ہے اور کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہتی جس سے اسے شرمندگی اٹھانا پڑے۔ وہ اس کی موجودگی میں کمرہ کی بجلی بجھانا نہیں چاہتی کیونکہ اسے چھپ کر کچھ کرنے کی تمنا نہیں ہے۔ لڑکے نے اپنے والدین سے کہا کہ وہ اپنی منگیتر کو پسند کرتا ہے یہ لڑکی ایسے والدین کی ہے جو اس کی تمام باتوں کو غور سے سنتے ہیں اور اس کے ہر سوال کا جواب دیتے ہیں۔ اس لڑکی نے مجھے بتایا کہ عام لوگوں کو ایسے اخلاقی معیار کی ضرورت ہے جو قابل فخر و عزت ہو۔ اگر کوئی اعلیٰ معیار سامنے نہیں ہے تو انسان بھٹکتا رہتا ہے۔

اسی طرح ایک اور لڑکی نے مجھے بتایا کہ اس نے اپنے والدین سے یہ سیکھا ہے کہ خواہشات پر قابو رکھنا چاہیے۔ بغیر سوچے سمجھے کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہیے اور چھوٹی خواہشات کو بڑی خواہشات کے لیے قربان کردینا چاہیے۔ اگر آج کی تکلیف کل اور پرسوں اور پورے مستقبل کی راحت کا موجب بن سکتی ہے تو یہ تکلیف ضرور اٹھانا چاہیے۔

لیکن زیادہ تر لڑکوں اور لڑکیوں کے نظریات اتنے صحت مند نہیں ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ والدین اتنے مصروف رہتے ہیں کہ ان کو اپنے بچوں کی خیر خبر نہیں رہتی کہ وہ کیا کررہے ہیں، کس سے ملتے ہیں۔ اس توجہ کی عدم موجودگی میں یہ لڑکے اور لڑکیاں نہیں جانتیں کہ اپنی فرصت کے اوقات کیسے گزاریں۔ اسی کے لیے وہ اپنا وقت محبت بازی میں گزارتے ہیں اور یہ محبت بازی ہی ان کو صحت مند ازدواجی زندگی اور عمدہ مستقبل سے محروم کردیتی ہے۔



دوران حمل مباشرت کا مسئلہ

جماع کے آداب میں اب ایک مسئلہ دوران حمل مباشرت کا رہ جاتا ہے قرآن و سنت میں حمل کے دوران اپنی بیوی سے مباشرت و مجامعت کی ممانعت کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اس لیے عام حالات میں یہ جائز ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے تاہم یہ مسئلہ طبی اور نفسیاتی ہے۔ جس کی بنیاد عقل عام' مشاہدے اور تجربہ پر ہے۔ اسلام کا رجحان عام طور پر جب کہ اس کا کسی نفس شرعی سے ٹکراؤ نہ ہوتا ہو عقل و تجربے کی ایسی باتوں کو تسلیم کرنے کا ہے۔ سلف صالحین کے رویئے سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ جس کی بعض مثالیں پچھلے صفحات میں گزر چکی ہیں۔

اپنے طبی اثرات کے لحاظ سے حمل کے نو مہینوں کو تین تین مہینوں کے تین وقفوں میں تقسیم کیا گیا ہے ابتدائی تین مہینوں میں مجامعت کی بالکل ممانعت تو نہیں البتہ اس کے وقفہ کو نسبتاً بڑھا دینے کو بہتر سمجھا گیا ہے۔ ساتھ ہی عام دنوں کے مقابلے میں اس عرصے میں اس عمل میں نسبتاً نرمی اور سہولت کا لحاظ رکھنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اس احتیاط کو ملحوظ نہ رکھنے کی صورت میں اسقاط حمل ہو سکتا ہے۔ خاص طور پر اس سے پچھلے حمل میں اگر اس عرصے میں اسے اسقاط ہو چکا ہو تو اور بھی احتیاط کی ضرورت ہے۔

حمل کی دوسری سہ ماہی یعنی اس کی وسطی مدت میں مباشرت کی وجہ سے اسقاط کا امکان کافی کم ہوتا ہے۔ البتہ اس مدت میں بھی مجامعت کے وقفہ کو نسبتاً طویل رکھنا بہتر ہے ساتھ ہی اس عمل میں نرمی اور سہولت کا لحاظ اتنا ہی مناسب ہے۔ حمل کی تیسری سہ ماہی یعنی ساتویں سے نویں مہینے کے عرصے میں البتہ مباشرت کے وقفے کو مزید طویل کر دینے کی ضرورت ہے۔ اسی سبب سے اس عمل میں نرمی اور آہستگی کا لحاظ بھی ضروری ہے۔ جس سے عورت کے پیٹ پر دباؤ کم سے کم پڑے۔ اسی لیے اس عرصہ میں مباشرت کی ہیئت زیادہ یہ بہتر سمجھی گئی

ہے کہ عورت اس طرح لیٹی ہو کہ مرد اس کے آگے کے راستے میں پیچھے کی سمت سے آسکے جس سے کہ اس کے پیٹ پر دباؤ کم سے کم کرنے میں مدد ملے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ آخری سہ ماہی کے دوران بہت سی عورتوں میں مباشرت کی خواہش نسبتاً بڑھ جاتی ہے۔

البتہ ایسی صورت میں جب مباشرت سے عورت کے پیٹ یا بچے دانی میں تیز درد محسوس ہوتا ہو یا بچے دانی سے خون جانا شروع ہو جائے یا وضع حمل کی صریح علامات ظاہر ہونے لگیں۔ ایسی صورت میں مباشرت سے لازمی طور پر بچنا ضروری ہے۔ خلاصہ یہ کہ حمل کے دوران جنسی عمل کو نہ تو بالکل موقوف کر دینا مناسب ہے نہ تو اس کا حد سے تجاوز اور غیر محتاط ہونا بہتر ہے۔ یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ حمل کا زمانہ ایسا ہوتا ہے کہ اس میں عورت لطف و محبت کی کچھ زیادہ ہی طلب گار ہوتی ہے۔ اس لیے اسے جنسی راحت و لطف سے بالکل محروم نہ کرنا چاہیے۔

دوسرا پہلو عام نفسیات اور اخلاق کا ہے جس کی اہمیت شریعت کے نزدیک اس کے طبی پہلو سے کم نہیں ہے۔ دوران حمل ماں جن کیفیات سے دوچار ہوتی ہے جنین پر اس کا خاطر خواہ اثر پڑتا ہے اور نتیجہ میں بچے پر اس کے غیر معمولی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ لہٰذا ماں باپ کی غیر معتدل جنسی کیفیات کا نامناسب نفسیاتی اثر جنین پر پڑے تو یہ عین قرین قیاس ہے۔ اس لیے کہ خاص طور پر حمل کے آخری تین چار مہینوں میں زوجین کو مباشرت و مجامعت سے زیادہ سے زیادہ بچنے کی ضرورت ہے اور اگر اس کے بغیر چارہ نہ ہو تو اس عمل میں زیادہ سے زیادہ نرمی اور شائستگی کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔ ہندوستان جیسے ملکوں میں اس نقصان سے بچنے کی سب سے آسان صورت تعدد ازواج بھی رہی ہے۔ لیکن آج کے دور میں اس سے بھی دور رہ کر یک زوجگی (Monogamy) پر ہی اکتفا کرنا زیادہ مناسب اور بہتر ہے۔ حمل کے آخری تین چار مہینوں میں مرد کے لیے صبر اور ضبط نفس سے کام لینا ہی مسئلہ کا سب سے آسان حل معلوم ہوتا ہے۔ جہاں ایسا ممکن نہ ہو تو پاکی قلب و نظر کی پامالی کے بڑے نقصان سے بچنے کے لیے جنین کے ذہنی اور نفسیاتی نقصان کو انگیز کیا جائے۔ اس پاک جذبے کی شمولیت کی بناء پر مولیٰ کریم کی ذات سے امید ہے کہ وہ ہونے والی اولاد کو اس کے ممکنہ اخلاقی اور ذہنی نقصانات سے محفوظ رکھنے کا سامان کرے گی۔

ہندو قوم کی سادہ لوح اکثریت میں خاص طور پر حمل کے آخری مہینوں میں مباشرت کو پاپ سمجھا جاتا ہے۔ یہ اس قوم کا وہم ہے۔ یہی وہم مسلمان ہو جانے والے کئی مسلمانوں میں

بھی پایا جاتا ہے جس کا شریعت میں کوئی حوالہ یا ذکر نہیں ہے۔ جنین جب تک ماں کے پیٹ میں ہے اس کا جز ہے۔ اس عرصہ میں شوہر و بیوی کے معمول کے جنسی تعلق میں اس پہلو سے اس کے ہاں اخلاقی نقصان کا کوئی تصور نہیں ہے۔

میڈیکل جرنل کی تحقیق:

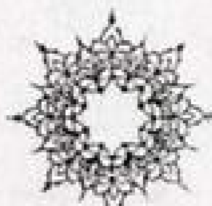
دوران حمل مباشرت سے حتی الامکان پرہیز لازم ہے۔ دراصل حمل کے دوران چونکہ رحم کی بافتیں اور ٹشوز بالکل غیر لچک دار ہو جاتی ہیں ایسی صورت میں جماع کرنا نامناسب ہے۔ (میڈیکل جنرل والیم 2)

مشاہدات و تجربات:

ایک صاحب مریضہ کو انتہائی شدت درد میں لائے۔ ان کے خاوند سے معلوم ہوا کہ مریضہ کو بہت زیادہ خون جاری ہے لیکن یہ خون کچھ دنوں سے ہے۔ تحقیق پر پتہ چلا کہ خاوند بذات خود وحشی طبیعت کا مالک تھا۔ موصوف نے دوران حمل بیوی سے ہم بستری کی۔ اس طرح حمل ضائع ہو گیا۔

ایک مریضہ کو شکایت تھی کہ اس کا حمل نہیں ٹھہرتا۔ بہت علاج کرائے لیکن افاقہ نہ ہوا تھا۔ تحقیق حال پر پتہ چلا کہ مریضہ کا خاوند دوران حمل خاص طور پر چھٹے ساتویں ماہ کے بعد بھی ہم بستری سے اجتناب نہیں کرتا۔

ایک صاحب کے دوران حمل جماع کی وجہ سے بچے عیب دار پیدا ہوتے تھے۔ جب اس نے حمل کے دوران ہم بستری ترک کر دی تو یہ عیبی بچے پیدا ہونے بند ہو گئے۔



عورتوں میں ہم جنسی

جس طرح مرد مردوں سے غیر فطری طریقہ پر جنسی تسکین حاصل کرتے ہیں۔ اسی طرح عورتیں عورتوں سے غیر فطری طریقہ پر جنسی تسکین کا سامان کرتی ہیں۔ مردوں کی ہم جنسی کو (Homosexuality) کہا جاتا ہے۔ تو عورتوں کی ہم جنسی کو جدید اصلاح لزبین ازم (Lesbianisam) ہے جس کا ذکر کتاب کے باب اول میں بھی آیا تھا۔ اسلام جس طرح مرد کے مرد کے ساتھ غیر فطری فعل کو سخت ترین گناہ قرار دیتا ہے اور جس کی حرمت اور اس کے کبیرہ گناہ ہونے پر تمام اہل علم کا اتفاق ہے۔ (المغنی لابن قدامہ) عورتوں کی ہم جنسی کو بھی وہ اسی طرح سخت گناہ اور قابل تعزیر جرم قرار دیتا ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی دور رس نگاہوں نے آج سے چودہ سو سال قبل اس فتنہ کو بھانپ لیا تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے صراحت فرمادی کہ جس طرح مرد کی مرد کے ساتھ غیر فطری طریقہ پر جنسی تسکین زنا کے مشابہ فعل ہے اسی طرح عورت کی عورت کے ساتھ ہم جنسی بھی زنا کے ہم معنی ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی روایت ہے۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں۔

اگر مرد مرد کے پاس شہوت پوری کرنے کے لیے آتا ہے تو وہ دونوں زناکار ہیں اور عورت عورت کے پاس (شہوت) پوری کرنے کے لیے آتی ہیں تو وہ دونوں زناکار ہیں۔

(اخرجہ البیہقی و قرخرجہ ابوداؤد)

دوسرے موقع پر صرف عورتوں کے متعلق ارشاد ہوا۔ "عورتوں کی ہم جنسی ان کی آپس کی زناکاری ہے"

آپ ﷺ کی صراحت پر فقہ میں کہا گیا ہے کہ اگر دو عورتیں ایک دوسرے کی شہوت کی تکمیل کرتی ہیں تو وہ دونوں زناکار ہیں اور لعنت کی مستحق ہیں۔ (المغنی)

البتہ اس حرکت کا ارتکاب کرنے والی عورت زنا کی حد کی مستحق نہ ہوگی۔ ہاں اس کی

تعزیر کی جائے گی چنانچہ ارشاد ہے۔
"اور ان دونوں کے اوپر حد نافذ نہ ہوگی اس لیے کہ اس میں عضو داخل کرنا نہیں ہوتا۔ تو یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی مرد کسی عورت کی شرمگاہ سے ہٹ کر لطف اندوز ہو۔ ہاں ان دونوں کے اوپر تعزیر ہوگی۔ اس لیے کہ یہ زنا کی وہ صورت ہے جس میں کوئی حد مقررہ نہیں ہے تو یہ ایسا ہوگا جیسے کوئی مرد کسی عورت سے مجامعت کے بغیر لطف اندوز ہو۔"
(المغنی حوالہ سابق)

بعد کے اسلامی مفکرین نے بھی عورتوں کی اس برائی کی طرف اشارہ کیا ہے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ "بسا اوقات عورتیں بھی باہم ایک دوسری سے معاشقہ کرتی ہیں۔"

نبی ﷺ نے جس طرح مردوں کے سلسلے میں یہ پیش بندی لگائی کہ وہ ایک چادر میں دوسرے مرد کے ساتھ نہ سوئیں مبادا یہ چیز آگے بد فعلی کا پیش خیمہ ہو' عورتوں کے سلسلے میں بھی آپ ﷺ نے اس کی تاکید فرمائی کہ دو عورتیں ایک چادر میں ساتھ نہ سوئیں۔ مسلم و ترمذی کی روایت جس کے پہلے ٹکڑے کا حوالہ اس سے قبل دیا گیا ہے' یہ پوری حدیث ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ رسول ﷺ فرماتے ہیں۔

کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں نہ لیٹے اس حال میں کہ ان دونوں کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو۔ اسی طرح کوئی عورت کسی عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں نہ لیٹے اس حال میں کہ ان دونوں کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو۔ (مسلم جلد)

مرد کی طرح عورت کے لیے بھی ایک چادر میں یا ایک چارپائی پر دوسری کے ساتھ سونا منع ہے۔ اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ مردوں کی طرح یہ چیز عورتوں کی بد فعلی کا سبب بن سکتی ہے۔ حضرت شاہ صاحب حدیث کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ شہوانی جذبات کو بھڑکانے کی سب سے طاقتور صورت ہے۔ یہی جذبہ جب بھڑکتا ہے تو اس سے عورتوں اور مردوں کی ہم جنس پرستی کی صورت پیدا ہوتی ہے۔

اس مقصد سے حدیث میں مرد کو مرد کی شرمگاہ اور عورت کو عورت کی شرمگاہ دیکھنے سے منع کیا گیا ہے۔

روایت کا پہلا ٹکڑا ہے۔ "مرد مرد کی ستر عورت کو نہ دیکھے اور یہی معاملہ عورت کا ہے

کہ وہ دوسری عورت کی ستر عورت پر نگاہ نہ ڈالے۔" (مسلم)

دوسری حدیث میں عورت کی عورت سے مباشرت سے جو ممانعت کی گئی ہے اس کی بھی حکمت یہی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کوئی عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک بستر پر نہ سوئے۔ جس کے بعد وہ اپنے شوہر سے اس کا نقشہ اس طرح کھینچ سکے جیسے کہ وہ اس دوسری عورت کو دیکھ رہا ہو۔ (بخاری جلد ۲)

اس حدیث میں عورت کی عورت سے مباشرت کی ممانعت کی غالب حکمت بیان کی گئی ہے کہ اپنے تجربہ کی روشنی میں شوہر سے کسی عورت کے حسن و جمال کا تذکرہ اگر پوری جز رسی اور باریکی سے کرے گی تو یہ چیز اس (دوسری) عورت کے علاوہ خود اس کے اور اس کے شوہر کے لیے بھی فتنہ ہے۔ شوہر کا دل اس عورت سے لگ سکتا ہے۔ جس کے بعد اس کی بیوی کو پریشانی اور پشیمانی ہوگی۔ ساتھ ہی اس حدیث میں عورت کی عورت کے ساتھ ہم جنسی کی برائی میں پڑنے کے امکانی دروازے کو بند کرنے کی حکمت اور مصلحت بھی شامل ہے۔ عورت کی عورت کے ساتھ مباشرت سے اس کے اندر اپنی ہی جنس سے عشق و محبت کی بیماری پیدا ہو سکتی ہے۔ عشق اور محبت کا یہ روگ جو اس کے سینے میں چھپا ہو گا بسا اوقات بے ساختہ اس کی زبان پر آجائے گا۔ جس سے شوہر کی دوسری عورت سے دلچسپی سے اسے جو نقصان ہو گا وہ اپنی جگہ لیکن خود اس عورت کے اندر اپنی ہم جنسوں سے عشق و محبت کا مرض بڑھ کر کہیں سے کہیں پہنچ سکتا ہے۔ کسی مرحلہ میں وہ عورتوں کی ہم جنسی کی بھی خوگر ہو سکتی ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ)

دوسرے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد عورت ہر ایک کو یکساں طور پر ممانعت فرما دی۔ "کوئی عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک بستر پر نہ سوئے نہ کوئی مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک بستر پر سوئے۔" (مسند احمد)

صرف ماں باپ اور دوسرے اعزہ کی نسبت سے اس کی اجازت ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں اس کی صراحت ہے حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "کوئی مرد دوسرے مرد کے ساتھ اسی طرح کوئی عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک بستر پر نہ سوئے صرف بچے اور ماں کے لیے اس کی اجازت ہے۔"

یہ روایت مسند احمد کی ہے ابو داؤد کی روایت میں والدہ کی بجائے والد کا ذکر ہے۔ ہرگز ہرگز کوئی مرد کسی مرد کے ساتھ اسی طرح کوئی عورت کسی عورت کے ساتھ نہ سوئے صرف

باپ اور اس کی اولاد کے لیے اس کی اجازت ہے۔

عورت کی دوسری عورت کے ساتھ اس حرکت میں اگر انہیں انزال نہ ہو تب تو کوئی بات نہیں ہے لیکن اگر انہیں انزال ہو جائے تو اگر یہ روزہ سے ہوں تو ان کا روزہ فاسد ہو گا البتہ رمضان کے روزوں میں بھی ان کے اوپر اس کی صرف قضا ہی واجب ہو گی' کفارہ واجب نہ ہو گا۔ (بحوالہ نظریہ جنس)

عورتوں کی ہم جنسی اور جدید سائنس

پروفیسر ولز کی رپورٹ:

ماہر نفسیات پروفیسر ولز نے روزنامہ نیویارک ٹائم کو انٹرویو دیتے ہوئے اس بات کا اعادہ کیا ہے کہ امریکہ میں عورتیں مردوں کی بے وفائی کا شکار ہو کر اپنی ہم جنس عورتوں کی طرف متوجہ ہو رہی ہیں۔ میرے مشاہدے میں ایسی عورتیں آئی ہیں جو روز بروز امراض کی طرف مائل ہو رہی ہیں۔ علاج کروا کر اور گولیاں کھا کھا کر وہ نیم دیوانہ ہو گئی ہیں۔ لیکن میرے نفسیاتی علاج کے بعد وہ اصلاح کی طرف متوجہ ہوئیں۔ جب میں نے ہم جنس پرست عورتوں سے پوچھا کہ آپ اپنی ہی جنس کی طرف مائل کیوں ہوتی ہیں تو ان سب نے تقریباً ایک ہی بات کی کہ۔

1۔ مرد بے وفائی کر کے اپنا اعتماد کھو چکے ہیں اور ہم مردوں سے بیزار ہیں۔

2۔ عورتوں میں وفا موجود ہے لہٰذا ہم عورتوں کو اپنا ہمراز اور ہم لذت خیال کرتی ہیں۔

3۔ جنسی جنون کے وقت مردوں کا میسر آنا ہمارے لیے بہت مشکل ہوتا ہے لیکن عورتوں کا ملنا بالکل آسان ہوتا ہے۔ (مائی نریٹ منٹ سٹوری)

ہم جنس پرست عورتوں کی تنظیم:

امریکہ' آسٹریلیا' فرانس' ملائیشیا کے بعض علاقے اور انگلینڈ میں زنانہ ہم جنسی پورے عروج پر ہے اور اس کے لیے باقاعدہ تنظیمیں بنی ہوئی ہیں۔ حقوق کے حصول کے لیے احتجاج اور پارلیمنٹ کے باہر لوگوں سے ملنا ان کا طریق کار ہے۔

حتی کہ یورپی ممالک کی پارلیمنٹ کی بعض ممبر خواتین بھی اس گروہ میں شامل ہیں۔

ھیومین سیکس ہومز:

زنانہ ہم جنس پرستی کے لیے یورپ میں ایسے سنٹر ہیں جہاں اس فعل بد کی باقاعدہ تربیت دی جاتی ہے اور ایسے سنٹر میں شوقین مالدار عورتوں کو ایسی خوبصورت عورتیں بھی میسر ہوتی ہیں جن سے وہ اپنی جنسی تسکین کر سکیں۔

میڈیکل نقصانات:

ماہر ڈاکٹروں کی تحقیق کے مطابق وہ خواتین جو ہم جنسی میں مبتلا رہتی ہیں۔ ان میں خود کشی طلاق اور نفسیاتی امراض کے رجحانات بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ بلکہ انہیں ایک ایسی تکلیف ہوتی ہے جس کی وجہ سے ان کی زندگی مردوں کے لیے عذاب سے کم نہیں۔

1۔ ایسی عورتوں میں مردوں کے لیے دلچسپی ختم ہو جاتی ہے حتی کہ بعض واقعات ایسے بھی ہیں کہ ایسی عورتیں جب رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئیں تو بہت جلد طلاق ہو گئی۔
2۔ ایسی خواتین میں رحم کی سوزش اور رحم کی جلد کی حساسیت کی وجہ سے بہت جلد جنسی عمل کے لیے تیار ہو جانا اور پھر فوراً ہی انزال ہو جانا مسلسل پریشانی کا باعث بنتا ہے۔
3۔ ایسی عورتیں مردوں کے عضو خاص کو سخت ناپسند کرتی ہیں۔ اگر ان کے اندر عضو چلا جائے تو جلدی حساسیت اور رحم میں سکڑاؤ کی وجہ سے بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔
4۔ مرد کے لیے ایسی عورت کچھ اس لیے بھی تکلیف کا باعث بنتی ہے کہ مرد کی جنسی تسکین کے لیے ضروری ہے کہ عورت بھی جنسی عمل میں اس کا ساتھ دے لیکن یہاں ایسا نہیں ہوتا بلکہ پہلے پہل اگر عورت دخول عضو خاص کے لیے تیار ہوتی ہے تو عورت خود جلد منزل ہو جاتی ہے اور جب عورت کو انزال ہو جاتا ہے تو پھر مرد کے بدن اور عضو خاص سے اسے نفرت ہو جاتی ہے۔ اس طرح مرد کی جنسی تسکین نامکمل رہ جاتی ہے۔

مردوں کے نفسیاتی امراض:

ایسی عورتوں سے ملاپ کے بعد مردوں میں ایسے نفسیاتی امراض دیکھنے میں آئے ہیں جو

کہ شدید پیچیدگیاں پیدا کرتے ہیں۔ ایسے مرد خود ہم جنس پرستی شروع کر دیتے ہیں۔ ان میں زبردست جنسی کمزوری اور انتشار کی کمی ہو جاتی ہے۔

عجیب واقعہ:

میرے کلینک میں ایک مرد جو کہ اسلحہ ساز فیکٹری میں ملازمت کرتے تھے تشریف لائے ان کے جسم کا حساس جنسی حصہ مجروح اور زخمی تھا۔ میرے استفسار پر اس نے بتایا کہ میری بیوی ہم جنس پرست ہے وہ میرے ساتھ جنسی تعلقات استوار اس شرط پر کرنا چاہتی ہے کہ میں اپنا عضو خاص اس کی جائے مخصوصہ کے اندر نہ داخل کروں بلکہ میری بیوی اپنی اور میری جنسی تسکین کے لیے میرے عضو خاص کو چوسے گی۔ میں نہ مانا' آخر کار مجبوری میں مان گیا۔ اس نے میرے جسم کے حساس حصوں کو چوستے چوستے زخمی کر دیا۔ آپ حیران ہوں گے کہ اس عمل کو کرتے کرتے وہ دیوانی اور پاگل ہو جاتی ہے۔ (کرائسس آف سیکس)

خودلذتی اور جدید سائنس:

میرے پاس ایسے نوجوان اور بہت کم بڑی عمر کے آدمی بغرض علاج آتے ہیں جو اس فعل بد میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ بعض لوگ شادی کے بعد بھی اس عادت میں مسلسل مبتلا رہتے ہیں۔ اس مرض سے انہیں کیا نقصان پہنچتا ہے۔ اس کا کچھ اندازہ ان چشم دید واقعات سے ہو سکتا ہے۔

ایک صاحب نے مجھے بتایا کہ میں ایک سکول سے گزر رہا تھا۔ پیشاب کی حاجت شدت سے محسوس کی۔ لیٹرین میں گیا تو مجھے وہاں ایک سفید سی تہہ محسوس ہوئی کچھ غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ منی کی تہہ ہے جو کہ نوجوان حاجت کے لیے آتے وقت خودلذتی کے ذریعے نکال کر جاتے ہیں۔

ایسے نوجوانوں میں سے ایک نوجوان ایسا بھی دیکھا جو نالی سے پانی پیتا' پاگلوں جیسی حرکتیں کرتا تھا' حتیٰ کہ گھر والوں نے اسے زنجیروں سے جکڑ دیا تھا۔

ایک صاحب کہنے لگے کہ میں روزانہ کم از کم سات بار خودلذتی کرتا رہا ہوں حتیٰ کہ آخر منی کی جگہ خون نکل آتا تھا لیکن میں مسلسل اپنی ہوس میں مبتلا رہا۔ آخر انجام یہ ہوا یادداشت بالکل ختم ہو گئی۔ دانت کم عمری میں ہلنے لگے' جسم پر جھریاں صرف 24 سال کی عمر

میں پڑنا شروع ہو گئیں۔

ایک جوان لایا گیا جو کہ پاگل تھا۔ گھر والوں نے یہ سوچنا شروع کر دیا کہ یہ مرجائے تو بہتر ہے۔ بندہ کے پاس لایا گیا تحقیق کے بعد پتہ چلا کہ مریض خود لذتی میں مبتلا رہا ہے اور جب اس سے اس عادت کے متعلق پوچھا تو رو پڑا' کہنے لگا میرے خیال میں یہی تو اصل مرض کی وجہ ہے۔

آخر کار اس کی یہ عادت چھڑا کر جب علاج کیا گیا تو مریض بحمد اللہ تندرست ہو گیا۔

ڈاکٹر ڈیمر کے مشاہدات:

ایسے مریض ہمیشہ جھجک' تذبذب' ندامت' کسل مندی' حد سے زیادہ شرم و حیا میں مبتلا رہتے ہیں۔ انہیں کسی قدر بزدلی اور ڈر بھی آجاتا ہے۔ میرے مشاہدے میں ایسے لوگ معاشرے کے ایسے افراد ہوتے ہیں جو کسی محرومی' زیادہ قید یا پھر بیماری کے بعد اٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔

مرگی' مالیخولیا' دماغی کمزوری' بھول جانا یعنی نسیان' نگاہوں کی کمزوری خاص طور پر دور کی نگاہ کا کمزور ہونا' زبان کی لکنت حتیٰ کہ بعض مریضوں میں دیکھنے میں آیا ہے کہ ان کی حساسیت حد درجہ بڑھی ہوئی ہے۔ (ینگ اینڈ سیکس)

مشاہدات و تجربات:

نگاہیں جھکی ہوئی' پلکیں ڈھلکی ہوئی' پتلی سفید' آنکھوں کے گرد حلقے' کانوں کی لو لٹکی ہوئی۔ گالوں پر کبھی سفیدی کبھی جھریاں' گالیں اندر کو دھنسی ہوئیں' ہونٹ سیاہی مائل' ناک کی نوک خمیدہ' گردن کی رگیں پھولی ہوئی' زیادہ چلنے سے سانس پھول جانا' سیڑھیاں چڑھنا محال' اگر چڑھ جائے تو اترنا پریشانی' اگر بیٹھ کر اٹھے تو آنکھوں کے سامنے اندھیر چھا جانا اور سر چکرا جانا' ہاتھ ٹھنڈے رہنا' یا کبھی بہت گرم رہنا' جہاں رکھنا ہاتھ پاؤں سو جانا' پیشاب تیز اور جلا ہوا آنا۔ سرعت انزال اور جنسی بے طاقتی کا روز بروز بڑھتے رہنا' حتیٰ کہ مریض کا زندہ درگور ہو جانا۔ اس کی وجہ ہے خود لذتی اور بس۔

خود لذتی اسلام کی رو سے ایک حرام اور قابل لعنت عمل ہے۔

خودلذتی --- جو بظاہر ناقابل علاج ہے

کانسٹن فوسٹر:

تمام ماہرین جنہوں نے خودلذتی کے مسئلہ مطالعہ کیا ہے اس بات پر متفق ہیں کہ یہ اتنی عالمگیر عادت ہے کہ غالباً کوئی فرد اس سے مستثنیٰ نہیں کہا جاسکتا۔ ہر زمانہ اور ہر ملک میں لوگ اس عادت میں مبتلا رہے ہیں گو اس کے اثرات اتنے تباہ کن نہیں ہوتے جتنے عام لوگ خیال کرتے ہیں۔ پھر بھی لوگ اگر اس عادت پر قابو پاسکیں تو اچھا ہے۔ یہ امید ضرور کی جاسکتی ہے کہ بچپن میں ایسا ماحول پیدا کیا جاسکتا ہے کہ اس میں کثرت نہ ہو اور اس کے اثرات اتنے تباہ کن نہ ہوں۔

خودلذتی کی مخالفت میں بہت کچھ کہا چکا ہے اور کچھ نام نہاد معلم افراد اس کے اثرات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتے رہے ہیں۔ ان جھوٹی باتوں سے جو اثرات نوجوانوں پر مرتب ہوتے ہیں اس پر بہت کم توجہ دی جاتی ہے۔ اس کی اتنی برائیاں کی جاتی ہیں کہ نوجوان فطری حالات میں بہت کم اس عادت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں لیکن ان برائیوں کو سن سن کر زیادہ متوجہ ہو رہے ہیں۔ دل ہی دل میں اس عادت پر شرمندہ ہوتے ہیں' اس بری عادت کو چھوڑنے کے ارادے کرتے ہیں مگر چھوڑنے سے قاصر ہو کر وہ اور بھی زیادہ خودلذتی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

کثرت خودلذتی کے جو برے اثرات نازک اعضا پر مرتب ہوتے ہیں ان سے تو کسی کو بھی انکار نہیں مگر اس کے دیگر جسمانی نقصانات پر مبالغہ سے کام لیا گیا ہے۔

اس سے ذہنی برائیاں زیادہ پیدا ہوتی ہیں۔ ایک طرف تو نوجوان کوشش کرتے ہیں کہ یہ عادت ختم ہو جائے دوسری طرف اس میں کشش پیدا ہوتی رہتی ہے۔ یہ کشمکش زیادہ

نقصان دہ ہے۔ کیونکہ یہ کشمکش انسان کی دوسری اہم فطری بھوک کے خلاف ہے۔

وہ والدین جو اپنے بچوں کو خود لذتی کا شکار پاتے ہیں اور وہ نوجوان جو اس عادت میں مبتلا ہیں کم از کم اس بات میں ضرور کوشاں ہیں کہ کوئی ایسا طریقہ معلوم ہو جائے جس سے یہ عادت اگر یکسر چھوڑی نہ جاسکے تو کم از کم اس پر قابو ہی حاصل ہو جائے۔ ماہرین جنسیات نے چند طریقے بتائے ہیں جن پر ہم بحث کریں گے۔

یہ عادت بچپن ہی سے شروع ہو جاتی ہے اس افسوس کن حقیقت کا اعتراف کرنا ہی پڑے گا۔ اپنے جسم کے حصوں کو جاننے کی کوشش میں یا جنسی اعضا میں کسی تکلیف کے باعث بچہ بہت جلد اس لذت کو معلوم کرلیتا ہے جو ان اعضاء سے متعلق ہے۔ اس لیے جب کسی بچے کو اس عادت سے لطف اندوز ہوتے دیکھیں تو اس کی توجہ کسی دوسرے دلچسپ مشغلہ کی طرف مبذول کرا دیجئے۔ اسے ڈرایئے دھمکایئے نہیں اور نہ ہی اس کو اس کی اہمیت کا احساس دلایئے۔ بعض والدین بچوں کو اس عادت سے بچانے کے لیے ڈھیلے ڈھالے پاجامے اور قمیض پہناتے ہیں اور سروں اور آستینوں کو باندھ دیتے ہیں تاکہ بچہ اپنے اعضاء سے کھیل نہ سکے اس سے الٹا اثر ہوتا ہے۔ بچہ اس عادت کی طرف زیادہ رجوع کرتا ہے اور حالات والدین کی نظروں سے اوجھل رہتے ہیں۔ بچہ ان ممنوعات میں پھنس جاتا ہے۔ بعض ممالک میں دھات کے ایسے آلات بنائے گئے جو لڑکے اور لڑکیوں کے جنسی اعضاء پر کس دیئے جاتے تاکہ بچے ان سے کھیل نہ سکیں۔ یہ مصنوعی آلات بچوں کے ذہنوں کو ہر وقت جنسی اعضاء کے متعلق ہی سوچنے کی دعوت دیتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ ایسی خواہش بھی بیدار کر دیتے ہیں جن سے اعضاء میں اور بھی کھجلی پیدا ہوتی ہے۔

عرصہ دراز تک معلم اخلاق افراد اور ڈاکٹر اس عادت سے متنفر کرنے کے لیے ڈرانے اور دھمکانے کے طریقہ کو استعمال کرتے رہے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو بچے اس عادت میں پھنس چکتے ہیں وہ اپنے والدین سے چھپا کر اس کو انجام دیتے ہیں۔ بعض والدین تو جسمانی تکلیف پہنچا کر اس عادت کو چھڑانے کی کوشش کر چکے ہیں لیکن بے سود۔ بچوں سے اس کے برے اثرات کا اظہار کرنا اور اس طرح جدید تاسف پیدا کرنے کی کوشش کرنا بھی بے نتیجہ ثابت ہوا ہے کچھ بڑے تو ممکن ہے اخلاقاً اور جسمانی سزا سے بچنے کے لیے ارادتاً اس عادت کو ترک کر سکتے ہوں لیکن چھوٹے بچے بالکل نہیں۔ ڈاکٹروں کے پاس اکثر بچے لائے جاتے ہیں جن کے جنسی اعضاء میں کوئی تکلیف ہوتی ہے۔ یہ تکلیف بچوں کو جنسی اعضاء کی طرف

زیادہ متوجہ کرتی ہے اور وہ اس عادت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ جتنے بھی جلدی امراض ہیں مثلاً پھنسیاں، پھوڑے اگزیما کھجلی سب کی سب خود لذتی کی محرک بن سکتی ہیں۔ اس حالت میں بچہ کی عادت کو چھڑانے سے پہلے ان امراض کا کلی علاج ضروری ہے۔

وہ بچے اور جوان جو کثرت سے اس عادت میں مبتلا ہیں ان کا بس ایک ہی نفسیاتی علاج ہے۔ خصوصاً نوجوان طبقہ جو جنسی تسکین کے فطری ذرائع کی غیر موجودگی سے اس عادت کو اپنائے ہوئے ہے اخلاقی نصیحت یا سزا سے اس عادت کو نہیں چھوڑ سکتا۔ اسے کسی ہمدرد ڈاکٹر یا ناصح کی ضرورت ہے۔ جو بڑی ہمدردی سے اس کی تکلیفوں کو سنے۔ اور اگر خود مریض بھی پُرخلوص طریقے سے اس عادت کو چھوڑنا چاہے تو یہ ناممکن کام ممکن ہو سکتا ہے وہ تمام نوجوان جو اس عادت سے بدحال ہو چکے ہیں اور بالکل مایوس ہو گئے ہیں ان کو ہمت ہارنا نہیں چاہیے۔

اس عادت کے فرد فرد پر جداگانہ اثرات ہوتے ہیں۔ کچھ مریض تو ایسے ہوتے ہیں جو کسی بات کی پرواہ نہیں کرتے اور اس عادت کو اپنائے رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر کثرت خود لذتی کے حقیقی اثرات ظاہر کرنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ اس کی روک تھام کی کوشش کریں۔ یہ عادت ان اشخاص پر سب سے زیادہ برے اثرات ڈالتی ہے جو اپنی اس عادت کو حد سے زیادہ چھپانے کی کوشش بھی کرتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ شرمندہ اور پریشان بھی ہوتے رہتے ہیں۔ ہیبت ناک اثرات اتنے گہرے اتر جاتے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ یا تو وہ پاگل ہو جائیں گے یا مفلوج ہو کر رہ جائیں گے وہ اپنے آپ کو ہر بات کے لیے نااہل سمجھتے ہیں۔

مردوں اور عورتوں سے دور بھاگتے ہیں اور وہ ایک دن یقیناً ذلت کی زندگی گزارتے ہیں یا اکتا کر خودکشی کر لیتے ہیں۔ ایسے افراد کے لیے ضروری ہے کہ ہم ان کو خود ساختہ ذلت و قنوطیت کی دنیا سے نکالیں اور اس عادت کے باعث جذبات پر مرتب ہونے والے گہرے اثرات کو واضح کریں اور بتائیں کہ وہ تنہا اس عادت میں مبتلا نہیں ہیں اور اسی وقت اس کے تباہ کن اثرات پڑتے ہیں جبکہ وہ کثرت سے کی جائے اور اس کو ترک کیا جا سکتا ہے۔ اسے یہ بھی سمجھانے کی ضرورت ہے کہ اس کی عادت کے جسمانی اثرات زائل ہو جاتے ہیں۔ اگر مریض یہ سمجھ گیا تو پھر وہ بہ آسانی خود اعتمادی پیدا کر سکتا ہے۔ جو اس کو ترک کرنے کا واحد علاج ہے۔

وہ ایک اور غلط فہمی کا شکار ہوتا ہے کہ اس کا چہرہ دیکھتے ہی لوگ سمجھ جاتے کہ وہ کس

مکروہ عادت کا شکار ہے۔ عام لوگ تو خیر الگ رہے خود ایک ماہر ڈاکٹر بھی چہرہ دیکھ کر اس کا پتہ نہیں لگا سکتا۔ ہاں اگر چہرے سے ناامیدی' تھکاوٹ برستی ہے اور انسان مرجھایا ہوا نظر آتا ہے تو اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ خود لذتی میں مبتلا ہے۔ یہ خیال ترک ہی کر دینا چاہیے کہ کوئی دیکھ کر اس کی عادت کو معلوم کرلے گا۔ اگر مریض میں خود اعتمادی پیدا ہو گئی تو اس کا احساس شرم ختم ہو جائے گا۔ ایسے مریضوں کو یہ بھی بتایا جائے گا کہ اس عادت سے ان کی سماجی زندگی میں کوئی فرق نہیں آیا تو ان کی ہمت اور بھی بڑھ جاتی ہے اور وہ زیادہ کامیابی سے عادت پر قابو حاصل کر لیتے ہیں اس طرح خود اعتمادی پیدا کرانے کے بعد ایسی دواؤں کا استعمال کرایا جاسکتا ہے جو ان کی جنسی خواہشات کو وقتی طور پر کم کردیں اور آرام کی نیند سلا سکیں۔

لیکن ان دواؤں کی عادت نہیں ڈالنا چاہیے۔ جہاں تک عضوی خرابیوں کا تعلق ہے تو ان کے لیے ڈاکٹر سے مشورہ کرنا چاہیے۔ دواؤں کی یہ امداد اس عادت کو چھڑانے میں بہت کم حصہ لیتی ہے اصل علاج تو صحیح نظریات کا قائم کرنا ہے۔ اور ان صحیح نظریات کو اس عادت کو چھڑا دینے کے قابل سمجھنا میں ہے۔

ہمیں یقین ہے مریض اگر پُرخلوص طریقہ سے کوشش کرے تو وہ اپنی عادت کو چھوڑ سکتا ہے۔ (سیکس اینڈ ہیلتھ)

عورتوں کی خودلذتی:

مرد کی طرح عورتیں بھی جن مختلف طریقوں سے خودلذتی کرتی ہیں ان کا ذکر قبل ازیں بھی ہو چکا ہے۔ عورت اپنی انگلی کے ذریعے یا دوسرے طریقوں سے جنسی تسکین کے حصول کی جو کوشش کرے ان سب کا وہی حکم ہے جو مردوں کی خودلذتی کا ہے جن کی تفصیل گزر چکی ہے۔ البتہ عورت کی ان حرکتوں میں چونکہ مرد کے مقابلے میں عمل کافی بڑھ جاتا ہے۔ اس لیے قیاس ہے کہ اس کی حرمت اور ممانعت بھی اسی نسبت سے بڑھی ہوگی۔ اضطرار کی صورت میں بعض فقہا مرد کی خودلذتی کی طرح عورت کی خودلذتی کے جواز کے بھی قائل ہیں۔ اپنے زمانہ میں اس مقصد سے رائج عورتوں کے طور طریقوں کو تفصیل کے ساتھ علامہ ابن قیم (۷۵۲ھ) بعض علماء حنابلہ کی رائے ان لفظوں میں نقل کرتے ہیں۔

اگر کوئی عورت ایسی ہو جس کا شوہر نہ ہو اور اس کے اوپر جنسی خواہش کا دباؤ ہو تو

ہمارے بعض اصحاب کا کہنا ہے کہ اس کے لیے اکرنیج کا استعمال جائز ہے۔ یہ عضو تناسل کے شکل کی ایک چیز ہوتی ہے جو چمڑے سے تیار کی جاتی ہے۔ اسی طرح لکڑی اور چھوٹی لوکی وغیرہ سے وہ جو کام لیتی ہے اس کا بھی یہی حکم ہے۔ (ابن قیم الجوزیہ)

لیکن ساتھ ہی علامہ موصوف اس مسئلہ میں اپنی ذاتی رائے یہ بیان کرتے ہیں۔

"فرماتے ہیں لیکن صحیح بات یہ ہے کہ ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ اس لیے کہ جس شخص پر جنسی خواہش کا غیر معمولی دباؤ ہو اگر وہ شادی کرنے سے قاصر ہو تو نبی ﷺ نے اس کے لیے صرف ایک راستہ روزے کا بتایا ہے۔ اگر اس مقصد کے لیے کسی دوسری تدبیر کے بھی اختیار کرنے کی اجازت ہوتی تو آپ ﷺ اس کا تذکرہ ضرور فرماتے۔

علامہ ابن قیمؒ کے اس بیان سے دور جدید میں عورتوں کی دوسری صورتوں کے علاوہ بیٹری سے چلنے والے جنسی اعضاء جن کے ذریعے مہذب دنیا کی خواتین ترقی یافتہ انداز میں اس حرکت کا ارتکاب کرتی ہیں' کے بارے میں شریعت اسلامی کا نقطۂ نظر بھی سامنے آجاتا ہے بعض ائمہ کے مطابق اضطراری حالت میں اس کی گنجائش بھی ہو تو عام حالات میں محض لطف ولذت کے حصول کی غرض سے جیساکہ آج کی ترقی یافتہ دنیا میں اس کا رواج ہے اسلام میں اس کے لیے کوئی گنجائش اور جواز نہیں ہے۔ بڑی قابل رحم ہے دور جدید کی یہ تہذیب جس نے شادی کو مشکل اور بے حیائی اور بد کرداری کو آسان بنا دیا ہے۔ بجائے اس کے مرد عورت وقت پر شادیاں کرتے اور رشتہ ازدواج میں بندھ کر بھرپور جنسی زندگی کی مسرتوں سے لطف اندوز ہوتے' آج انسانیت کی قوت جنسی انحراف کی نت نئی صورتوں کی دریافت اور اس کے نوع بہ نوع طریقوں کی ایجاد پر صرف ہو رہی ہے۔ (بحوالہ نظریہ جنس)

عورتوں کی خودلذتی اور جدید سائنس:

اسلام آدمی کو انسان بناتا ہے اور جب یہی آدمی اسلام سے ہٹ کر زندگی کے شب و روز گزارتا ہے تو پھر یہی آدمی صرف آدمی رہ جاتا ہے لیکن افسوس انسان پر۔ یہ انسان کب بنے گا۔ اس ضمن میں دینی تجزیہ آپ نے ملاحظہ کرلیا ہوگا۔

زیر نظر جدید تحقیق ملاحظہ فرمائیں۔

فیسرلیس مور کے مشاہدات:

شکاگو میں ایک پھیری والا جو کہ گھریلو ضروریات کا سامان فروخت کرتا ہے' اس کا کہنا ہے کہ میری گاہک عورتیں مجھ سے بار بار ایسی چیزوں کا سوال کرتیں جن کا تصور میرے ذہن و گمان میں بھی نہیں تھا۔ لیکن اب اس بات کا مطالبہ کچھ زور پکڑ گیا وہ یہ کہ ہمیں نرم ربڑ کے بنے ہوئے مردانہ عضو تناسل درکار ہیں۔ پہلے تو خود میں بھی جھینپ سا گیا لیکن پھر مارکیٹ کے بڑے دکانداروں سے اس چیز کی ڈیمانڈ کی تو انہوں نے فری ہو کر کہا ہاں یہ کوئی نئی چیز نہیں بلکہ بہت عام ہے۔

لیکن ایک چیز میں نے محسوس کی کہ جن جن عورتوں کو میں نے وہ ربڑ کے عضو خاص لا کر دیئے کچھ عرصہ بعد ان کے مزاج اور حالات میں فرق بلکہ انقلابی فرق محسوس کیا۔ وہ یہ کہ ان میں ہر چیز کی جلدی یعنی آنے کی جلدی اور سودا سلف لینے کی جلدی اور رقم دینے میں جلدی اور پھر جانے میں جلدی۔ پہلے تو مجھے کچھ محسوس نہ ہوا پھر میں ان کی عادات میں تبدیلی دیکھ کر چونک پڑا۔

دوسری تبدیلی ان میں بات بات پر غصہ اور چہرے کی رونق غائب ہو جانا میرے دل نے محسوس کی۔ واقعی یہ سب کچھ اس غیر فطری فعل کی وجہ سے ہے۔ ایک دفعہ میں نے یہ واقعہ اپنے ڈاکٹر سے بیان کیا تو ڈاکٹر اسفل نے کچھ اس طرح بتایا۔

ڈاکٹر اسفل کے تجربات:

ایسی عورتیں زود حس اور حساس ہو جاتی ہیں ان میں ہر چیز کی محبت غالب آکر زندگی کو تنگ کر دیتی ہے۔ وہ اس طرح کہ یہ عورتیں ایک موذی چیز مثلاً سانپ کو دیکھتے ہی بہت زیادہ خوفزدہ ہو جائیں گی لیکن مارنے کے سلسلے میں ان کی حس میں تبدیل ہو جائے گی لہٰذا خطرہ رہے گا کہ وہ سانپ زندہ بچ گیا تو کسی کو ڈس لے گا۔

ایسی خواتین میں ڈیپریشن اور نفسیاتی امراض اتنے زیادہ ہو جاتے ہیں کہ وہ شراب کے رسیا کی طرح روز بروز اپنے ذہنی دباؤ کو ختم کرنے کے لیے اس فعل کو بڑھاتی چلی جائیں گی۔ حتیٰ کہ وہ ایسے دوزخ میں پہنچ جائیں گی جہاں سے نکلنا محال ہے۔

ایسی خواتین کو اکثر حمل نہیں ہوتا اگر ہوتا ہے تو اسقاط ہو جاتا ہے بلکہ بعض خواتین کو

رحم کا ورم ہو جاتا ہے اور مخصوص رطوبت رحم کم ہو کر مزید امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔

(جنس جوانی اور ہم)

مردے کے ساتھ مباشرت:

جانور کے ساتھ مباشرت کا ہی حکم مردے کے ساتھ مباشرت کا ہے جسے آج کی اصطلاح میں (Necvophilia) کہا جاتا ہے اس میں بھی حد نہیں ہے صرف تعذیر ہے۔ البتہ اگر کوئی فرد ایک سے زائد بار اس حرکت میں ملوث پایا جائے اور اس کا عادی ہو جائے تو ایسے لوطی کے سلسلے میں امام اعظمؒ کے مذکورہ مسلک کے مطابق امام مناسب سمجھے تو اس کے شر سے معاشرہ کو پاک رکھنے کے لیے اس کے قتل کا بھی حکم دے سکتا ہے۔ حالات کے لحاظ سے تعزیر میں مبالغہ اور سختی کی گنجائش دوسرے فقہا کے یہاں موجود ہے۔

اس حرکت سے اگر کسی کا روزہ ہو اور اسے انزال ہو جائے تو اس کا روزہ فاسد ہو جائے گا۔ (ردالمختار)

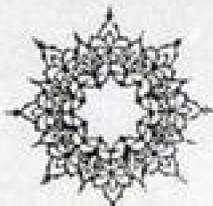
البتہ اسے صرف روزہ کی قضاء رکھنی ہوگی کفارہ لازم نہ آئے گا۔ (ہدایہ)

جنسی انحراف کی بعض نئی صورتیں:

دور جدید میں لڑکیوں پر آواز کسنے (Copnolotica) جنس مخالف کے اعضاستر کو دیکھ کر جنسی تسکین حاصل کرنے (Fetishism) کے علاوہ انہی جیسے دوسرے جنس کے منحرف رویوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ میٹیشزم کے دلدادہ لوگ صنف نازک کی بے جان اشیاء ان کے نیچے پہننے کے کپڑے (Under Clothes) اور بالوں وغیرہ سے کھیل کر جنسی تسکین حاصل کرتے ہیں۔ ٹرانس وسٹزم کے مارے افراد جنس مخالف کے کپڑے پہن کر اپنے جنسی جوش وجذبے کی تسکین کا سامان کر لیتے ہیں۔ جنس کے پیچھے ایسے دیوانوں اور دیوالیہ ذہنوں کی تواضع کے لیے اسلام میں تعزیر کی سزا ہے، جس کی کم سے کم تعداد تین کوڑے اور زیادہ سے زیادہ تعداد امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک انتالیس کوڑے ہے۔ جبکہ امام ابویوسف اس کی تعداد پچھتر کوڑے قرار دیتے ہیں۔ اگرچہ اس کی کم سے کم مقدار کے بارے میں ایک بات پر کہی گئی ہے اس کا فیصلہ امام کی صوابدید پر ہے۔ جرم سے باز رکھنے کے لیے وہ جس مقدار کو مناسب سمجھے اپنی صوابدید پر اس کا نفاذ عمل میں لائے۔ ساتھ ہی امام کو اس کا بھی اختیار ہے

کہ مار کی سزا کے ساتھ وہ اس میں جیل کی سزا کا بھی اضافہ کر دے۔

تعزیر کے سلسلے میں آخری قابل ذکر بات یہ ہے کہ غناء تہمت زنا اور شراب نوشی وغیرہ کی تمام ماروں کے مقابلے میں اس کی مار سب سے زیادہ سخت ہوتی ہے (واشد الغرب التعزیر) اس لیے کہ اس کی کمیت میں جو تخفیف کی گئی ہے تو اس کے بعد اس کی کیفیت میں تخفیف نہ ہوگی اس لیے کہ اندریں صورت پیش نظر مقصود ہی فوت ہو جائے گا۔ (ہدایہ)



مردے کے ساتھ مباشرت اور جدید سائنس

ڈاکٹر کنور بھگوان کے تجربات:

ڈاکٹر کنور ایک ماہر سرجن ہیں۔ روزنامہ میڈیکل ڈیلی میں انٹرویو دیتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ بھارت' امریکہ اور وسطی ایشیا کے ملکوں میں بعض جرائم پیشہ اور جنسی انتہا پسند لوگ مردوں سے مباشرت کرتے ہیں۔ یہ عمل' جہاں اخلاقی لحاظ انتہائی گھٹیا اور غلیظ ہے وہاں اس کے میڈیکل نقصانات مندرجہ ذیل ہیں۔

مردے کسی نہ کسی مرض ہی کی وجہ سے موت پاتے ہیں۔ تو دوران جماع ان کے خطرناک جراثیم جسم انسانی میں داخل ہو کر مہلک امراض کا باعث بنتے ہیں۔

میرے تجربات میں ایسے مریض بھی آئے ہیں جن کے عضو خاص کی بیماریاں اتنی خطرناک اور غلیظ تھیں کہ میں خود دنگ رہ گیا۔ بعد میں پتہ چلا کہ یہ مردوں سے مباشرت کا نتیجہ ہے۔

اکثریت ایسے مریضوں کی ہے جو جگر کے کینسر میں مبتلا پائے گئے تو جب بھی میں نے ان کا ٹیسٹ لیا تو انہیں ایسے مخصوص جراثیم سے متاثر پایا جو صرف مردوں کے جسم میں ہوتے ہیں۔ ایک مریض تو مسلسل یہ عمل کرتا رہا حتیٰ کہ وہ کئی خطرناک امراض میں مبتلا ہو کر مر گیا۔

(ڈیلی میڈیکل)

اس کے علاوہ مذکورہ مضمون میں لڑکیوں کے ساتھ مختلف رویوں کی وضاحت کی گئی ہے جس کے ہر فعل پر دینی احکامات نے انسانوں پر قید لگائی' ان کی میڈیکل وضاحت مندرجہ ذیل ہے۔

غیر محرم لڑکیوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی سائنسی وضاحت:

اس ضمن میں مشہور زمانہ جنسی عورت کے خیالات ملاحظہ فرمائیں۔

میڈونا کی آپ بیتی:

میری سہیلیاں اکثر مجھے اپنے گھر سے باہر کی زندگی کے واقعات سے فوری آگاہ کرتی رہتی تھیں' ان واقعات میں اکثر واقعات چھیڑ چھاڑ پر مبنی ہوتے تھے۔ ان حالات سے گزرنے والی نوخیز اور حسین لڑکیوں کی حالت میرے دیکھنے کے مطابق کچھ اس طرح تھی۔ لڑکے ان سے چھیڑ چھاڑ کے بعد اپنی پسند جتاتے ہیں حالانکہ دراصل وہ نوجوان ان لڑکیوں کو محض اپنی جنسی خواہش کا پیغام پہنچاتے ہیں۔ چونکہ ایسی خواہش ان لڑکیوں میں پہلے سے موجود ہوتی ہے ان کے اکسانے سے یہ حاجت اور بڑھ جاتی ہے' اس کا نقصان معاشرتی طور پر بہت بُرا ہوتا ہے۔ ایسی لڑکیاں ہمہ وقت جنسی خواہش کی تکمیل کی جستجو میں رہتی ہیں۔ ان کی گھریلو زندگی برباد ہو جاتی ہے اگر وہ شادی شدہ ہوں تو خاوند میں دلچسپی لینے کی فرصت ان کے پاس نہیں ہوتی۔ بچوں کو اپنے لیے وبال اور مصیبت سمجھتی ہیں۔

بالکل یہی عالم ان نوجوانوں کا ہوتا ہے جو ان حالات کو پسند کرتے ہیں ان کا کام ہر خوبرو عورت اور دیوی کو چھیڑنا' ان کی راہیں ماپنا بلکہ ان کی اس ادا اور عادت کو اپنانا ہوتا ہے اور وہ اس کام میں اپنے لیے فخر محسوس کرتے ہیں۔ پھر جب انہیں اپنا مقصود نہیں ملتا تو یہ بے شمار جنسی امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں' خود لذتی' ہم جنسی یا پھر طوائفوں کے فلیٹس کے چکر لگانا ان کا شیوہ بن جاتا ہے۔

ان میں سے بعض خودکشی کا شکار ہو جاتے ہیں اور مرنے سے قبل ایک رومانی خط لکھتے ہیں جس میں ان لڑکیوں کی بے وفائی اور اپنی وفا کا گلہ ہوتا ہے۔

ایسے نوجوان بالعموم بے روزگار ہوتے ہیں کیونکہ ان کا ہر وقت مشغلہ یہی ہوتا ہے اس لیے وہ تعلیم حاصل نہیں کر سکتے یا اگر کر لیتے ہیں تو پھر بھی جاب نہیں ملتا' اگر مل جاتا ہے تو ان کی دلچسپیاں ہمیشہ لڑکیوں کی طرف مائل رہتی ہیں۔

حیرت انگیز میڈیکل تحقیق:

ایسے جوانوں کو وٹامین خون میں بڑھنے کی وجہ سے ایسے امراض کا سامنا کرنا پڑتا ہے

جنہیں بظاہر وہ کم تر اور عام سمجھتے ہیں لیکن بعد میں ان کے اثرات اتنے زیادہ خطرناک ہو جاتے ہیں کہ علاج ناممکن ہو جاتا ہے۔ ان میں مایوسی' ڈیپریشن بڑھ جاتا ہے۔ گھریلو زندگی نامکمل سی ہوتی ہے اور یہ خودکشی کی طرف مائل ہوتے ہیں۔

اعصابی کمزوری' ذہنی دباؤ اور کندھوں کا کھچاؤ ان کے لیے وبال جان سے کم نہیں ہوتا۔ کمر کا درد اور پنڈلیوں میں درد' ذہنی دباؤ کی وجہ سے ناگزیر ہو جاتا ہے۔ یادداشت اور قوت فیصلہ بھی کم ہو جاتی ہے۔

جانوروں کے ساتھ مباشرت اور جدید سائنس:

جنسی انحراف کا آخری درجہ ہے کہ انسان بالفعل جانور ہو جائے اور جانوروں کے ساتھ بھی جنسی تعلق قائم کرنے سے دریغ نہ رہے۔ پیغمبر کے دیدہ بینا نے آج سے چودہ سو برس قبل اشارہ نبیبی سے انسانی معاشرہ میں پیدا ہونے والے اس امکانی مرض کو بھی بھانپ لیا تھا ساتھ ہی آپؐ نے اس کے سدباب کا بھی اسی طرح انتظام فرما دیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے رسول ﷺ نے فرمایا۔

"جو کوئی کسی جانور سے جنسی خواہش پوری کرے تو اس شخص کو جان سے مار دو اور اس کے ساتھ ہی اس جانور کو بھی ختم کر دو۔" (ابوداؤد)

یہ روایت ابوداؤد کی ہے۔ ترمذی میں روایت کے الفاظ ہیں۔

"جس کسی کو تم پاؤ کہ وہ کسی جانور سے مباشرت کر رہا ہو تو اس کو جان سے مار دو اور اس جانور کو بھی ہلاک کر دو۔"

(خیال رہے کہ توراۃ میں بھی اس جرم کے مرتکب کی یہی سزا بیان کی گئی ہے جو کوئی کسی جانور سے مباشرت کرے وہ قطعی جان سے مارا جائے۔)

اس روایت کی بنیاد پر حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کی رائے یہی ہے کہ اس حرکت کا ارتکاب کرنے والا اور ساتھ ہی وہ جانور دونوں قتل کر دیئے جائیں گے۔ امام احمد بن حنبل سے دوسری روایت ہے کہ اس شخص کا حکم لوطی کا ہے۔ جو سزا اس کی ہے بعینہ وہی سزا اس کو بھی دی جائے گی۔ حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ اس کی حد وہ ہے جو زانی کی ہے۔ زناء کے ارتکاب پہ جس سزا کا مستحق زانی ہوتا ہے اسی کا مستحق یہ شخص بھی ہوگا۔

(المغنی لابن قدامہ)

امام احمد بن حنبل کی مشہور روایت فقہائے ثلاثہ کے علاوہ حضرت عبداللہ بن عباس نیز حضرت عطار شعبی' امام نخعی" حکم" امام ثوری اور اسحاق بن راہویہ کا مسلک ہے کہ ایسا شخص قتل نہیں کیا جائے گا اس کو صرف تعزیر کی جائے گی۔ (المغنی حوالہ سابق)

اس کی وجہ یہ ہے کہ قتل کی مذکورہ روایت کمزور ہے۔ امام ابوداؤد نے خود اس کی کمزوری کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (ابوداؤد حوالہ سابق)

نیز حضرت عبداللہ بن عباس جو اس کے راوی ہیں ان کا مسلک بھی اس کے خلاف ہے اجو رزین کی روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں۔ "جانور سے جنسی تسکین حاصل کرنے والے پر حد نہیں ہے۔ (ابوداؤد)

امام ترمذی حضرت عبداللہ بن عباس کی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ "پہلی حدیث کے مقابلہ میں یہ زیادہ صحیح روایت ہے اور اہل علم کے نزدیک عمل اسی کے مطابق ہے اور امام احمد اور اسحاق کا یہی قول ہے۔ البتہ ایسے شخص کی جو تعزیر کی جائے گی تو اس تعزیر میں پورے مبالغہ سے کام لیا جائے گا۔

(المغنی لابن قدامہ)

جہاں تک جانور کے قتل کیے جانے کا سوال ہے اس سلسلے میں حدیث مذکورہ پر عمل کیا جائے گا۔ جانور کا گوشت چاہے کھایا جاتا ہو یا نہ کھایا جاتا ہو اور خواہ اس شخص کی ملکیت ہو یا نہ ہو۔ ہر صورت اسے قتل کیا جائے گا۔ یہ ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن کا قول ہے اور حضرت امام شافعی" کا بھی یہی قول ہے۔

(المغنی حوالہ سابق)

اس صورت میں کہ اگر یہ جانور اس شخص کی ملکیت ہو تب جانور کا صرف قتل فرض ہو گا اگر یہ کسی دوسرے کی ملکیت ہو تو اس کا تاوان اس کے ذمہ ہو گا۔ (المغنی)

ایسا جانور جو اس طرح قتل کیا جائے' اس کا گوشت کھانا بھی حلال نہ ہو گا۔ حدیث مذکور میں حضرت عبداللہ بن عباس" سے جانور کے قتل کیئے جانے کی وجہ دریافت کی گئی تو اس کے جواب میں انہوں نے یہی فرمایا۔

"کہ میرے خیال میں آپ ﷺ نے یہ جو فرمایا ہے تو اس لیے کہ آپ ﷺ نے اسے پسند نہیں فرمایا کہ جب جانور کے ساتھ یہ حرکت بد کی گئی تو اس کے بعد بھی اس کا گوشت کھایا جائے۔ (ابوداؤد حوالہ سابق)

امام شافعی جن سے دوسری روایت ایسے جانور کے گوشت کے حلال ہونے کی ہے ان کے نزدیک بھی یہ حلت مطلق نہیں ہے بلکہ کراہت کے ساتھ۔

(المغنی لابن قدامہ)

حدیث میں ایسے جانور کے قتل کیئے جانے کی دوسری وجہ بھی بیان کی گئی ہے کہ اس جانور کی اس حیثیت سے کہیں شہرت نہ ہو جائے جس سے اس فعل کے شکار جانور سے نفرت پیدا ہو اور معاشرہ میں بے حیائی اور بدکاری کا چرچا اور ذکر عام ہو۔ ابن مطیر کی روایت میں ہے کہ جب نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "جس کسی کو تم کسی جانور سے مباشرت کرتا پاؤ تو اس کو جان سے مار دو اور جانور کو بھی ختم کر دو۔" تو لوگوں نے آپ ﷺ سے دریافت فرمایا۔ "اے اللہ کے رسول ﷺ جانور کے ساتھ یہ معاملہ کیوں"

اس کے جواب میں آپ ﷺ نے یہی ارشاد فرمایا۔ "ارشاد ہوا تاکہ یہ نہ کہا جائے کہ ارے یہ وہی جانور ہے' یہ وہی جانور ہے۔"

(بحوالہ المغنی حوالہ سابق)

اگرچہ اس کی دوسری وجہ بھی بتائی گئی ہے کہ مبادا اس جانور سے کوئی بگڑی ہوئی مخلوق انسان نما جانور یا جانور نما انسان پیدا ہو جس سے فتنہ کا دروازہ کھلے اور عوام الناس آزمائش کا شکار ہوں۔

(المغنی 192/9)

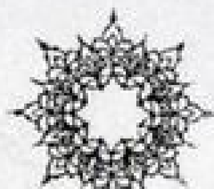
فقہا کی اکثریت کے نزدیک تو ایسے شخص کی حد تعزیری ہے جس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ ایسی گھٹیا اور ذلیل حرکت ہے کہ اس کا وقوع شاذ و نادر ہو سکتا ہے اور کوئی انتہائی ادنیٰ طبیعت انسان ہی اس حرکت کا ارتکاب کر سکتا ہے۔ اسی طرح کی شاذ و نادر حرکت کے لیے حد کی ضرورت نہیں۔ تعزیر ہی کافی ہے لیکن لوطی کے سلسلے میں امام اعظم ابو حنیفہؒ کے مسلک پر قیاس کرتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ کوئی رذیل اور بد طینت اس حرکت کا عادی مجرم بن جائے تو اس طرح کے لوطی پر قیاس کرتے ہوئے امام مناسب سمجھے تو ایسے شخص کو بھی قتل کرا سکتا ہے۔ جہاں تک تعزیر میں اس سے کم درجہ میں سختی کا سوال ہے تو دوسرے فقہا اس کے پہلے ہی سے قائل ہیں۔ امام اس سختی کو اختیار کر کے اس برائی کا سدباب کر سکتا ہے۔

(رد المختار)

اس حرکت سے بھی کسی کو اگر انزال ہو جائے اور اس کا روزہ ہو تو روزہ فاسد ہو جائے گا' کفارہ کے سلسلے میں اختلاف ہے۔ کچھ لوگوں کے نزدیک اسے کفارہ بھی قضا کے ساتھ ادا

کرنا ہوگا۔ دوسرے لوگوں کے نزدیک ایسے شخص پر کفارہ نہیں ہے روزہ کی قضا ہی کافی ہے۔ (المغنی)

آج کی ترقی یافتہ دنیا میں بہت سی ایسی عورتیں جو کتے جیسے پالتو جانوروں سے اپنے اعضاء مخصوصہ کو چٹواتی اور ان سے جامعت کا عمل کراتی ہیں جسے جدید جنسیات میں (Bestiality) کہا جاتا ہے' کہا جاتا ہے اس کا حکم بھی یہی ہونا چاہیے اور اس کے مرتکب کو بھی اسی سزا کا مستحق ہونا چاہیے۔



جانوروں کے ساتھ مباشرت اور جدید سائنسی انکشافات

سسلی یونیورسٹی امریکہ کی تحقیق:

ڈاکٹر واچر جو سالہا سال سے جانوروں کے تحقیقی بورڈ کے انچارج ہیں کہتے ہیں کہ دنیا میں بیشتر آبادی میں امراض کی وجہ جانور ہیں خاص طور پر ان جانوروں کے ساتھ ضرورت سے زیادہ قرب اور محبت ہے۔

کیونکہ جب یہی محبت بڑھ جاتی ہے تو بے شمار نفسیاتی امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ اینڈریو سائنس دان نے اپنی تحقیق میں بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ اکثر لوگ جو کہ معاشرتی محرومی کا شکار ہو جاتے ہیں وہ جانوروں سے بے پناہ محبت اور ان سے جنسی تعلقات استوار کر لیتے ہیں۔

ڈاکٹر واچر کے مطابق انہوں نے ایسے لوگوں کو مستقل جانوروں کے ساتھ رہتے تھے پھر ان کو جانوروں سے جنسی تعلقات استوار کرتے ہوئے دیکھا تو ان میں مندرجہ ذیل امراض حد سے زیادہ تھے۔ عام جسمانی کمزوری' آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جانا' دل کی دھڑکن کی زیادتی' ایڈز' عضو خاص پر زخم اور خراش' آتشک' سوزاک' پیشاب کی جلن اور جنسی کمزوری۔

رچرڈ سیاح کی کہانی:

میں نے افریقہ کے جنگلوں میں وحشی لوگوں کو بکثرت جانوروں سے بدفعلی کرتے ہوئے سنا اور کبھی کبھی دیکھا کیونکہ میری تمام زندگی افریقہ اور امریکہ کے جنگلات میں گزری ہے۔ میں نے یہ مشاہدات اپنی دوست ماہر پتھالوجسٹ ڈاکٹر لوری میئر کو سنائی تو وہ کہنے لگی کہ

دراصل لوگوں کو یہ علم نہیں کہ جانور کے رحم کی رطوبت میں خطرناک امراض کے جراثیم جسم انسانی میں دوران جماع داخل ہو ایسی پیچیدہ امراض کا باعث بنتے ہیں جن کے بارے میں وہم و گمان بھی نہیں کیا جاسکتا۔

بعض جانوروں سے جماع کے بعد ان لوگوں کے عضو خاص پر چھالے اور گندے زخم دیکھے۔ ورجینا (امریکہ) کے جنگلات میں' میں نے بعض جانوروں کو بھی ہم جنسی کرتے دیکھا۔ شاید انسانوں نے بھی انہی سے یہ فعل سیکھا ہے۔

ایڈز کی کہانی تحقیق کی زبانی:

یہ اس زمانے کی بات ہے جب مجھے جنگل بینی کا نیا نیا شوق تھا۔ 1980ء کی بات ہے مجھے ڈاکٹر لوری میئر نے بتایا کہ جانوروں سے بدفعلی کی وجہ سے ایک (HiV) ایچ آئی وی نامی جرثومہ پیدا ہوگیا ہے جس سے انسان کو پہلے ہلکا بخار' کپکپی' کمزوری' چہرے کی پیلاہٹ' قوت مدافعت بدن کا خاتمہ وغیرہ ہو کر آخر کار مریض مر جاتا ہے۔ (بحوالہ مائی فارسٹ لائف)
جوانی کی بارہ سیڑھیاں

جنس اور جوانی کے لیے ڈاکٹر ولفورویل کے انکشافات:

ذیل میں ڈاکٹر مذکورہ نے طاقت اور قوت بڑھانے کے طریقے درج کیئے ہیں۔ دراصل یہ طریقے اگر غور سے پڑھے جائیں تو ان میں اسلامی حفظان صحت کے اصولوں کی جھلک نمایاں ہے۔

جوانی کی بارہ سیڑھیاں:

یہ ایک انگریزی کتاب ہے جس کے مصنف ہیں مسٹر ولفورویل اور کتاب کا نام (Pro Long Your Youth) یعنی اپنا عرصہ شباب لمبا کرو۔ اس شخص نے زندگی کے مسائل کو مشرق اور مغرب والوں دونوں کے نکتہ نگاہ سے سمجھنے کی خوب کوشش کی ہے اور زندگی کے ہر ایک پہلو پر نہایت تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

اس نے اپنی کتاب جو جوانی کی طوالت کے متعلق لکھی ہے' کے اختتام پر جو بارہ اصول لکھے ہیں میں ان کو جوانی کی بارہ سیڑھیوں کا نام دیتا ہوں۔ ان بارہ اصولوں پر کاربند ہو کر

انسان اپنی عمر میں اضافہ کر سکتا ہے۔ وہ بارہ سیڑھیاں درج ذیل ہیں۔

1۔ زندگی کے فلسفے کو سمجھنا:

انسان خیالات کا پتلا ہے۔ انسان کے خیالات ہی انسان کو آسمان پر پہنچا سکتے ہیں اور یہ خیالات ہی تحت الثریٰ میں لے جا سکتے ہیں۔ اس لیے خیالات کی پاکیزگی اور پلیدی لازمی ہے جو آدمی جیسا سوچے گا ویسا بن جائے گا۔ ہر حال میں خوش رہنا چاہیے۔ یہی زندگی کا حقیقی فلسفہ ہے اس لیے مایوسی اور فکر کو پاس نہ آنے دے۔

2۔ تنظیم:

اپنی ذات کی اپنے کاروبار کی' اپنے کھانے پینے کی' سونے جاگنے کی' اٹھنے بیٹھنے کی' کھیل کود کی غرضیکہ ہر ایک بات میں تنظیم سے کام لو۔ جس طرح حدود کے اندر بہتا دریا بے شمار بندگان خدا کو فائدہ پہنچاتا ہے اور حدود توڑ کر ہزاروں کی تباہی کر سکتا ہے' اسی طرح تنظیم کی زندگی لطف و سرور کا سرچشمہ ہوتی ہے اور تنظیم سے باہر بے قاعدہ زندگی آفتوں اور مصیبتوں کی آماج گاہ بنتی ہے۔

3۔ دلچسپ پیشہ یا کاروبار:

اگر انسان کا دھندہ روزگار ایسا ہو جس میں دل بھی لگا رہے اور روزی کا بھی سامان انسان کے لیے کافی مہیا کرے تو زندگی کو بڑھانے میں بہت مدد دیتا ہے۔ کام کاج ایسا ہونا چاہیے جس میں محنت بھی کرنی پڑے اور آرام بھی ملے' پیسے بھی اچھے ہوں اور دل کو اکتانے والا بھی نہ ہو۔

4۔ بدن کی اندرونی صفائی:

جسم کے اندر فاسد مادہ نہ رہنے دیا جائے۔ ضرورت پڑے تو ایک دو دن کے فاقہ سے یا اینما کرکے یا بھاپ کا غسل کر کے فاسد مادہ خارج کر دینا چاہیے۔

5- زندگی بخش خوراک:

جو چیزیں جتنی زیادہ مرتبہ آگ پر چڑھائی جائیں گی اتنی ہی زیادہ مردہ خوراک بن جائیں گی- اس لیے زندہ خوراکوں میں تازہ پکے پھل' خشک گری اور دوسرے میوے سبزیات' تازہ مکھن' کچا دودھ' شہد نیز تازہ انڈے شامل ہیں- سفید چینی نشاستہ اور گوشت منع ہے-

6- ٹھیک سانس لینا:

تازہ کھلی ہوا میں زیادہ سے زیادہ دیر تک رہنا اور ناک کے ذریعے پورا سانس لینا جس سے پھیپھڑوں کے ہر حصے میں تازہ ہوا بھر جائے اور غلیظ ہوا باہر نکل جائے دن میں کئی بار خاص طور پر سیدھے کھڑے ہو کر لمبے لمبے سانس لینا-

7- زندگی بخش ورزش:

روزانہ باقاعدہ اس قسم کی ورزش کرنا جس سے تمام جسم کے اعضاء حرکت میں آئیں اور جسم میں لچک قائم رہے- ورزش نہ تو کسی ایک خاص عضو کی ہو اور نہ ہی تھکا دینے والی ہو پچاس برس کی عمر کے بعد کھلے میدانوں میں سیر کرنا بہترین ورزش اور صحتمند عادت ہے-

8- زندگی بخش غسل:

ننگے جسم کو پانی سے صاف کرنا' ٹھنڈی ہوا پہنچانا' دھوپ اور روشنی پہنچانا' بارش' دریا اور سمندر میں نہانا' ٹھنڈے پانی سے غسل کے مقابلہ میں ٹھنڈی ہوا کا غسل زیادہ مفید ثابت ہوا ہے-

9- مسکرات یعنی نشیلی چیزیں:

تمباکو نوشی' چائے قہوہ سے پرہیز کرنا چاہیے- تھوڑی مقدار میں زیادہ نقصان تو نہیں دیتے لیکن پرہیز زیادہ مفید ہے-

10۔ حواس خمسہ کی درستی:

آنکھ کان ناک زبان اور دانت وغیرہ کی صفائی اور حفاظت رکھنا چاہیے کیونکہ ان میں سے کسی ایک بھی چیز کے کمزور ہونے سے زندگی پر برا اثر پڑتا ہے۔

11۔ قوت باہ کا درست استعمال:

پاکیزہ خیالات اور نیک نیتی کے ساتھ قوت باہ کا جائز اور مناسب استعمال دماغی صلاحیت کو جلا دینے کا موجب ہے۔ اس سے متمتع ہونا چاہیے۔ تاہم اس کا ناجائز اور حد زیادہ استعمال زندگی کے درخت پر کلہاڑا چلانے کے مترادف ہے۔

12۔ آرام اور سکون:

فرائض کی پوری پوری ادائیگی کے بعد جسم اور دماغ کو آرام دینا اور گہری نیند لینا عمر کو بڑھانے کا خاص جزو ہے۔ یہ ہیں جوانی کی بارہ سیڑھیاں۔ یہ سیڑھیاں آپ کو جوانی کے محل کی چھت پر پہنچا کر زندگی کے دلکش نظاروں کو دیکھنے کا موقع دے سکتی ہیں۔

جوانی کے دشمن:

اس امر کے متعلق کافی وضاحت سے تحریر کیا جا چکا ہے کہ صحت اور زندگی کی جہاں خوراک سے کافی حد تک وابستگی ہے وہاں دل کے ساتھ بھی گہرا تعلق ہے۔ دل اگر مریض اور کمزور ہو تو اچھی سے اچھی خوراک بھی کچھ فائدہ نہیں دیتی۔ اس لیے دل کی طرف زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

دل کو کمزور کرنے والے اسباب کی جانب سے زیادہ سے زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ یہاں ان اسباب کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔

1۔ فکر:

دل کو سب سے کمزور کرنے والی بلا فکر ہے۔ کئی طرح کا فکر انسان اپنے آپ کو لگا لیتا ہے۔ بعض لوگ تو ماضی کے واقعات اور نقصانات کو بار بار یاد کر کے متفکر رہتے ہیں۔ بعض مستقبل میں آنے والے مصائب کا خیال کر کے غمگین اور خوفزدہ رہتے ہیں۔ انہیں یہ سوچنا

چاہیے کہ پیچھے جو ہو چکا وہ ہو چکا فکر کرنے سے اب کیا حاصل؟ گزرا ہوا زمانہ تو اب واپس نہیں آسکتا اور آنے والے زمانے کا پتہ نہیں کہ اس میں کیا تبدیلی ہو جائے۔ جن مصائب سے ہم ڈر رہے ہیں وہ نازل ہوں بھی یا نہ ہوں۔ بعض لوگ اپنے جسم کے متعلق ہی فکر کرتے رہتے ہیں کہ ہمارا جسم دبلا پتلا کیوں ہے۔ یہ فلاں پہلوان جیسا کیوں نہیں بن جاتا بعض لوگ اپنے عزت و وقار کے متعلق ہی دکھی رہتے ہیں اور بعض دین اور مذہب کے پیچیدہ سوالوں کے متعلق ہی پریشان رہتے ہیں۔ یہ تمام تفکرات بے بنیاد اور زندگی کے دشمن ہیں۔

2۔ مایوسی اور ناامیدی:

ان سے بھی دل پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے اگر کوئی کام ہماری خواہش کے مطابق نہیں ہوتا تو ہمارا مایوس ہو جانا اور ہمت ہار بیٹھنا کوئی جوانمردی نہیں۔ بجائے مایوس و ناامید ہونے کے ہمیں دگنے اشتیاق اور دگنی طاقت سے اسے سرانجام دینے کے لیے دوبارہ کوشش کرنی چاہیے۔

3۔ غصہ:

خون کے اندر جتنا زہر غصہ سے پیدا ہوتا ہے شاید ہی کسی اور چیز سے ہوتا ہو۔ خون نہ صرف زہریلا بنتا ہے بلکہ بہت زیادہ غصہ کی حالت میں خون جل جاتا ہے۔ اس لیے غصہ سے ہر حالت میں بچنا چاہیے۔

4۔ نفرت:

ایک آدمی کے خیالات ہم سے نہیں ملتے یا ایک آدمی کی عادات، حرکات و اعمال ہمیں ناپسند ہوں یا ایک آدمی کسی دوسرے مذہب کا پیرو ہے اگر ان وجوہات کی بناء پر ہم اس سے نفرت کرتے ہیں تو اس سے اس کا کیا بگڑے گا۔ ہم اپنے دل میں کانٹا کیوں کھڑا کر لیتے ہیں جو ہمیں چین نہیں لینے دیتا۔ نفرت کرنے سے بھی دل کمزور ہو جاتا ہے۔

5۔ حسد:

کسی کے جاہ و مرتبہ، زر و دولت، شان و شوکت گھر بار بیوی بچوں کا اپنی حالت سے

مقابلہ کر کے اپنے آپ کو کمتر سمجھ کر دوسروں سے حسد کرنے سے بھی دل کمزور پڑ جاتا ہے اس لیے یہ بدعادت بھی ترک کر دینے کے لائق ہے۔

6۔ چغلی:

دوسروں کی برائیاں کرتے رہنے سے اور ایک کی بات دوسرے کے سامنے کرنے سے بھی دل میں کمزوری آتی ہے۔

7۔ عیب جوئی:

دوسروں کے نقائص کی تلاش اور ٹوہ لگاتے رہنا اور دوسروں کی برائیوں پر نگاہ رکھنا بھی دل کو کمزور کرتا ہے۔

8۔ خودغرضی:

جو انسان ہمیشہ اپنی غرض کو ہی سامنے رکھتا ہے اور اپنے نفع کے لیے دوسروں کا نقصان کرنے سے نہیں ہچکچاتا' اس کا دل بھی مضبوط نہیں رہ سکتا۔ اس لیے وہ طویل العمر نہیں ہو سکتا۔

9۔ خیالات کی ناپاکی:

برے خیالات دل کو مریض بنانے والے بدترین جراثیم ہیں۔ ناپاک خیالات کا مالک کبھی دراز عمر نہیں پا سکتا۔

10۔ دھوکہ فریب:

دوسروں سے دھوکہ فریب کرنے والے آدمی کا دل ہمیشہ کانپتا رہتا ہے کہ کہیں اس کے پول نہ ظاہر ہو جائیں۔ یہ خوف اسے سدا ستاتا رہتا ہے اور دل کمزور ہو جاتا ہے۔

11۔ نفس کی غلامی:

دل کا بیڑہ تباہ کرنے والی عادات میں نفس کی غلامی نمبر ایک پر ہے۔ نفس امارہ کا غلام

ہمیشہ پریشان رہتا ہے وہ کئی طرح سے اپنے دل پر ضربیں لگاتا ہے۔ یعنی بھاگ دوڑ سے' مال و دولت لٹانے سے' اپنا مادہ منویہ ضائع کرنے سے' اپنی بدکرداری کے عیاں ہونے کے خوف سے بدنامی وغیرہ سے اس لیے طویل عمر کے خواہاں انسانوں کا نفس پر قابو رکھنا لازمی ہے۔

12۔ جلد بازی:

انگریزی میں ایک مثل مشہور ہے۔ ہری (Hurry) وری (Worry) اور کری (Curry) یعنی جلد بازی' فکر و تشویش اور پرخوری یہ تینوں انسان کی صحت اور زندگی کے دشمن ہیں۔ ان تینوں میں جلد بازی کو آگے دکھایا گیا ہے۔ جلد باز آدمی ایک تو جلد بازی کرتے وقت اپنے دل پر کافی بوجھ ڈالتا ہے پھر وہ جلدی میں بڑی خطرناک غلطیاں کر جاتا ہے۔ جس کے باعث اسے ندامت ہوتی ہے۔ اس کے دل کو بہت صدمہ ہوتا ہے۔ جلد بازی سے بسا اوقات نقصان بھی ہو جاتا ہے اور اسی وجہ سے دل پر سخت چوٹ پڑتی ہے۔

فضول بحث و مباحثہ:

بعض لوگ سیاسیات مذہب یا دیگر قسم کے مسائل پر بات چیت شروع کر کے بے جا طور پر جوش میں آکر اور اپنے نقطۂ نگاہ کو ٹھیک ثابت کرنے کے لیے گرما گرم طویل بحث و مباحثہ شروع کر دیتے ہیں اس سے دل کی دھڑکن بڑھ جاتی ہے اور کمزوری واقع ہوتی ہے۔

حرص:

گناہ کئی طرح کے ہیں اور بے شمار ہیں۔ لیکن حرص کو پاپ کا باپ کہا جاتا ہے۔ حریص آدمی جائز ناجائز مناسب غیر مناسب میں کوئی تمیز نہیں کرتا۔ وہ اپنے ضمیر کا خون کر کے جیسے تیسے اپنی مطلوبہ چیز کو حاصل کرنے کے درپے رہتا ہے اس سے دل میں نقاہت پیدا ہوتی ہے۔ زیادہ مال و زر والے آدمیوں میں شاید ہی کوئی خوش قسمت انسان ہو گا جس کو مالک کل کی رحمت سے نیک ہدایت ملی ہو اور وہ کافی دیر تک زندہ رہا ہو ورنہ عام طور پر تونگر آدمی جلد موت کا نوالہ بن جاتے ہیں۔

اول تو زر کمانے میں وہ اپنے جسم اور دماغ پر ضرورت سے زیادہ بوجھ ڈالتے ہیں پھر کمائے ہوئے مال کو محفوظ رکھنے میں دماغ سوزی کرتے ہیں پھر نقصان ہونے کی صورت میں یا

روپیہ ضائع ہو جانے کی صورت میں ان کے اعصاب پر ایسی کاری ضرب لگتی ہے کہ وہ اس سے جانبر ہی نہیں ہو سکتے اور دنیا سے بڑی چھوٹی عمر میں چل بستے ہیں اس لیے روپیہ کمانے کے خیال کو وبال جان نہ بنانا چاہیے ۔ اپنے اخراجات کو کم کرو۔ سادہ زندگی بسر کرو' سادہ کھاؤ پیؤ' سادہ پہنو' اپنی کمائی سے کچھ پیسے بچا کر رکھو تاکہ بیکاری یا بیماری اور بڑھاپے کے وقت کام آسکیں۔

خوف:

کوئی ایسا کام نہ کرو جو خوف پیدا کرے کیونکہ خوف سے دل میں بہت جلد کمزوری آتی ہے۔ اگر یک لخت کوئی خطرناک افواہ پھیلے تو کس طرح لوگوں کے منہ زرد ہو جاتے ہیں۔ یعنی دل اپنا کام کرنے سے قاصر ہو جاتا ہے۔ خون کا دورہ کمزور پڑ جاتا ہے۔ چہروں پر زردی چھا جانے کی یہی وجہ ہوتی ہے۔

زندگی کے تاریک پہلو:

بعض لوگ زندگی کے روشن پہلو کی طرف کبھی نگاہ نہیں ڈالتے ہمیشہ تاریک پہلو ہی دیکھتے ہیں۔ اس سے دل میں تازگی اور شگفتگی نہیں آتی۔ بلکہ افسردگی طاری رہنے سے دل میں سخت کمزوری واقع ہو جاتی ہے۔

شش و پنج میں رہنا:

جو آدمی مستقل مزاج نہیں ہوتے وہ ہمیشہ متذبذب حالت میں رہتے ہیں۔ ان کا دل بھی مضبوط نہیں ہوتا بلکہ پس و پیش کی عادت دل کو کمزور کر دیتی ہے۔

چڑچڑا پن:

چڑچڑے مزاج کا آدمی نہ کبھی خوش رہ سکتا ہے نہ دل میں استقلال لا سکتا ہے۔ اس لیے لمبی عمر پانے کے لیے ان تمام عیوب اور نقائص سے بچنا چاہیے ۔ تاکہ دل مضبوط رہے اور جسم کو دیر تک کھڑا رہنے میں مدد دے۔ آج کل جو ہارٹ فیل ہو کر موت کے واقعات ہو رہے ہیں ان کا سبب مندرجہ بالا اسباب ہیں اور جو آدمی ان کمزوریوں اور خامیوں کو نزدیک

نہیں آنے دے گا تندرست رہے گا اور عمر پائے گا۔

بڑھاپے کی ماں:

یہ عنوان پڑھ کر آپ حیران ہوں گے کہ بڑھاپے کی ماں بھی ہوتی ہے۔ بلاشبہ بڑھاپے کو جنم دینے والی بھی ایک ماں ہے اور وہ ہے قبض... عارضی قبض کی بابت تو نہیں کہہ سکتے لیکن دائمی قبض حقیقی طور پر بڑھاپے کو نزدیک لاتی ہے۔

قبض کو ام الامراض کہا گیا ہے۔ یعنی وہ دیگر بے شمار بیماریاں پیدا کرتی ہے۔ اس طرح یہ بڑھاپے کی ماں بھی ہے۔ جنگلی جانور جنگلی پرندے اور جنگلوں میں رہنے والے وحشی قبض کی تکلیف نہیں اٹھاتے۔ کیونکہ وہ قدرتی غذا اور خوراک کھاتے ہیں۔ بھوک سے کھاتے ہیں اور بھوک نہ ہونے پر سامنے پڑے کھانے کی طرف دیکھتے تک نہیں لیکن آج کل کا تہذیب یافتہ آدمی بھوک ہو یا نہ ہو۔ بستر پر پڑا چائے لے گا پھر ناشتہ کرے گا پھر دوپہر کا کھانا بعد میں کوئی لذیذ چیز مل جائے تو وہ نابود کرے گا اور رات کو پر لطف کھانا کھائے گا۔ اب انتڑیاں اور معدہ اتنا بوجھ کیسے سہار سکے گا اور اس سے فاسد معدہ بننا شروع ہو جائے گا جو انتڑیوں میں جم جاتا ہے۔ انتڑیاں کمزور ہو جاتی ہیں اور فضلہ ٹھیک طور پر نہیں خارج کر سکتیں۔ اسی کا نام قبض ہے۔

ڈاکٹر پوپن ہمیشہ قبض کا علاج فاقہ کے ذریعے کرایا کرتے تھے اس نے لکھا کہ میں نے یہ طریقہ علاج کتوں کا علاج کرنے والے ایک آدمی کو دیکھ کر زیادہ باقاعدگی سے شروع کیا ہے۔ اس آدمی کی بابت اس نے لکھا ہے کہ جب کتے کے مالکان اپنے جانور اس کے پاس علاج کے لیے لاتے ہیں تو کتوں کو ایک چھوٹے سے کمرے میں بند کر دیتا' خشک روٹی' کسی جانور کی کھال یا پرانا بوٹ رکھ دیتا اور پانی کافی رکھ دیتا۔

روزانہ کمرہ کھول کر دیکھتا جب دیکھتا کتے نے روٹی کا ٹکڑا کھا لیا ہے تو مالک کو تحریر کرتا آپ کا کتا ٹھیک ہو جائے گا پھر روزانہ دیکھتا جس دن کھال کا ٹکڑا کھا جاتا تو اطلاع دیتا کہ آپ کا کتا رو بصحت ہے اگر وہ بوٹ کھا جاتا تو خبر بھیجتا کہ کتا بالکل ٹھیک ہے فیس دے کر لے جاؤ۔

ڈاکٹر جارج ریلے سکاٹ نے اپنی کتاب "تندرست رہو" میں قبض سے بچنے کی بابت تاکید کرتے ہوئے لکھا کہ آدمی کے رکے ہوئے فضلے میں کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں وہ کیڑے حرکت کرتے ہوئے خون میں جا ملتے ہیں اور اس طرح تمام جسم کو زہریلا بنا دیتے ہیں اور

مختلف امراض پیدا کرتے ہیں۔ قبض سے بچاؤ اور اس کے دفعیہ کے لیے ڈاکٹرمذکور نے اسی کتاب میں تدابیر لکھیں جن سے قبض نہیں ہوتی۔

1۔ سفید روٹی کیک میدے سے بنی ہوئی دیگر چیزوں کے نزدیک نہ جانا۔

2۔ بغیر چھنے موٹے آٹے کی بنی ہوئی روٹی کھاؤ۔

3۔ سفید چینی کی بجائے گڑ کا استعمال کرو یا اور بھی اچھا ہو کہ اس میں شہد ملا لو۔

4۔ پالش شدہ چاول نہ کھاؤ۔

5۔ مرچ مصالحہ کھٹائی سے پرہیز کرو۔ تمباکو، شراب وغیرہ سے پرہیز کرو۔

6۔ حتی الوسع شوربے سے روٹی نہ کھاؤ۔ چبا کر کھانے والی خوراک کھاؤ۔

7۔ آگ پر پکی ہوئی سبزیات کی بجائے بھاپ سے پکی ہوئی کھاؤ۔

8۔ کھانے کے ساتھ پانی نہ پیو۔ چبا کر کھانے والی چیزوں کے ساتھ پینے والی غذائیں شامل نہ کرو۔

9۔ کھانا چبا کر کھاؤ۔ دو کھانوں کے درمیان گھونٹ گھونٹ کر کے پانی پیو۔

10۔ کچی ہری سبزیات (خاص کر پتوں والی) اور تازہ پھل کھانے میں زیادہ شامل کرو۔

11۔ جلاب کبھی نہ لو۔

اگر بڑھاپے کو دور رکھنا چاہتے ہو تو قبض کے متعلق خیال رکھو اور مندرجہ بالا نکات پر عمل کرو۔

جوانی کی ماں:

اس سے قبل آپ کو بڑھاپے کی ماں کا نام اور کام بتایا جا چکا ہے اس لیے اگر آپ واقعی بڑھاپے کو اپنے سے دور رکھنا چاہتے ہیں یعنی اس کو پیدا ہی نہیں ہونے دینا چاہتے تو اس کو جنم دینے والی ماں کو ہی جہنم واصل کریں۔ اگر وہ حیات رہی تو ضرور اپنے اس پیارے بچے کی پیدائش کا باعث بنے گی۔

جس طرح بڑھاپے کی ماں ہے اسی طرح جوانی کی بھی ماں ہے اور قدرتی طور پر آپ کو اس کے بارے میں جاننے کا بھی شوق ہوگا۔ ہاں ضرور اس کا حسب و نسب معلوم کریں۔

اگر آپ اس کو زندہ رکھیں گے تو لازمی طور پر اپنی ماں کو چھوڑ کر جوانی آپ سے دور نہیں جا سکتی۔ آپ کا اشتیاق جوانی کی ماں سے تعارف حاصل کرنے کے لیے اور بھی بڑھ گیا

ہو گا۔ آیئے آپ کو اس سے آگاہ کروں اور وہ ہے۔ "بے فکری" آپ کتنی ہی اچھی یا احتیاط کی اعتدال کی یا پرہیز کی خوراک کھایئے' لیکن اگر دل میں تفکرات موجود ہیں تو سب خوراک بے کار ہے۔ وہ جزو بدن نہیں بن سکتی بلکہ پتھر بن کر جسم کے کسی نہ کسی عضو پر پڑی رہے گی اس لیے بے فکری کا ہونا لازمی ہے۔ دل اور جسم کا اتنا گہرا تعلق ہے اور اتنا نزدیکی ہے کہ ہم نے کبھی اس پورا خیال نہیں کیا۔ اکثر کہا جاتا ہے کہ خوش رہنے سے صحت درست اور عمر لمبی ہوتی ہے۔ یہ بات بھی قابل یقین ہے لیکن بے فکری کے بغیر خوشی اور مسرت کہاں۔ بے فکر انسان ہی راحت اور فرحت محسوس کر سکتا ہے۔ اس لیے خوشی کا انحصار بے فکری پر ہے۔

انسان کی بیرونی صحت اور شگفتگی تب تک پیدا نہیں ہو سکتی اور نہ ہی قائم رہ سکتی ہے جب تک اس کی ہم آہنگی اندرونی شگفتگی کے ساتھ نہ ہو۔ اگرچہ دور حاضر میں بندر اور دوسرے جانوروں کے غدود انسان کے جسم میں داخل کرنے سے بوڑھوں کو جوان بنانے کے تجربات اور دعوے کیے گئے ہیں لیکن ڈاکٹر اے ایل اور مسنجر جیسے تجربہ کار ماہر کا خیال ہے کہ غدود وغیرہ کا مرکز اس کا دل اور دماغ ہے۔ تمام غدودی نظام کو اعصابی نظام ہی حرکت میں لاتا ہے اور اعصابی نظام کا مرکز انسان کا من یا خیال ہے۔ اس لیے من میں چتا رہی ہے تو چتا یا فکر انسان پر سالوں میں نہیں بلکہ مہینوں میں ہی بڑھاپا لے آتی ہے۔ فکر اور خوف کے لاحق ہونے پر انسان رات ہی رات میں سیاہ بال بھی سفیدی میں بدل لیتا ہے۔ فکر مند انسان اگرچہ چلتا پھرتا ہے لیکن حقیقت میں ایک لاش چلتی پھرتی ہے۔ لیکن حقیقت اس کی زندگی' زندگی نہیں ہوتی۔ وہ موت سے بھی بدتر ہے۔ فکر ایسی بُری بلا ہے کہ ماں بیٹی سے بیٹا باپ سے جدا کر کے موت کو اپنے پاس بلا لیتا ہے اور ناامیدی' مایوسی اور غصہ' نفرت' حسد' بغض' کینہ' کمینگی زندگی سے بیزاری وغیرہ جہاں یہ تمام خاندان موجود ہو وہاں سکون اور آرام کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

وہاں تو دکھوں اور تکلیفوں کے شعلے ابھرتے اور پروان چڑھتے ہیں۔ یہ سب صحت کے بدترین دشمن ہیں۔ اگر صحت نہ رہی تو عمر کہاں ٹھہر سکتی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کے حالات ہی ایسے ہیں کہ فکر ان کو ہر دم ستا تا رہتا ہے۔ ان کی زبوں حالی ان کو بے فکر رہنے ہی نہیں دیتی۔

میں ان سے پوچھتا ہوں کیا آج تک کسی کی بدحالی فکر کرنے سے دور ہوئی ہے؟ کسی بھی

تکلیف یا رنج کا علاج بتائیے' جب فکر ہماری حالت کو سدھارنے میں کوئی مدد نہیں کر سکتا تو اس کو جان کے لیے باعث زوال کیوں بناتے ہیں اور سوچنے کا سوال دل سے نکال ہی کیوں نہیں دیتے۔

صدیوں پہلے کے ایک پیغبر فرمانروا حضرت سلیمان نے یہ شہرہ آفاق الفاظ تحریر فرمائے کہ دل کی مسرت ایک دوا کی طرح کارگر ہوتی ہے۔ آج کی جدید سائنس بھی اس کی تصدیق کرے گی۔ ایک مسرور' پرامید زاویہ نگاہ ہر قسم کی تکلیف کا علاج ہے۔ پس سمجھ لیں بے فکری جوانی کی ماں ہے۔ اچھی غذا اس کی بیوی ہے۔ ماں اپنے بچے سے پیار کرتی ہے کیونکہ اس نے جنم دیا ہوتا ہے۔ اس لیے اچھی غذا کی نسبت' جوانی قائم رکھنے کے لیے' بے فکری کی زیادہ ضرورت ہے۔

ایک اور ضروری امر نہ بھولنا چاہیے کہ بڑھاپے کی ماں جس کا ذکر اس سے پیشتر آچکا ہے' جوانی کی ماں سے زیادہ طاقتور ہے۔ اس لیے بڑھاپے کی ماں کی موجودگی میں جوانی کی ماں کو خطرہ لاحق رہتا ہے۔ قبض کے رہتے ہوئے صحت کی کلی کھل ہی نہیں سکتی اور اس طرح سے بے فکری یا بشاشت کا حصول قریب ناممکن ہی ہوتا ہے۔

انسانی عمر کو گھٹانے والے اسباب:

1۔ ضرورت سے زیادہ خوراک کھانا یا ضرورت سے بہت کم کھانا۔
2۔ زیادہ مرغن اور ثقیل چیزیں کھانا' بالکل ناکارہ چیزیں کھانا۔
3۔ زیادہ گرم یا زیادہ ٹھنڈی چیزیں کھانا۔
4۔ بہت جلد غذا کھانا۔
5۔ زیادہ گوشت خوری کرنا۔
6۔ گرم مصالحہ' مرچ تلی بھنی ہوئی زیادہ چیزیں کھانا۔
7۔ زیادہ میدہ نشاستہ سفید چینی اور برف کا استعمال۔
8۔ مکھن' دودھ' لسی' تازہ پھل اور ہری سبزیات بالکل کم کھانا۔
9۔ زیادہ بازاری چیزیں کھانا۔
10۔ شراب' افیون' بھنگ' چرس' تمباکو' چائے اور قہوہ کا استعمال
11۔ ضرورت سے زیادہ جسمانی اور دماغی محنت اور جسم اور دماغ کو زیادہ تکلیف دینا اور

آرام نہ کرنا۔

12۔ کاہل اور نکمے رہ کر جسم موٹا کرنا۔

13۔ کوئی مضر صحت پیشہ اختیار کرنا۔

14۔ ضرورت سے زیادہ ورزش کرنا یا بالکل نہ کرنا۔

15۔ بہت زیادہ یا بہت کم نیند لینا۔

16۔ بالکل بند کمرہ میں سونا۔

17۔ ناک کے ذریعے سانس نہ لے کر منہ کے ذریعے سانس لینا۔

18۔ گندے ماحول اور خراب آب و ہوا میں رہنا۔

19۔ کپڑے اور جسم کی صفائی نہ رکھنا۔

20۔ بیٹھتے' اٹھتے یا کھڑا ہوتے ہوئے کمر جھکا لینا۔

21۔ بد ہضمی اور قبض رہنے پر اس کا خیال نہ کرنا' اور پانی کم پینا۔

22۔ اشتہاری اور نیم حکیموں کی دوا استعمال کرنا۔

23۔ ہنسی خوشی اور کھیل کود کے مشاغل میں حصہ نہ لے کر ضرورت سے زیادہ مہذب اور سنجیدہ ہونا۔

24۔ دنیا اور اس کے کاموں میں دلچسپی نہ لینا اپنے فرائض انجام دیتے ہوئے کوتاہی کرنا۔

25۔ غم و غصہ اور رنج و فکر میں مبتلا رہنا۔

26۔ ہروقت خوف و ہراس میں رہنا۔

27۔ مایوس' مضمحل اور ناامید رہنا زندگی کے تاریک پہلو دیکھنا۔

28۔ مزاج میں چڑچڑاپن اور بد اخلاقی کا ہونا۔

29۔ حسد' نفرت' غصہ' کینہ تنگ دلی سے زندگی کا محض تاریک پہلو دیکھنا۔

30۔ شک و شبہ میں پڑے رہنا اپنے آپ پر بھروسہ نہ کرنا اور مایوس رہنا۔

31۔ قوت ارادی کا کمزور ہونا اور مستقل مزاجی سے کام نہ لینا۔

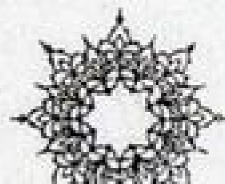
32۔ ہر ایک کام دیر سے کرنا یا زیادہ جلدی کرنا۔

33۔ کثرت مجامعت' عیاشی' زناکاری' غلط کاری' چوری بدخیالی اور دیگر گناہوں کا شکار ہونا۔

34۔ اپنی برائی سے آنکھ بند کر کے دوسروں کی غیبت کرنا۔

35۔ احسان فراموش ہونا۔
36۔ قانع نہ ہونا اور خود غرض بنے رہنا۔ دھوکہ فریب سے کام لینا۔
37۔ دنیاوی چیزوں سے زیادہ لگاؤ رکھ کر مالک کل کو بھلا دینا۔
38۔ بے ایمانی اور بددیانتی سے روزی کمانا۔
39۔ پروردگار عالم کا خوف اور بھروسہ نہ کرنا۔

جو لوگ اپنی عمر کم نہیں کرنا چاہتے اور دیر تک تندرست رہ کر جینا چاہتے ہیں۔ ان کو مذکورہ بالا باتوں کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیے۔ جس حد تک وہ اس میں کامیاب ہوں گے اسی حد تک وہ تندرستی اور طویل العمری کے حقدار ہوں گے۔ (بحوالہ اپنا عرصہ شباب لمبا کرو)



ڈاکٹر کیپر برسلن کی جنسی تحقیق

ذیل میں ڈاکٹر کیپر برسلن کی جنسی تحقیق پیش کی جاتی ہے۔ جس کو اگر غور سے پڑھا جائے تو جدید سائنس کی روشنی میں دینی احکامات کی حقانیت سمجھ میں آتی ہے۔

حساس مقامات:

مباشرت سے قبل عورت اور مرد کے حساس مقامات کا مساس کرنا ضروری ہوتا ہے اس سے مرد اور عورت کا جنسی نظام بیدار ہو جاتا ہے اور ان کے جنسی غدود اپنا کام شروع کر دیتے ہیں جس سے مباشرت کے فعل میں آسانی اور خوشگواری پیدا ہو جاتی ہے۔ عورت میں جو مقامات حساس ہوتے ہیں ان میں بظر چھوٹے لب' سیون' مقعد' سینہ' منہ' کولھے اور رانیں شامل ہیں۔

بظر اندام نہانی کے اندرونی چھوٹے لبوں کے بالائی کونے میں واقع ہوتا ہے۔ عام طور پر بیرونی پتلی سے جلد کے نیچے پوشیدہ رہتا ہے۔ اس کا سائز عموماً مٹر کے دانے کے برابر ہوتا ہے یہ عورت کا حساس ترین عضو ہے۔ جسے چھونے' دبانے یا مسلنے سے عورت میں بہت جلد ہیجان پیدا ہو جاتا ہے۔ اس عضو کو بہت زیادہ اور دیر تک چھیڑنا بھی اچھا نہیں اس سے عورت میں بہت بے چینی اور بے تابی پیدا ہو جاتی ہے جو اسے ناگوار گزرتی ہے۔

اندرونی یا چھوٹے لب بھی بہت حساس ہوتے ہیں۔ ان کے مساس سے بھی عورت میں جلد ہیجان پیدا ہو جاتا ہے ہیجان کے وقت ان میں خون بھر جاتا ہے اور یہ پھول جاتے ہیں اس مرحلے پر ان لبوں کے اندر واقع بارتھولین غدود میں سے رطوبت نکل کر اندام نہانی کی اندرونی سطح اور ان لبوں کو چکنا کر دیتی ہے۔ جس سے دخول میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔

سیون اندام نہانی اور مقعد کے درمیان واقع ہوتا ہے اور حساس ہوتا ہے اس کا

درمیانی حصہ خصوصاً حساس واقع ہوا ہے۔ مرد میں بھی یہ مقام حساس ہوتا ہے اور یہ فوطوں کی جڑ اور مقعد کے درمیان ہوتا ہے۔

نسوانی اعضاء میں چھاتیاں بہت حساس تصور کی جاتی ہیں اور نپلز خاص طور پر بہت حساس ہوتے ہیں۔ یہ حساسیت میں بظر کا مقابلہ کرتے ہیں۔ چھاتیوں پر مساس عورت کو جنسی طور پر بہت جلد بیدار کر دیتا ہے۔ عورتیں جنسی تحریک حاصل کرنے کے لیے بوسہ یا دیگر حرکات کی نسبت چھاتیوں کے مساس کو زیادہ پسند کرتی ہیں لیکن اس کے برعکس ایسی بھی عورتیں ہیں جن کی چھاتیاں حساس نہیں ہوتیں۔ عورتوں کی چھاتیوں کی نسبت مرد کی چھاتیاں بہت کم حساس واقع ہوئی ہیں۔

ہونٹ زبان یا منہ کا اندرونی حصہ جنسی اعتبار سے اتنا ہی حساس ہوتا ہے جتنے کہ بعض دوسرے جنسی اعضا۔ مساس کے دوران ان پر بھی توجہ دینی چاہیے۔ کولھے اور رانوں کی اندرونی اطراف بھی جنسی اعتبار سے حساس ہوتی ہیں۔ اس لیے مساس کے دوران ان پر بھی توجہ دینی چاہیے۔

مرد کے عضو خاص میں سب سے حساس حصہ حشفہ ہوتا ہے اور حشفہ میں اس کا نچلا حصہ حساس ترین ہوتا ہے۔ مساس کے لیے سب سے مناسب حصہ عضو کا جسم اسفنجی ہے جس میں خون کی رگیں پائی جاتی ہیں۔ مردوں میں فوطوں کی تھیلی اتنی حساس نہیں ہوتی۔ البتہ اس کے قریب سیون کا علاقہ بہت حساس ہوتا ہے۔

مندرجہ بالا اعضاء کے علاوہ بہت سے لوگ اپنے مختلف اعضاء کو مساس کے لیے حساس بنا لیتے ہیں۔ ان اعضاء میں آنکھیں، کان، گردن، بغلیں، ناف، پیٹ، کمر، ریڑھ کی ہڈی کا نچلا حصہ، سرین، زیر ناف حصہ جبل الزہرہ، سینے کی اطراف، گھٹنے، گھٹنوں کی پچھلی جانب پنڈلیاں اور پیروں کے تلوے شامل ہیں۔ بعض لوگ سر کے بالوں میں آہستہ آہستہ انگلیاں پھیرنے سے تحریک محسوس کرتے ہیں۔

شادی شدہ افراد کو چاہیے کہ شادی کے ابتدائی دنوں میں وہ ایک دوسرے کے حساس مقامات کے بارے میں واقفیت حاصل کریں اور اس سلسلے میں ایک دوسرے سے کھل کر بات چیت کریں۔ اندھیرے میں رہنے سے بہتر ہے کہ وہ کسی ہچکچاہٹ کے بغیر ایک دوسرے کو اپنے حساس اعضاء اور مقامات کے بارے میں معلومات فراہم کریں تاکہ وہ الجھنوں اور پریشانیوں سے محفوظ رہ سکیں اور اپنی ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنا سکیں۔

مساس کی اہمیت:

مباشرت سے قبل مساس ضروری ہے۔ زمانہ قدیم سے مساس کے بہت سے طریقے رائج ہیں۔

مباشرت کے لیے عورت کو تیار کرنے کے لیے ضروری ہے کہ مرد اس کے حساس مقامات اور اعضاء کا مساس کرے۔ اس مقصد کے لیے وہ اپنے ہونٹ یا ہاتھ کا استعمال کر سکتا ہے۔ جن اعضاء پر بوسہ دینے سے عورت میں ہیجان پیدا ہوتا ہے ان میں ہونٹ' آنکھیں' کانوں کی لوئیں' گردن' ٹھوڑی' گال' چھاتیاں اور ان کی درمیانی جگہ اور ہر وہ جگہ شامل ہے جہاں عورت کو بوسہ پسند ہو۔ عورت جب انزال کے قریب ہوتی ہے تو اس وقت چھاتیوں کا مساس اس کے انزال میں بہت معاون ثابت ہوتا ہے۔

گردن کا بوسہ عورت میں گدگدی پیدا کرتا ہے اور اس کی طبیعت کو بشاش کرتا ہے اسی طرح بیوی بھی شوہر کی گردن کانوں کی لوؤں اور شانوں کا بوسہ لے سکتی ہے اور اپنی انگلیاں آہستہ آہستہ اس کی کمر پر پھیرتی رہے۔ مساس کے دوران شوہر اور بیوی کا ردعمل ظاہر کردے گا کہ کس حرکت کو طول دیا جائے اور کونسی حرکت بند کردی جائے۔ چھاتیوں کے مساس میں بوسے کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ بوسہ جلتی پر تیل کا کام کرتا ہے اور عورت بہت جلد ملاپ کے لیے تیار ہوجاتی ہے۔

چھاتیوں کے مساس کے بعد فریقین کمر' پیٹ رانوں کی اندرونی اطراف اور پوشیدہ اعضاء کا مساس بھی کرسکتے ہیں۔ جن میں بظر کا مساس بہت اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ اسے عام طور پر یہ عورت کا سب سے حساس عضو تسلیم کیا جاتا ہے اس کے مساس سے اندام نہانی کے اندر واقع غدود سے رطوبت خارج ہونے لگتی ہے۔ جس سے اندام نہانی میں چکناہٹ پیدا ہوجاتی ہے اور دخول آسان ہوجاتا ہے۔

مساس کے دوران مرد کو چاہیے کہ وہ یہ عمل مسلسل جاری رکھے اور اس میں وقفہ نہ دے اور جونہی بیوی تیار ہو ملاپ کا آغاز کردے۔ مساس کے دوران بیوی کو بھی چاہیے کہ وہ غیر ضروری شرم کو ترک کردے اور مساس کے دوران شوہر کی حرکات کا پورا پورا ساتھ دے اور جواباً خود بھی آگے بڑھے۔ مردوں میں ہونٹ' کانوں کی لوئیں' گردن' شانے' چھاتیاں' پیٹ' رانیں اور پاؤں کے تلوے وغیرہ حساس اعضاء سمجھے جاتے ہیں۔

مساس کے عمل سے جب عورت ملاپ کے لیے جسمانی اور ذہنی طور پر تیار ہوجاتی ہے

تو اس میں کئی جسمانی اور جذباتی تبدیلیاں ظاہر ہوتی ہیں۔
مثلاً چھاتیاں سخت ہو جاتی ہیں' آنکھوں کی پتلیاں چڑھ جاتی ہیں اور ان میں گلابی ڈورے نظر آتے ہیں' اندام نہانی رطوبت سے چکنی ہو جاتی ہے اور اس کا جسم گرم اور دوران خون تیز ہو جاتا ہے۔
مباشرت کے آغاز میں لباس کو جسم سے الگ کرنا بھی ایک فن ہے۔ اس فن کی باریکیوں سے کام لے کر ہیجان میں کافی اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ تاہم جسم سے لباس کو الگ کرتے وقت اگر کوئی بٹن 'ہک یا گرہ پھنس جائے تو اس سے میاں بیوی کی طبیعت میں ناگواری پیدا ہو جاتی ہے اور جذبات سرد پڑنے لگتے ہیں۔ اسی قسم کی ناگوار صورتحال کو روکنے کے لیے ایسے کپڑے زیب تن کرنے چاہئیں جن کو بوقت ضرورت باآسانی جسم سے الگ کیا جا سکے۔ مباشرت کے دوران خاموشی ایک خاص صورتحال میں تو جائز قرار دی جا سکتی ہے جبکہ دوسرے لوگ ملحقہ کمروں میں سو رہے ہوں یا مکان میں دوسرے کرایہ دار رہتے ہوں۔ جن تک یہ آوازیں باآسانی پہنچ سکتی ہوں مگر جہاں تک مکمل تنہائی اور سکون میسر ہو وہاں مباشرت کے دوران میاں بیوی ایک دوسرے کی تعریف کرنے کے علاوہ مختلف قسم کی آوازوں کے ذریعے جذباتی ہیجان میں بے انتہا اضافہ کر سکتے ہیں۔ آوازیں نفسیاتی طور پر طرفین میں جنسی ہیجان بڑھاتی ہیں اور مباشرت کو بھرپور انداز میں انجام تک پہنچانے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔
مباشرت کے دوران بات چیت اور ایک دوسرے کی تعریف فریقین کے اندر خود اعتمادی اور مسرت پیدا کرتی ہے اور فریقین آئندہ ایسے موقعوں پر زیادہ اعتماد اور جوش و ولولے کا اظہار کرتے ہیں۔

پہلا ملاپ:

ہمارے معاشرے میں شادی کے موقع پر شوہر اور بیوی عموماً ناتجربہ کار ہوتے ہیں اور انہیں کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ مرحلہ کیسے طے کیا جائے۔ بعض اوقات دیگر مسائل کے علاوہ پردہ بکارت بھی ان کے لیے ایک مسئلہ بن جاتا ہے جب ایسی صورت درپیش ہو تو مندرجہ ذیل طریقہ مفید رہتا ہے۔
دخول میں دشواری کی صورت میں مرد اپنے عضو پر مناسب کریم یا تیل استعمال کرے۔

عورت کمر کے بل سیدھی لیٹ جائے اور اپنے کولہوں کے نیچے دو تکئے رکھے اور ٹانگیں سیدھی پھیلا کر کھول دے۔ اب مرد اس کے اوپر آکر عضو کو اندام نہانی میں رکھے اور اس کی اوپر کی دیوار کے ساتھ مس کرتا ہوا اندر داخل کرے۔ اس طرح پردہ بکارت ایک طرف رہ جاتا ہے اور عضو داخل ہو جاتا ہے۔ اب عورت اپنی ٹانگیں احتیاط کے ساتھ سکیڑے اور گھٹنے بلند کرے۔ جہاں تک پردہ بکارت اسے اجازت دے بعض اوقات اسی طرح حالت تبدیل کرتے وقت پردہ بکارت پھٹ جاتا ہے اور آئندہ مباشرت کے لیے آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو پھر مرد کو جماعی حرکات کے دوران اسے ضائع کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ پتلا اور نرم پردہ عموماً اس طریقے سے ختم ہو جاتا ہے۔

پردہ بکارت کے ختم ہوتے وقت معمولی مقدار میں خون جاری ہوتا ہے جو پانچ منٹ یا اس سے زیادہ دیر تک جاری رہتا ہے۔ اسے بند کرنے کے لیے عورت کو چاہیے کہ وہ مباشرت کے بعد اپنی ٹانگیں ملا کر چند منٹ تک لیٹی رہے۔ اسی طرح خون عموماً بند ہو جاتا ہے اگر یہ خون کئی گھنٹے جاری رہے تو لیڈی ڈاکٹر کی مدد لینی چاہیے۔ اگر پردہ بکارت عام طریقے سے ختم نہ ہو تو بعض اوقات معمولی سے آپریشن کی ضرورت پڑتی ہے۔

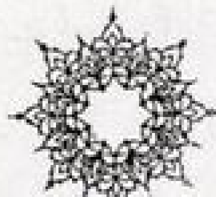
ملاپ کے طریقے:

شادی کا پہلا سال تجربات کا سال ہوتا ہے اور بہت سے لوگ مختلف انداز سے مباشرت کر کے ہر انداز میں فرق محسوس کرنا چاہتے ہیں۔ جب وہ مختلف تجربات کر چکتے ہیں تو بالآخر اس روایتی طریقے پر جس میں عورت نیچے اور مرد اوپر ہوتا ہے' لوٹ آتے ہیں۔ پھر بعد کے برسوں میں کبھی کبھی ملاپ میں ندرت پیدا کرنے اور یکسانیت کو ختم کرنے کے لیے روایتی طریقے سے ہٹ کر کوئی نیا انداز اپناتے رہتے ہیں۔ اس سے جنسی ملاپ میں کچھ دلچسپی بڑھتی ہے اور یکسانیت سے جو بے رغبتی پیدا ہو رہی ہوتی ہے وہ دور ہو جاتی ہے۔ مباشرت میں بعض طریقے ایسے بھی ہیں جن سے قیام حمل میں مدد ملتی ہے۔ ان میں سے دو طریقے مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ اس میں عورت سیدھی لیٹ جاتی ہے اور اپنے کولہوں کے نیچے موٹا تکیہ رکھ لیتی ہے اور اپنی ٹانگیں اپنے سینے کی طرف موڑ لیتی ہے اور بوقت ضرورت مرد کے بازوؤں یا کندھوں یا کمر پر رکھ لیتی ہے۔ اسی طرح عضو زیادہ گہرائی تک اندام نہانی میں پہنچ کر

مادہ تولید رحم کے منہ کے نزدیک خارج کرتا ہے۔ جہاں سے مادہ تولید کے کرم رحم میں داخل ہو کر قاذف نالی کی طرف بڑھتے ہیں اور ایک کرم وہاں پر موجود بیضہ نسوانی سے ملاپ کر کے قیام حمل کا سبب بنتا ہے۔

2۔ دوسرا طریقہ بہت سے جانور اپناتے ہیں اور بعض عورتیں اسے جانوروں کا طریقہ خیال کر کے ناپسند کرتی ہیں مگر ڈاکٹروں کے خیال میں یہ طریقہ ایسی عورتوں میں قیام حمل کے لیے مفید رہتا ہے جنہیں رحم کی بیماریاں مثلاً رحم کا ٹیڑھا ہونا یا ایک طرف کو جھکا ہونا' لاحق ہوں۔ اس طریقے میں عورت اپنے گھٹنوں اور کہنیوں کے بل جھک جاتی ہے اور مرد اس کے پیچھے آ کر مباشرت کرتا ہے۔ اس طریقے میں گھٹنوں اور کہنیوں کے بل جھکے ہونے کے وجہ سے عورت کا رحم سیدھا ہو جاتا ہے۔ جس سے مرد کا مادہ تولید سیدھا رحم کے منہ کی طرف گرتا ہے اور استقرار حمل میں مفید ثابت ہوتا ہے۔ لہٰذا اولاد کے خواہش مند افراد کو یہ طریقہ بھی آزمانا چاہیے۔



مباشرت میں کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے

مباشرت اس وقت کرنی چاہیے جب کھانا ہضم ہو چکا ہو تاہم پیٹ بالکل خالی بھی نہیں ہونا چاہیے۔ اس سے مباشرت کے بعد جسم میں کمزوری محسوس ہوتی ہے۔ غذا سے معدہ پر ہونے کی صورت میں پیٹ کی بیماریاں جنم لیتی ہیں۔ پیشاب وغیرہ کی حاجت ہو تو اس سے فارغ ہو لینا چاہیے۔

بیماری کی حالت میں مباشرت کرنا بیماری میں اور اضافہ کرتا ہے۔ اس سے دیگر بیماریوں اور کمزوری کے لاحق ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اسی طرح خوف اور پریشانی کی حالت میں مباشرت نامردی کو جنم دیتی ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ خوف بجائے خود عضو میں مکمل انتشار پیدا نہیں ہونے دیتا اور طبیعت مباشرت کی طرف رجوع نہیں کرتی۔ مباشرت مکمل آزادی اور بے فکری کے ماحول میں کرنی چاہیے جب تک مباشرت کی حقیقی خواہش نہ ہو اور عضو میں مکمل انتشار اور سختی نہ ہو مباشرت سے گریز کرنا چاہیے۔

نشہ کی حالت میں مباشرت کرنے سے جسم میں سے بہت زیادہ قوت اور حرارت خارج ہوتی ہے جس سے بعد میں بہت زیادہ کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ جوڑوں کی بیماریوں کا بھی خطرہ ہوتا ہے۔ سخت گرمی اور سخت سردی میں مباشرت سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ دونوں حالتوں میں انسان کسی نہ کسی عارضے میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ جس کمرے میں مباشرت کی جائے اس کا درجہ حرارت خوشگوار ہونا چاہیے۔ سردیوں میں کمرے کو گرم رکھنے اور گرمیوں میں ٹھنڈا رکھنے کا انتظام ہونا چاہیے۔

سخت محنت اور تھکاوٹ کے بعد مباشرت سے کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے مباشرت سے گریز کرنا چاہیے۔ حیض ونفاس کے دنوں میں عورت سے مباشرت نہیں کرنی چاہیے۔ اسی طرح فاحشہ عورت سے بھی مباشرت نہیں کرنی چاہیے۔ دونوں صورتوں میں

مرد کو انفیکشن ہو سکتا ہے۔

شوہر کو چاہیے کہ وہ بیوی کو مباشرت کے لیے پہلے سے بتا دے اور اگر عورت اس مقصد کے لیے واضح الفاظ پسند نہ کرتی ہو تو اشارے کنائے سے اپنی خواہش کا اظہار کر دے۔ اس طرح بیوی ذہنی طور پر اپنے آپ کو ملاپ کے لیے تیار کر لیتی ہے جس سے شوہر اور بیوی دونوں کو حقیقی لطف ملتا ہے۔ جب عورت مباشرت کی طرف مائل نہ ہو تو ایسی صورت میں حقیقی سرور حاصل نہیں ہوتا بلکہ طبیعت مکدر ہوتی ہے۔ عضو میں مکمل انتشار بھی نہیں ہوتا اور دوسری طرف عورت کے جنسی اعضا میں رطوبت نہ ہونے کی وجہ سے دخول میں بھی دشواری پیش آتی ہے۔ جس دن مباشرت کرنے کا خیال ہو اس دن مرد کو چاہیے کہ وہ طاقتور غذائیں گوشت 'انڈہ' دودھ وغیرہ استعمال کرے۔ اس دن غسل کر کے خوشبو استعمال کرے۔ شام کو پیٹ بھر کر کھانا نہ کھائے اور کھانے کے تقریباً تین گھنٹے بعد مباشرت کرے۔

مباشرت کے بعد:

مباشرت کے بعد حمل کی خواہش مند عورت کو کم از کم آدھ گھنٹہ تک ایسے انداز میں لیٹے رہنا چاہیے جس سے مادہ منویہ کے خلیوں کو رحم میں پہنچنے میں مدد ملتی ہو۔ اگر وہ سیدھی لیٹی ہے تو مباشرت سے قبل ہی اسے اپنے کولہوں کے نیچے ایک تکیہ رکھ لینا چاہیے۔ اس سے اندام نہانی کا رخ اندر کی طرف رہتا ہے اور تولیدی خلیوں کو رحم کی طرف بڑھنے میں آسانی رہتی ہے۔

مباشرت کے بعد مرد کو ٹھنڈے پانی سے عضو کی صفائی نہیں کرنی چاہیے اس سے عضو میں نقاہت پیدا ہوتی ہے۔ نہ ہی مرد یا عورت کو ٹھنڈے مشروب پینے چاہئیں۔ مباشرت کے بعد جسم ٹھنڈا ہو جائے تو غسل کرنا چاہیے۔ مباشرت کی کمزوری کو دور کرنے کے لیے طاقتور غذا مثلاً دودھ 'انڈے نیم برشت زردی اور کوئی پروٹین سے بھرپور غذا کھانی چاہیے۔

ملاپ میں وقفہ:

اکثر لوگ یہ جاننے کے خواہش مند ہوتے ہیں کہ ایک جنسی ملاپ کے بعد دوسرے جنسی ملاپ میں کتنا وقفہ ہونا چاہیے۔ جنسی ملاپ میں وقفے کے لیے کوئی باقاعدہ اصول مقرر نہیں۔ اس کا انحصار ہر شخص کی اپنی صحت اور خواہش پر ہے۔ اگر مباشرت کے بعد تھکن محسوس ہو

تو جنسی ملاپ نسبتاً لمبے وقفے کے بعد کرنا چاہیے۔ جب جنسی ملاپ کے بعد فرحت اور سکون محسوس ہو تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جنسی ملاپ میں زیادتی نہیں ہو رہی۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ میاں بیوی میں سے کسی ایک کو زیادہ خواہش ہوتی ہے اور دوسرے کو کم۔ ایسا بھی ممکن ہے کہ کوئی عورت ہفتے میں صرف ایک مرتبہ ہی جنسی ملاپ سے مطمئن رہے مگر کوئی عورت ایسی بھی ہو سکتی ہے جس کے لیے ہفتے میں ایک بار جنسی ملاپ ناکافی ہو اور زیادہ مرتبہ ملاپ کی خواہشمند ہو۔ یہی حال مرد کا بھی ہو سکتا ہے۔

ازدواجی زندگی میں میاں بیوی کے درمیان مکمل جنسی ہم آہنگی تبھی ممکن ہے جب دونوں کا وقفہ برابر ہو یا یکساں وقفے کے بعد جنسی ملاپ کی خواہش پیدا ہو' لیکن ایسا نہ ہو تو اپنے دل میں دوسروں کے بارے میں بدگمانی پیدا نہیں کرنی چاہیے۔

شادی کے ابتدائی دنوں میں میاں بیوی عموماً کثرت سے مباشرت کرتے ہیں۔ بعض لوگوں میں شادی کو کئی سال گزر جانے کے باوجود یہ سلسلہ جاری رہتا ہے لیکن بعض جوڑوں میں جنسی ملاپ کی رغبت کافی کم ہو جاتی ہے۔ شادی شدہ لوگوں کو جنسی ملاپ کے سلسلے میں دوسرے لوگوں کی مثال اپنے سامنے نہیں رکھنی چاہیے۔ اگر دوسرے لوگ کثرت سے مباشرت کرتے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کی نقل کی جائے۔ ایسا کرنا نقصاندہ ثابت ہو سکتا ہے کیونکہ مباشرت میں کمی بیشی ایک انفرادی معاملہ ہے۔ جنسی ملاپ میں وقفے کے سلسلے میں دو باتیں ہمیشہ ذہن میں رکھنی چاہئیں۔

پہلی بات تو یہ کہ مباشرت اس وقت کرنی چاہیے جب جنسی ملاپ کی فطری خواہش موجود ہو اور دوسری بات یہ کہ جنسی ملاپ میں ہمیشہ اعتدال سے کام لینا چاہیے۔ کیونکہ جنسی ملاپ کی کثرت سے اس فعل کا لطف زائل ہونے لگتا ہے اور فریقین اکتانے لگتے ہیں۔

جنسی خواہش ایک خاص انداز سے مرد پر اثر انداز ہوتی ہے جس طرح عورت کے ایام حیض ایک خاص انداز سے ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ خواہش مختلف اشخاص میں مختلف ہوتی ہے اور ایسی باتیں اور ایسے عوامل پیدا ہو سکتے ہیں جن سے اس خواہش میں کمی بیشی ہو سکتی ہے۔ ایک صحت مند مرد کا کیسۂ منی (Seminal Vesicle) عام طور پر جنسی ملاپ کے بعد تین روز میں بھر جاتا ہے اور اس میں صحت مند خلیوں کی تعداد عروج پر ہوتی ہے۔ اس لیے صحت مند مردوں کو یہ مشورہ دیا جا سکتا ہے کہ وہ جنسی ملاپ میں کم از کم تین روز کا وقفہ ضرور رکھیں۔ یہ وقفہ قیام حمل کے لیے بھی سود مند رہے گا۔

سائنسی نقطۂ نظر سے مباشرت کا بہترین وقت مرد کے لیے صبح کا وقت ہے۔ اس وقت مردانہ ہارمون اپنے نقطۂ عروج پر ہوتے ہیں۔ جو مرد کے عضو میں انتشار اور سختی پیدا کرنے کا باعث ہوتے ہیں۔

بعض اوقات عورتوں میں ادھیڑ عمری کے بعد جنسی خواہش میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ایسا سن یاس (Menopause) کے بعد بھی ہو سکتا ہے۔ اس کی کئی وجوہات ہیں۔ سن یاس شروع ہونے کے بعد بعض عورتیں محسوس کرتی ہیں کہ اب حمل کا خطرہ باقی نہیں رہا۔ دوسری وجہ یہ ہوتی ہے کہ ایسی عورتیں خود کو جوان محسوس کرنا اور ثابت کرنا چاہتی ہیں۔ ایک شادی شدہ عورت جو جنسی سرگرمیوں میں گرمجوشی سے حصہ لیتی ہے یہ محسوس کرتی ہے کہ وہ ابھی جوان ہے۔ اکثر ایسی عورتیں بھی اس قسم کی گرمجوشی کا مظاہرہ کرتی ہیں جو اصل میں بڑھاپے کی طرف قدم اٹھا رہی ہوتی ہیں۔

حمل کی حالت میں مباشرت:

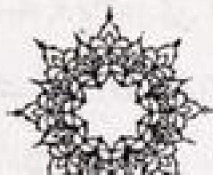
حمل کے دوران میں اگر غیر معمولی مشکلات کا سامنا نہ ہو تو حمل کے آٹھویں ماہ تک مباشرت کرنے کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ بہت سے ماہر جنسیات بچے کی ولادت سے چار ہفتے قبل تک مباشرت کی اجازت دیتے ہیں۔ اس معاملے میں میاں بیوی کو اپنی لیڈی ڈاکٹر یا سرجن سے براہ راست گفتگو کرنی چاہیے۔

اگر کسی عورت کو حمل ساقط ہو جانے کا خطرہ ہو جو خون کے اخراج یا درد آمیز تشنج سے واضح ہو جاتا ہے تو اس صورت میں کسی قسم کی جنسی یا جسمانی سرگرمی میں حصہ لینا خطرناک ہو گا۔ اس حالت میں عورت کو مسلسل لیڈی ڈاکٹر کی نگرانی میں ہونا چاہیے۔ لیڈی ڈاکٹر عام طور حاملہ عورت کو مصروفیات محدود کر دینے کا مشورہ دیتی ہیں اور بعض اوقات اسے بستر پر لیٹی رہنے کو کہتی ہیں۔ اگر حمل ساقط ہو جانے کا خطرہ ٹل جائے اور بچہ ماں کے پیٹ میں معمول کے مطابق نشوونما پاتا رہے تو اس صورت میں مباشرت کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ بچے کی ولادت سے پہلے مباشرت پر پابندی اس لیے عائد کر دی جاتی ہے تاکہ اندام نہانی میں نقصاندہ بکٹیریا نہ داخل ہونے پائیں۔ یا بچے کی حفاظتی تھیلی وقت سے پہلے نہ پھٹ جائے۔ تاہم اس کا امکان نسبتاً کم ہوتا ہے۔

تازہ ترین تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ جب عورت کو انزال آتا ہے تو اس

وقت رحم میں بار بار کھنچاؤ پیدا ہوتا ہے۔ یہ کھنچاؤ ابتدائی دنوں میں حمل کو گرا سکتا ہے اور آخری دنوں میں مقررہ وقت سے پہلے بچے کی پیدائش کی علامات پیدا کرنے کا سبب بن سکتا ہے۔ یہ صورتحال اس وقت بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ جب مباشرت کی بجائے کسی اور ذریعے سے انزال کی کیفیت پیدا کرلی جائے۔ اگر مباشرت کے نتیجے میں عورت کو انزال نہیں ہوتا تو پھر یہ صورتحال پیدا نہیں ہوتی۔ چنانچہ اگر مرد انزال حاصل کرلیتا ہے اور عورت منزل نہیں ہاتی تو پھر یہ کھنچاؤ یا تشنج پیدا نہیں ہوتا۔

بعض اوقات رحم کا یہ تشنج وقت سے پہلے ہی آنول کو رحم سے جدا کردینے کا سبب بن جاتا ہے۔ جس سے ولادت سے قبل ہی بچے کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ چنانچہ عورت کے لیے لازم ہے کہ جب بچے کی ولادت قریب ہو تو وہ مباشرت سے پرہیز کرے کیونکہ اس صورت میں وہ انزال سے بچ سکتی ہے اور ممکنہ خطرے سے دور رہ سکتی ہے۔



ازدواجی زندگی اور صحت

کامیاب ازدواجی زندگی کے لیے جسمانی طور پر صحت مند ہونا انتہائی ضروری ہے۔ مباشرت بنیادی طور پر ایک جسمانی فعل ہے۔ اگرچہ اس کے بعض جذباتی اور ذہنی پہلو بھی ہیں۔ اس لیے کامیاب ازدواجی زندگی کے لیے ضروری ہے کہ فریقین جسمانی لحاظ سے مکمل طور پر صحت مند ہوں۔ مکمل صحت کے لیے خوراک میں تمام ضروری اجزاء ہونے چاہئیں۔ فریقین کو مناسب حد تک آرام کرنا چاہیے اور گہری نیند سونا چاہیے۔ جاگتے ہوئے یا سوتے ہوئے اپنے جسم کا زاویہ درست رکھنا چاہیے۔ اس کے علاوہ ورزش پر خصوصی توجہ دینی چاہیے۔

آرام اور نیند:

جنسی ملاپ اسی صورت میں پر لطف ہو سکتا ہے جب فریقین تھکن کا شکار نہ ہوں۔ انہیں مکمل آرام کرنے کے بعد ہشاش بشاش ہونا چاہیے۔ سوتے یا آرام کرتے وقت تکیہ زیادہ اونچا نہیں ہونا چاہیے اس سے چہرہ جھک جاتا ہے اور سانس لینے کا عمل متاثر ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ پھٹوں کو مساوی آرام کا موقع نہیں ملتا اور سونے کے باوجود مکمل تازگی حاصل نہیں ہوتی۔

آرام کیسے کیا جائے:

آرام کرنے کے لیے کشادہ ہوادار اور آرام دہ کمرہ ہونا چاہیے۔ جس میں سونے کے لیے موسم کے لحاظ سے آرام دہ بستر موجود ہو۔ آرام کی غرض سے بستر پر چت لیٹ جائیں ذہن سے تمام پریشان کرنے والے خیالات نکال دیں اور ذہن میں پر لطف اور خوشگوار

خیالات کو آنے دیں۔ کوئی ایسا واقعہ ذہن میں لائیں جو آپ کو پسند ہو۔ اب اپنی ٹانگوں کے پٹھوں میں اکڑاہٹ پیدا کریں اور پھر آہستہ آہستہ انہیں ڈھیلا چھوڑ دیں۔ یہی عمل پیٹ کے پٹھوں کے ساتھ دہرائیں۔ پہلے پیٹ کے پٹھوں کو اوپر کی جانب اکڑائیں۔ جیسا کہ آپ انہیں ایک جگہ پر اکٹھا کر رہے ہوں۔ اس کے بعد پیٹ کے پٹھوں کو آہستہ آہستہ ڈھیلا چھوڑ دیں۔ یہی عمل اپنے سر، گردن اور بازوؤں کے پٹھوں کے ساتھ دہرائیں۔ کچھ روز تک اسی ترتیب کے ساتھ یہ مشق کرنے سے آپ اس میں مہارت حاصل کرلیں گے۔ اگر آپ نے یہ مشق جاری رکھی تو کچھ عرصہ کے بعد آپ محسوس کریں گے کہ آپ کو جلد نیند آجاتی ہے۔ جو پرسکون ہوتی ہے اور جاگنے پر آپ خود کو تازہ دم محسوس کرتے ہیں۔

کھانا کھانے کے فوراً بعد بستر پر سونے کے لیے لیٹ جانا صحت کے لیے نقصاندہ ہے۔ نیند کی حالت میں معدے کو غذا ہضم کرنے کے عمل سے فارغ ہونا چاہیے۔ نیند کی حالت میں معدے کی کارکردگی کم ہو جاتی ہے۔ معدہ بھی آرام کرتا ہے اور نظام ہضم کے لیے پیٹ کے اعضاء سے ضروری رطوبتوں کا اخراج کم ہو جاتا ہے۔ اگر نیند کی حالت میں معدہ خوراک سے بھرا ہوگا تو خوراک ہضم کرنے کے لیے معدے کو مجبوراً کام جاری رکھنا پڑے گا جو صحت کے لیے نقصان کا باعث ہو سکتا ہے۔ سونے سے قبل نیم گرم پانی سے غسل کرنا مفید رہتا ہے۔ اس سے گہری نیند سونے میں مدد ملتی ہے۔

جسم کا زاویہ:

جسم کو صحیح زاویئے کے مطابق رکھنا صحت کے لیے مفید ہے۔ صحیح زاویئے کے مطابق جسم کا توازن برقرار نہ رکھنے سے جسم کے بعض پٹھوں پر غیر ضروری بوجھ پڑتا ہے۔ اگر جسم کا توازن درست ہوگا تو اس سے جسم کا بوجھ برابر تقسیم ہوتا اور بعض اعضاء پر غیر ضروری بوجھ نہیں پڑے گا اور نتیجے کے طور پر تھکن لاحق نہیں ہوگی۔ چنانچہ کھڑے یا چلتے یا بیٹھے ہوئے اپنے جسم کو سیدھا رکھنا چاہیے۔

ورزش:

ورزش جسمانی صحت کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ اس سے مراد یہ نہیں کہ سخت اور تکلیف دہ ورزش کی جائے۔ کئی ہلکی پھلکی ورزشیں ایسی ہیں جو گھر پر ہی کی جاسکتی ہیں اور

جسمانی صحت کے لیے انتہائی مفید ہیں۔ چنانچہ صبح کے وقت پندرہ منٹ کی ورزش سے یہ مقصد پورا ہو سکتا ہے۔ پہلے ہلکی ورزش کرنی چاہیے اور پھر آہستہ آہستہ بھاری ورزشوں کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ پہلے ہی دن سخت قسم کی ورزش مفید نہیں ہوتی۔ چنانچہ ہر روز ورزش کرنی چاہیے اور یہ سلسلہ باقاعدگی سے جاری رکھنا چاہیے اگر طبیعت چاہے تو اپنی جسمانی صلاحیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ورزش کا وقت بڑھایا بھی جا سکتا ہے۔

جنسی اکتاہٹ (Sexual Boredom):

ماہرین کی بعض رپورٹوں سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ جنسی اکتاہٹ کے علاوہ ایک دوسرے کو نہ سمجھنے اور تبادلہ خیالات کی کمی بھی طلاق کا باعث بنتی ہے۔ اگر میاں بیوی جنسی اکتاہٹ یا بیزاری پر آپس میں کھل کر بات چیت کریں تو یہ صورتحال ختم ہو سکتی ہے۔ بعض جوڑے مباشرت کے دوران جنسی الفاظ خصوصاً جنسی اعضاء کے مختلف نام استعمال کرنے میں شرم محسوس کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ الفاظ ان میں جنسی ہیجان پیدا کرنے میں معاون ثابت ہوتے ہیں اور جنسی ملاپ کے پھیکے پن کو دور کرتے ہیں۔ اگر میاں بیوی ان الفاظ کو استعمال کرتے رہیں تو بتدریج ان کی شرم دور ہو جائے گی۔

بعض مرد اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ جنسی ملاپ کے آخر میں بیوی ان کے ساتھ کوئی مخصوص حرکت کرے، اس صورت میں بیوی کو اپنے شوہر سے تعاون کرنا چاہیے اور غیر ضروری شرم کو بالائے طاق رکھ کر شوہر کی خواہش پوری کرنی چاہیے۔ مرد کو بھی چاہیے کہ وہ اپنی خواہش کو دل میں نہ دبائے رکھے اور شرم کو ایک طرف رکھ کر بیوی سے اس خواہش کا اظہار کرے۔ دراصل میاں بیوی کو اپنے جنسی معاملات پر کھلے دل سے اور صاف لفظوں میں گفتگو کرنی چاہیے اور ایک دوسرے کو اپنی جنسی ضروریات اور خواہشات سے آگاہ کرنا چاہیے۔

ایک عورت نے ڈاکٹر سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ اسے جنسی ملاپ سے کبھی لذت نہیں ملی اور نہ ہی اسے انزال ہوا ہے۔ ڈاکٹر نے جب اس سے سوال کیا کہ کیا آپ کا شوہر آپ کی رضامندی سے یہ فعل انجام نہیں دیتا تو عورت نے جواب دیا نہیں دراصل وہ بہت جلدی کرتا ہے اور میرے جذبات کی طرف دھیان نہیں دیتا۔ حالانکہ میری خواہش یہ ہوتی ہے کہ وہ ملاپ سے پہلے کچھ دیر مجھے جنسی طور پر بیدار کرے۔ اس پر جب ڈاکٹر نے اسے کہا

کہ آپ اس سلسلے میں اپنے شوہر سے بات کیوں نہیں کرتیں تو عورت نے کہا در اصل بات یہ ہے کہ ہم جنسی معاملات پر بات چیت ہی نہیں کرتے۔ اس مثال سے آپ نے اندازہ کر لیا ہو گا کہ جنسی معاملات پر تبادلہ خیال نہ کرنا کس قدر نقصاندہ ثابت ہو سکتا ہے۔

ایک اور عورت نے ماہر نفسیات کو بتایا کہ اسے ایک خاص طریقے سے انزال ہوتا ہے۔ مگر وہ اپنے شوہر سے اس سلسلے میں بات کرتے ہوئے شرم محسوس کرتی ہے۔ لہٰذا اب تک اسے جنسی ملاپ میں پوری طرح لطف حاصل نہیں ہوا اور اسی وجہ سے وہ جنسی اکتاہٹ کا شکار ہے۔ وہ جنسی ملاپ میں بھرپور حصہ نہیں لیتی۔ جس پر اس کا شوہر بھی اکثر شکایت کرتا ہے۔ ماہر جنسیات نے جب عورت کی اس خواہش کا ذکر اس کے شوہر سے کیا تو اس نے حیران ہوتے ہوئے کہا کہ حیرانگی ہے یہ بات تو میری بیوی خود مجھے بتا سکتی تھی۔

اسی طرح ایک نوجوان ایک ڈاکٹر کے پاس آیا اور اسے اپنا مسئلہ بتایا۔ اس نے ڈاکٹر سے کہا کہ وہ ایک ایک گھنٹہ مباشرت میں مشغول رہتا ہے مگر اسے انزال نہیں ہوتا۔ ڈاکٹر نے جب پوچھا کہ تمہارے جسم کے کون سے حصے حساس ہیں تو اس نے عضو کے نچلی جانب کا حصہ حساس بتایا۔ ڈاکٹر نے اس سے پوچھا کیا تم نے اس بات کا ذکر اپنی بیوی سے کیا ہے؟ نوجوان نے نفی میں جواب دیا۔ اس پر ڈاکٹر نے اسے مشورہ دیا تم اس بات کا ذکر اپنی بیوی سے بھی کرو اور اسے کہو کہ دوران فعل تمہارے عضو کے مخصوص حصے پر اپنی انگلیوں سے مساس کیا کرے۔ اس طرح تمہیں انزال ہو جائے گا۔ چنانچہ اس نوجوان نے ایسا ہی کیا اور نتیجہ خاطر خواہ نکلا۔

میاں بیوی کو ایک دوسرے کو سمجھنے میں کافی عرصہ لگتا ہے۔ اس سلسلے میں غلطی کرو اور اصلاح کرو کا اصول بہتر رہتا ہے۔ میاں بیوی کو جدت پسند ہونا چاہیے ان کو ازدواجی زندگی میں نئی راہیں تلاش کرنی چاہئیں۔ اس طرح وہ اپنی جنسی اکتاہٹ اور بیزاری کا علاج کر سکیں گے۔ اس سلسلے میں ماحول میں تبدیلی، جنسی فعل کے طریقے میں تبدیلی خوشبوؤں کے استعمال اور روشنی کے رنگوں میں تبدیلی ان کی ازدواجی زندگی کے ولولے کو نہ صرف قائم رکھے گی بلکہ ان کے لطف میں بھی اضافہ کرے گی۔ ایک جدت پسند جوڑا اپنی برس ہا برس کی ازدواجی زندگی سے بیزار نہیں ہوتا وہ اپنی زندگی میں نت نئے تجربات کرتا ہے اور اس میں لطف کے نئے نئے سامان، نئی دلچسپیاں پیدا کرتا ہے لیکن اس سلسلے میں تبادلہ خیالات اور باہمی رابطہ بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔

(بحوالہ: میرج گائیڈ)

حدیث نبوی ﷺ :

زیادہ بچے دینے والی اور محبت کرنے والی عورتوں سے نکاح کرو کیونکہ میں دیگر اقوام کے سامنے تمہارے اوپر فخر کروں گا۔ (ابوداؤد' نسائی)

قوت' طاقت اور توانائی کا دارومدار کثرت آبادی اور ان کی مادی اور اندرونی زور و قوت پر منحصر ہے۔ اسلام کثرت اولاد کی ہمیشہ ترغیب دیتا ہے کیونکہ زیادہ آبادی انسانی بقا اور کامیابی کی ضامن ہے۔ نیز آبادی کی کثرت اُس آیت مبارکہ کی منشاء کے مطابق ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کو ڈرانے کے لیے قوت فراہم کرنے کی تلقین کی ہے۔ ہم نے اس کتاب کے آغاز میں یہ بتایا ہے کہ حضور ﷺ نے ایسے افراد کے خلاف سخت نفرت اور ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے جو اپنے لیے شادی سے پرہیز کرنے اور عمر بھر مجرد رہنے کا منصوبہ بناتے ہیں۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔

"نکاح کرنا میری سنت ہے' جس نے میری سنت سے اغماض کیا وہ مجھ سے نہیں۔"

اس طرح اسلام نے بار بار اس پر زور دیا ہے کہ امت اللہ پر ایمان کی دولت سے مالا مال رہے اور صبر اور ثابت قدمی' بہادری اور اونچے عزائم کوٹ کوٹ کر اس کے اندر بھرے ہوں تاکہ امت کی ہر آنے والی نسل نئی قوت اور توانائی کے ساتھ دنیا کے سامنے آئے اور ظاہری تعداد اور اندرونی کیفیت دونوں لحاظ سے پورے طور پر آراستہ ہو۔

ورنہ ایسا ٹڈی دل لشکر کس کام کا ہے جس کے دل میں صحیح ایمان اور شائستہ اخلاق کا فقدان ہو۔ ایک صحیح حدیث میں اندرونی زور اور توانائی سے بے بہرہ ٹڈی دل کثیر لشکر کی کمزوری کی بنیادی وجہ یہی بتائی گئی ہے کہ ان کے دلوں میں موت سے محبت نہیں ہوگی۔ بلکہ دنیا کی چیزوں سے الفت ان کے دلوں میں بسی ہوگی۔

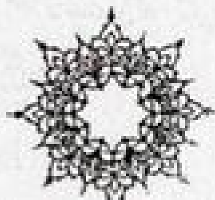
حضور ﷺ فرماتے ہیں عنقریب ایک زمانہ ایسا آئے گا جب دشمن قومیں لقمہ تر سمجھ کر تم پر اس طرح چاروں طرف سے ٹوٹ پڑیں گی جیسے کھانے والے ایک دوسرے کو دسترخوان کی طرف دعوت دیتے ہوئے ٹوٹ پڑتے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا حضور ﷺ! کیا ہماری کمی اور اقلیت کی وجہ سے ایسا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ اس وقت تم تعداد میں بہت ہوگے لیکن تمہاری حیثیت خس و خاشاک سے زیادہ نہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رعب اٹھالے گا اور تمہارے اندر وہن کی بیماری پیدا ہو

جائے گی۔ ایک شخص نے عرض کیا۔ حضور ﷺ وہن کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔
"دنیا سے محبت اور موت سے نفرت۔" (ابوداؤد، بیہقی حدیث صحیح)

دی لارنس آف دی عربیہ کی کہانی:

کرنل لارنس ایک انگریز جاسوس اور عیار شخص تھا۔
اس نے کیا خوب کہا کہ
"مسلمانوں کو کثرت اولاد سے دور رکھو، ان کی نسل کم سے کم کرو ورنہ ان کی اکثریت ہمیں بہت نقصان دے سکتی ہے۔"

یہ ایک یہودی سازش کا حصہ ہے کہ مسلمانوں کے بچوں کو قتل کر دیا پھر ان کی اولاد میں وقفہ پیدا کراؤ۔ حالانکہ یورپ کے بعض ایسے ممالک ہیں جہاں بچے جتنے زیادہ ہوں گے اتنی مراعات زیادہ ملیں گی۔ (مشاہدات و واقعات)



شوہر کی رضا اور جدید سائنس

احادیث نبوی ﷺ :

کیا تمہیں تمہاری بہترین جنتی عورتوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کیا ضرور اے پیغمبر خدا ﷺ ۔ آپ نے فرمایا۔

ہر ایسی خاتون جو زیادہ محبت کرنے والی ہو زیادہ بچے پیدا کرنے والی ہو۔ جب اس کا شوہر غصہ کرے تو کہے میرا یہ ہاتھ تمہارے ہاتھ میں ہے۔ اب میں پلک نہیں جھپکاؤں گی جب تک تم مجھ سے راضی نہ ہو جاؤ گے۔

چار افراد خوش قسمت ہیں۔ (1) نیک بیوی' (2) خوشحال مکین' (3) اچھا پڑوسی (4) بہتر سواری

اور چار طرح کے لوگ بدبخت ہیں۔ (1) برا پڑوسی' (2) بری عورت' (3) بری سواری' (4) بدحال مکین۔ (حدیث صحیح)

اللہ تعالیٰ ایسی عورت کی طرف نظر نہیں کرے گا جو اپنے شوہر کا شکریہ ادا نہ کرے جبکہ وہ اس سے بے نیاز بھی نہ ہو۔ (نسائی بزار)

دو آدمی ایسے ہیں کہ ان کی نمازیں ان کے سروں سے آگے نہیں بڑھیں گی۔ ایک وہ غلام جو اپنے مالک کے پاس سے بھاگ کھڑا ہو۔ دوسری وہ عورت جس نے اپنے شوہر کی نافرمانی کی ہو۔ یہاں تک کہ لوٹ کر اس کے پاس نہ آجائے۔ (طبرانی حاکم)

عبرت و نصیحت کے لیے بری عورتوں کے بارے میں عربوں سے منقول بعض اقوال ہم درج کرتے ہیں۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ تین آدمی بدترین افراد میں سے ہیں۔

1- محلہ کا پڑوسی جو بھلائی دیکھے تو چھپا لے اور کوئی برائے دیکھے تو اس کا ڈھنڈورا پیٹ دے۔

2- وہ عورت کہ جب تم اس کے پاس رہو تو قینچی کی طرح زبان چلائے۔ (یعنی برے الفاظ میں تمہیں یاد کرے) اور اگر تم اس کے پیٹھ پیچھے رہو تو بھی اس سے محفوظ نہ رہ سکو۔

3- وہ بادشاہ جس کے ساتھ تم احسان کرو تو وہ تمہاری تعریف نہ کرے اور اگر اس کی برائی کرو تو مار ڈالے۔

شوہر اپنی ضرورت کیلئے بیوی کو بلائے تو اسکا فوراً آنا ضروری ہے:

احادیث نبوی ﷺ ہے۔ تین افراد کی نمازیں قبول نہیں ہوتیں' آسمان تک نہیں جاتیں نہ ہی ان کے سروں سے اوپر اٹھتی ہیں۔ ایک وہ عورت جس کو اس کا شوہر بلائے اور وہ کوئی نیا عذر تراش کر انکار کر بیٹھے۔ (حدیث صحیح)

جب شوہر بیوی کو بستر پر بلائے اور وہ نہ آئے جس سے شوہر ناراض ہو کر سو جائے تو صبح تک فرشتے اس عورت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ (مسلم ابوداؤد نسائی)

جب آدمی اپنی اہلیہ کو اپنے بستر پر بلائے تو عورت کو چاہیے کہ فوراً چلی جائے خواہ وہ کجاوے پر کیوں نہ بیٹھی ہو۔ (حدیث صحیح)

جب شوہر اپنی ضرورت کی خاطر بیوی کو طلب کرے تو اسے آجانا چاہیے۔ خواہ وہ تنور پر کیوں نہ بیٹھی ہو۔ (نسائی ترمذی حدیث صحیح)

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو شخص بھی اپنی اہلیہ کو بستر پر بلائے اور وہ انکار کرے تو آسمان والا اس سے اس وقت تک ناراض ہوتا ہے جب تک وہ اپنے شوہر کو راضی نہ کرے۔ (بخاری، مسلم)

شوہر کا بلانا اور ڈیل کارنیگی کے مشورے:

اگر آپ شوہر کی رضا اور گھر کا سکون چاہتے ہیں تو سب سے پہلا کام یہی کرنا ہو گا کہ اس کی آنکھ اور چہرے کے تاثرات کو محسوس کریں اگر اس کا چہرہ سخت اور سرخ ہو رہا ہے تو آپ اپنے رویہ میں نرمی پیدا کریں تاکہ معاملات درست سطح پر چل سکیں۔

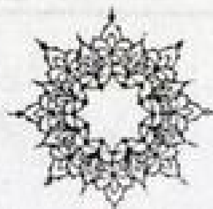
میرے سنٹر میں ایسے مرد آتے ہیں جن کی ازدواجی زندگی ناخوشگوار ہوتی ہے اس کی وجہ ان کی عورتوں کا باغیانہ رویہ اور سخت طبیعت' بات کا نہ ماننا وغیرہ ہے۔

پھر میں نے ان کی بیویوں کو بلا کر ان کے خاوند کی رضا اور طلب کے بارے میں انہیں نفسیاتی طور پر مطمئن کیا تو میرے صرف تین لیکچر ان کے لیے بہت مفید ثابت ہوئے۔

میرا تجربہ ہے کہ اگر عورت اپنے گھر کا سکون اور چین چاہتی ہے تو بالکل اپنے خاوند کی آنکھوں کا اشارہ اپنے لیے بہت بڑی وارننگ سمجھے۔

یاد رکھو اگر تم اپنے خاوند کے بستر سے علیحدگی اختیار کرو گی تو نامرادی تمہارا مقدر ہے۔

(بحوالہ "ازدواجی زندگی خوشگوار بنائیں")



باریک لباس اور جدید سائنس

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔ فرماتی ہیں کہ اسما بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں۔ حضرت اسماء کا لباس باریک تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف التفات نہیں کیا اور فرمایا۔ اسماء جب لڑکی بالغ ہو جائے تو اس کے ان اعضاء کے سوا کسی اور عضو کا دکھائی دینا کسی صورت بھی مناسب نہیں۔ آپ نے چہرے اور ہتھیلیوں کی طرف اشارہ فرمایا۔

علامہ ابن عبدالبرؒ کہتے ہیں اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ ان عورتوں کی طرف ہے جو باریک لباس زیب تن کرتی ہیں۔ جس سے انگ انگ نمایاں ہوتا ہے اور پردہ نہیں ہوتا۔ عورتیں برائے نام کپڑے پہنے ہوتی ہیں لیکن حقیقت میں ننگی ہوتی ہیں۔

رسالہ بے پردگی مصنفہ اہلیہ ڈاکٹر محمد رضا میں لکھا ہے۔ "جو عورتیں اپنی کمین گاہوں سے دلہن بن کر سج دھج کر نکلتی ہیں۔ گویا زبان حال سے وہ دعوت نظارہ دیتی ہیں اور کہتی پھرتی ہیں کہ تم اس حسن و جمال کو نہیں دیکھ رہے ہو یہ سب دیکھ کر بھی کیا تم قربت اور وصل کی خواہش نہیں رکھتے۔ اس طرح یہ عورتیں بازاروں اور شاہراہوں میں اپنی خوبصورتی کی اسی طرح نمائش کرتی ہیں جیسے پھیری والا چل پھر کر اپنا مال جگہ جگہ دکھاتا پھرتا ہے۔ مٹھائی والا اپنا مال مختلف رنگوں سے سجا کر چاندی کا ورق لگا کر شوکیس میں قرینہ سے رکھتا ہے۔ تاکہ آنے جانے والوں کی نظریں اس پر پڑیں، دل ان کے لیے للچائے۔

جدید سائنسی وضاحت

الٹراوائیلٹ ریز کے اثرات:

سورج کی تیز الٹراوائیلٹ ریز جب انسانی جسم اور جلد پر پڑتی ہیں تو اس کی وجہ سے جلد کے خلیات یا سیلز تباہ ہو جاتے ہیں اور جلد میں موجود رنگ بنانے والا مادہ "میلانن" ختم ہو جانے سے جلد کی رنگت تبدیل ہو جاتی ہے۔ الٹراوائیلٹ ریز کے خطرناک اثرات کو روکنے کے لیے سوتی لیکن موٹا کپڑا ہونا ضروری ہے۔

ماہرین جلد کے پاس جب کوئی جلدی مرض میں مبتلا مریض علاج کے لیے جاتا ہے تو سب سے پہلا مشورہ یہی ہوتا ہے کہ آپ فوراً سوتی اور موٹا کپڑا استعمال کریں۔ ایسا کرنے سے آدھا مرض ختم ہو جاتا ہے۔

عورتوں کی مشابہت اور جدید سائنس

احادیث نبوی ﷺ :

- ☆ اللہ کے رسول ﷺ نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مرد اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (بخاری وغیرہ)
- ☆ وہ عورتیں ہم میں سے نہیں جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں نہ وہ مرد ہم میں سے ہیں جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں۔ (ابوداؤد)
- ☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے فرماتے ہیں حضور ﷺ نے ایسے مرد پر لعنت فرمائی ہے جو عورت کی پوشاک پہنے اور ایسی عورت پر لعنت فرمائی ہے جو مرد کا لباس پہنے۔ (ابوداؤد، نسائی)
- ☆ تین آدمی جنت میں نہیں جائیں گے۔ نہ ہی قیامت کے دن خداتعالیٰ ان کی طرف نظر رحمت کرے گا۔ (1) اپنے والدین کی نافرمانی کرنے والا۔ (2) ایسی عورت جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہو اور (3) دیوث (بے حیا جو اپنی بیوی سے پیشہ کرائے اور اس کے برے کاموں سے چشم پوشی کرے۔) (حاکم مستدرک)

★ زنخوں کو اپنے گھر سے نکال باہر کرو۔ (بخاری)

(اس ممانعت کا اہم سبب یہ کہ لباس اور چال ڈھال کا اثر نفسیاتی عادات و اطوار پر بہت جلد پڑتا ہے یہی وجہ ہے کہ جب کوئی عورت مرد کی مشابہت اختیار کرتی ہے تو مردانہ کاموں کی طرف اس کا رجحان بڑھ جاتا ہے۔ اس کی ہیئت مردوں کی سی ہوتی ہے اور انسانیت اس سے رخصت ہو جاتی ہے۔ یہی حال مرد کا ہوتا ہے ظاہر ہے کہ مردوں اور عورتوں کا یوں ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنا فطرت سے جنگ کے مترادف ہے۔ جو سراسر تباہی کی نشانی ہے۔ اس کے علاوہ ایک دوسرے کی مشابہت کس قدر خطرناک ہے اس کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ انسان کے جسم میں کچھ غدود سے مادہ ہارمون خارج ہوتے ہیں اور پھر جسم کے اندر جس قسم کا ردعمل برتاؤ اور مشابہت پائی جاتی ہے نر ہارمون کے مقابلہ میں مادہ اور مادہ کے مقابلہ میں نر ہارمون کی تعداد بڑھتی رہتی ہے۔

اب اگر کوئی عورت پوشاک' حرکات و سکنات چال ڈھال اور طبعی میلان میں مرد کی مشابہت اختیار کرتی ہے تو اس کے جسم کے اندر نر ہارمون کی افزائش بڑھ جاتی ہے اور اس کے اوصاف اور عادات و اطوار میں مردانہ پن نمایاں ہونے لگتا ہے۔ یہی حال مردوں کا عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے کی صورت میں ہوتا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ عورت کی خصلت میں تبدیلی آنے پر ہارمون کی پیدائش میں بھی فرق آ جاتا ہے۔ چنانچہ جب عورت مرد کی خو بو اختیار کرتی ہے اور لباس حرکت اور کارکردگی میں مرد کی مشابہت اختیار کرتی ہے تو نسوانی ہارمون کے مقابلہ میں نر ہارمون کی تعداد اس کے اندر بڑھتی جاتی ہے اور یہ عورت مرد کی طرح نظر آتی ہے۔ جس کے اندر ظاہر ہے مفہوم ہی بدل جاتا ہے۔ فطرت مسخ ہو جاتی ہے اہم نسوانی جوہر ضائع ہو جاتا ہے۔ عورت مرد بن جاتی ہے اور پھر نہ وہ خوش رہتی ہے نہ اس کا خاوند اس سے راضی ہوتا ہے۔

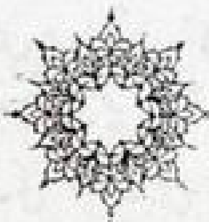
اس طرح اس کے برعکس جب مرد نسوانیت کو اپناتا ہے ان کی چال چلن اور لباس میں ان کے نقش قدم پر چلتا ہے۔ داڑھی منڈوا کر چہرہ ان کی طرح صفاچٹ رکھتا ہے تو مردانہ خصوصیات اور قوت مردمی سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

غور کریں تو معلوم ہوگا کہ یہ دو طرفہ حرکتیں یورپ میں عام طور پر پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ آج وہاں ہر مرد عورت اور عورت مرد بنتی جا رہی ہے جس کی بنا پر مرد عورت اور عورت مرد سے منہ موڑ کر پوری بے باکی سے جنسی بحران کا شکار ہوتے جا رہے ہیں۔

اس موضوع پر مزید زور دینے کے لیے ایک رسالہ (تمہارے معالج) کا خلاصہ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ (عدد ۷۷ اشارہ نمبر ۱۵' ربیع الاول ۱۳۹۱' مئی ۱۹۷۱ بقلم ڈاکٹر فرانسو الا)

اب تک اس نظریہ کے دفاع میں دلیل دینا خاصا دشوار کام ہے کہ جنسی شہوت میں کچھ اور انحراف جسے عام طور پر جنسی علیحدگی کا نام دیا جاتا ہے' کی بنیاد جسمانی ساخت کے اندر پیدا شدہ کوئی خرابی ہے یا نفسیاتی اور ذاتی خود اختیاری اس کی علت ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس سوال کو مختصر طور پر یوں پیش کیا جاسکتا ہے کہ جنسی علیحدگی پیدائشی ردعمل کا نتیجہ ہوتی ہے یا اس کی وجہ اخلاقی بگاڑ ہوتا ہے۔

پروفیسر الفریڈ جوزف پروفیسر فزیالوجی آرٹ کالج پیرس کہتا ہے کہ جنسی روش پیدائش کے وقت ایک سی ہوتی ہے پھر زندگی کے مختلف میدانوں میں متعدد عوامل کے ذریعے اس روش پر مختلف اثرات رونما ہوتے ہیں۔ یہ عوامل خاندانی' سماجی' تربیتی اور اخلاقی معیار غرض مختلف قسم کے ہوتے ہیں۔



ڈاکٹر کیور کی کتاب سیکس فار آل کے اقتباس

جو مرد عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں وہ مندرجہ ذیل امراض میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔

1۔ ان کے مردانہ ہارمونز مسلسل کمزور ہوتے رہتے ہیں۔
2۔ ان کی جنسی طاقت اور توانائی میں بحران شدید ہو کر طاقت کم ہو جاتی ہے۔
3۔ پیچوٹری گلینڈ اور تھائی رائیڈ گلینڈ سے ایک خاص رطوبت جسم میں مردانہ طاقت اور انتشار کا باعث بنتی ہے ایسی حالت میں یہ رطوبت کم ہو جاتی ہے۔
4۔ میرے مشاہدے کے مطابق ایسے لوگ جو زنانہ کردار کے حامل ہو جاتے ہیں ان کی داڑھی اور مونچھ کے بال گرنا شروع ہو جاتے ہیں۔
5۔ یہ لوگ امراض معدہ کا شکار جلد ہوتے ہیں۔
6۔ ان کی طبیعت میں خشکی اور الرجی بڑھ جاتی ہے۔
7۔ غم غصہ اور زود حسی بڑھ کر یہ لوگ آہستہ آہستہ چڑچڑے ہو جاتے ہیں۔
8۔ عضو خاص کو کٹوا دیتے ہیں یا پھر اس کو کسی دوا سے بے حس کر دیتے ہیں۔
9۔ بعض ایسے مریض زیر علاج رہے جو اپنے ذہنی رجحان کے تبدیل ہونے کی وجہ سے جنسی طاقت کھو بیٹھے ہیں۔

یورپ کی اندھی جنسی پیروی اور جدید سائنس:

"تم اپنے سے پہلے وقتوں کے راستے پر ایک ایک بالشت اور ایک ایک ہاتھ کے برابر چلو گے یہاں تک کہ اگر وہ کسی گوہ کے بل میں داخل ہوئے ہونگے تو تم بھی اس میں داخل ہوگے۔"

غیروں کی اندھی پیروی سے شخصی وقار ختم ہو جاتا ہے امت کا وجود مجروح ہوتا ہے نیز یہ کہ خود کمزوری کی دلیل ہے کیونکہ جو کمزور ہوتا ہے وہی طاقت ور کے پیچھے چلتا ہے۔ فیشن اور چال ڈھال میں کافروں کی پیروی سے ان کے افکار اور ان کے عقائد کی چھاپ بھی آپ سے آپ پڑتی ہے اور آدمی ان کی پیروی شروع کر دیتا ہے۔ اور اگر ان میں سے کسی نے راستے میں اپنی بیوی سے صحبت کی ہوگی تو تم بھی کر کے رہو گے۔ (بخاری مسلم)

یہی وجہ ہے کہ علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں اس روایت کا کم سے کم پہلو یہی ہے کہ اس کی رو سے کافروں کی مشابہت اختیار کرنا حرام ہو جاتا ہے حالانکہ بظاہر اس مشابہت کا تقاضا ہے کہ اس سے کفر لازم آتا ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "اور تم میں سے جو شخص ان کو دوست بنائے گا وہ انہی میں سے ہوگا۔" (المائدہ)

نیز یہ ابن عمرو کے قول کے عین مطابق ہے۔ انہوں نے کہا ہے جس نے مشرکین کی زمین کو آباد کیا اور ان کی طرح نوروز اور مہرجان منایا اور مرنے تک انہی کی مشابہت اختیار کیے رہا تو قیامت کے دن اس کا حشر بھی ان کے ساتھ ہوگا۔

اس عبارت کو مطلق مشابہت پر محمول کیا گیا ہے۔ لیکن اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ مفید صنعت و حرفت اور علوم و فنون میں غیروں کی پیروی نہ کی جائے۔

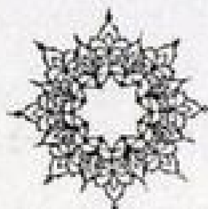
اس لیے کہ حکمت اور ہر اچھی چیز مومن کا گمشدہ سرمایہ ہے۔

پھر بھی کیا آج کی بیشتر خواتین اس حدیث پر عمل کرتی ہیں۔ ہرگز نہیں بلکہ افسوس تو یہ ہے کہ عادات و اطوار پوشاک' زیب و زینت اور انگلش فیشن کے مطابق وحشیوں کی طرح اپنے ناخن بڑھائے رکھنے' غرض ایک ایک چیز میں ہماری عورتیں دوسروں کے نقش قدم پر چل رہی ہیں اور ان کا یہ عمل درحقیقت عالمی بحران پیدا کرنے کے لیے ایک زبردست سازش ہے۔

علاوہ ازیں اس اندھی تقلید سے عوامی دولت کی بربادی لازم ہے۔ ساتھ ہی خواتین کو بھیانک فیشن کی نذر کرنا ہے اس لیے باہوش مردوں اور عورتوں کو آگاہ ہو جانا چاہیے۔ تمام بیویوں کے لیے بطور خاص میری نصیحت ہے کہ وہ اپنی شخصیت کو پختہ بنائیں۔ بندروں کی طرح دوسروں کی نقالی نہ کریں۔ اولوالعزم اور باحوصلہ رہیں تاکہ زمانہ کی لہروں اور یورپین فیشن سے یوں متاثر نہ ہوں۔ لباس' گھریلو اسباب اور عادات و اطوار کسی میں آنکھ بند کر کے دوسروں کے پیچھے نہ چلیں کیونکہ ازدواجی برکتیں میاں بیوی کی آپس کی محبت' نرمی اور

مفاہمت کے ساتھ زندگی گزارنے میں ہے۔ ازدواجی کامیابی اس کا نام نہیں کہ کپڑے، گھر کا اثاثہ اور ڈھیروں سامان مہمانوں اور پڑوسیوں کے سامنے رکھ رکھ کر ان پر فخر کیا جاتا رہے۔

اس میں شک نہیں کہ ان نصیحتوں سے غفلت نے جھگڑے لڑائی اور میاں بیوی کے درمیان تفرقہ اور علیحدگی پیدا کر رکھی ہے۔ اس لیے جس قدر احتیاط ہو سکے، کرنی چاہیے اور غیروں کی اندھا دھند تقلید نہ کرنا چاہیے۔ (بحوالہ۔ تحفۃ العروس)



یورپ کی جنسی پیروی اور جدید سائنس

ہمارے کلینک پر آنے والے ایک صاحب نے اپنی زندگی کے بارے میں ہمیں بتایا۔ یہ ہوشربا واقعہ انہی کی زبانی سنئے۔

ایک ناقابل فراموش واقعہ:

میں دراصل روزگار کے سلسلے میں یورپ کے ایک ملک میں گیا۔ جن مشکلات سے مجھے ویزا ملا وہ ناقابل بیان ہیں۔ الغرض میں اکیلا وہاں پہنچا کمپنی کی طرف سے رہائش اور خوراک ملی یوں آہستہ آہستہ میں وہاں کے ماحول سے مانوس ہو تا گیا۔

کیری ایک خوبصورت نوجوان لڑکی سے میری پہلی ملاقات ایک ہوٹل میں ہوئی اور ملاقات کا یہ سلسلہ بڑھتا چلا گیا۔ چونکہ میں پاکستانی اور مشرقی ماحول سے روشناس تھا اور حیا' شرم و حجاب میں میری پرورش ہوئی تھی اس لیے میں اس کو ہاتھ لگانے سے گریز کرتا تھا لیکن اس کی چھیڑ چھاڑ میرے جذبات کو آگ لگا دیتی اور میں رفتہ رفتہ اس کی طرف مائل ہونے لگا۔

اب یہ ہوتا کہ وہ مجھے جس انداز میں جنس کی طرف مائل کرتی' میں اسی انداز میں اس کی طرف مائل ہوتا چلا جاتا۔

وہ میرے عضو کو چوستی رہتی اور مجھے اپنی شرم گاہ چوسنے کی ترغیب دیتی۔ پہلے پہل مجھے نفرت ہوئی لیکن پھر میں عادی بن گیا یہ عادت بڑھتی گئی حتی کہ میں اس کے رنگ میں رنگا گیا۔

مجھے اپنی زندگی میں جتنی لذت کیری نے دی اتنی شاید کسی نے نہ دی ہو۔ چار سال کا عرصہ گزارنے کے بعد جب میں اپنے وطن پہنچا تو میں نے اپنی بیوی سے ہم بستری اسی انداز میں کرنا چاہی تو وہ پہلے تو بہت پریشان ہوئی پھر مجھ سے پوچھ بیٹھی آخر آپ ایسا کیوں کر رہے

ہیں جبکہ سفر سے قبل جب آپ مجھ سے جماع کرتے تھے تو ایسا نہیں ہوتا تھا۔

میں نے اسے اپنے سفر کے حالات اور کیری کے ساتھ تعلقات قدرے تفصیل سے سنائے تو اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ وہ کچھ پڑھی لکھی اور گھریلو شریف خاتون تھی مگر بے غیرت نہیں تھی صبح ہوتے ہی وہ روٹھ کر میکے چلی گئی۔

جاتے ہوئے یہ پیغام دے گئی کہ اتنا غلیظ اور گندا میرا خاوند نہیں ہو سکتا۔

میں حیران تھا کہ آخر اسے کیا ہوا لیکن جب بات بڑھی اور میرے فیملی ڈاکٹر جو بہت پڑھے لکھے اور ماہر تھے انہوں نے اس جنسی عمل سے ممکنہ خرابیوں کے بارے میں مجھے چند باتیں بتائیں۔

1۔ ایسا کرنے سے انسان میں بے شمار نفسیاتی بیماریاں خاص طور پر ڈپریشن زیادہ پیدا ہو گا۔

2۔ ایسا کرنے سے عورت میں جنسی ہارمونز کم ہو کر اس کے اندر حمل اور قیام حمل کے اثرات کم ہو جائیں گے۔

3۔ ایسا کرنے سے انسان میں ایسا کیمیائی مادہ پیدا ہوتا ہے جو انسان کو بزدل' بے غیرت اور بے حیا بنا دیتا ہے۔

ڈاکٹر کی باتیں سن کر مجھے احساس ہوا کہ واقعی میں غلطی پر تھا میری بیوی نہیں۔

(داستان غم میری کہانی)

قارئین کرام! وی سی آر اور ڈش میں ننگی فلمیں چلا کر اپنی بیوی یا داشتہ کے ساتھ وہی عمل دہرانا جو یورپ کے بے حیا کرتے ہیں ہمارے دینی احکام کے موافق نہیں۔ کیا ہم واقعی یورپ کی اندھی تقلید میں اتنا آگے نکل چکے ہیں کہ اپنے تہذیبی ورثہ اور ثقافت کو بھول کر ہمیں صرف یورپ یاد آتا ہے۔

اسلام میں جنسی غیرت اور جدید سائنس:

1۔ اللہ رب العزت سے زیادہ کوئی غیرت والا نہیں ہے۔ اس لیے اس نے بے حیائی کی باتوں کو حرام کر رکھا ہے چاہے ظاہری ہوں یا پوشیدہ۔ اللہ تعالیٰ سے زیادہ کسی کو تعریف پسند نہیں ہے۔

(بخاری مسلم)

2- بندہ مومن غیرت کھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ غیرت کھانے والا ہے۔

(بخاری و مسلم)

3- حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھ لوں تو اسے تلوار سے دھار کی جانب مار ڈالوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو کیا تمہیں سعد کی غیرت سے تعجب ہوتا ہے؟ میں اس سے زیادہ غیرت والا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ غیرت والا ہے۔ (بخاری)

غیرت' ماہرین یورپ اور جدید سائنس:

ڈاکٹر ہیکل ثمن کی تشریح۔

ایک دن کمرہ کلاس میں میرے تمام ہم جماعت بیٹھے پروفیسر ژوف کا لیکچر سن رہے تھے انہوں نے ایک بات بہت غور طلب فرمائی۔ فرمانے لگے کہ غیرت سائنس کی ریسرچ کا موضوع ہے کیونکہ جو بھی اس فیلڈ میں ریسرچ کر رہا ہے کم از کم اسے غیرت اور اس کے لوازمات سے ضرور واقفیت ہوگئی ہوگی۔

اسی دوران پروفیسر ژوف نے فرمایا کہ میں نے پیرا سکالوجی کے تمام امتحانات میں غیرت کا ٹیسٹ لیا تو پتہ چلا یہ ایک دماغی لہر ہے جو کہ خالص مثبت ہے لیکن جب اس لہر کا خاتمہ ہو جاتا ہے تو انہی خلیات سے اور لہریں نکلتی ہیں جو کہ خالص منفی ہوتی ہیں اور پھر وہ منفی لہریں نکلنا بند نہیں ہوتیں بلکہ اور زیادہ بڑھتی رہتی ہیں۔

اس لیے بے حیا اور بے غیرت آدمی اپنی بے عزتی میں بڑھتا چلا جاتا ہے۔

(پیرا سائیکالوجی کے کرشمات)

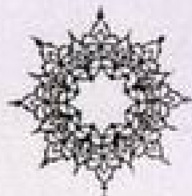
ماہر سماجیات پروفیسر لیونن کی وارننگ:

براؤ یونیورسٹی امریکہ کے ماہر سماجیات پروفیسر لیونن نے امریکیوں کو وارننگ دی ہے کہ وہ اپنی معاشرتی حدود میں رہ کر زندگی گزاریں۔

پہلی جنگ عظیم کے بعد امریکی معاشرے میں جو بے غیرتی اور بے حیائی کی فضا مؤثر ہوئی ہے اسی فضا کے اثرات سے امریکہ کے تمام مردوں اور عورتوں میں یہ زہر مزید پھیلتا جا رہا ہے۔

جب جنسی عمل میں پردہ نہ ہو۔ جب غسل اور لباس تبدیل کرتے وقت پردہ نہ ہو بلکہ جسم بالکل ننگا ہو' جب ایک دوسرے کی شرمگاہ دیکھنا عیب نہ ہو۔ جب جنسی عمل کرتے وقت ایک دوسرے کی شرمگاہ چاٹی جائیں۔ تو ایسی حالتوں میں معاشرہ جتنا ذلیل اور رسوا ہو گا اس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔

(بحوالہ جدید الفتح ترجمہ فلسطین)



حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور مزاح کا پر لطف طریقہ

احادیث نبوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حیض کی حالت میں میں جس برتن سے پانی پیتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنا دہن مبارک وہیں رکھتے تھے اور پانی نوش فرماتے تھے۔ حیض کے دنوں میں مجھے پسینہ آتا میں پیالہ پی کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہیں منہ رکھتے جہاں میرا منہ پڑا ہوتا تھا۔

(کہاں یہ محبت اور مزاح اور کہاں وہ عورت جس کے شوہر نے سیب اپنے دانتوں سے کاٹ کر اسے دیا۔ بیوی نے چھری اٹھائی۔ چھری کیا کرو گی اس نے کہا سیب سے تمہارے دانت کے نشانات چھانٹ کر الگ کرونگی شوہر نے جو یہ سنا تو اسے طلاق دیدی۔)

تم میں سے کوئی جب کھانا کھائے تو ہاتھ نہ پونچھے جب تک کہ خود اس کو چاٹ نہ لے یا چٹا نہ لے۔ (مسلم)

(شاید اس کا مفہوم یہ ہے کہ مرد کھانے کے بعد انگلیاں نہ چاٹے تو اپنی بیوی سے چاٹنے کے لیے کہے اس میں شک نہیں ہے کہ بیوی کا شوہر کی انگلیاں چاٹنا ایک دلچسپ اور پر لطف مشغلہ ہے جس کے اندر بڑی دلکشی ہے۔)

مذاق مذاق میں بیوی کا مختصر نام لینا:

حدیث نبوی: (عائشہ کا مخفف) یہ جبرئیل علیہ السلام تمہیں سلام کہتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حضور وہ چیز دیکھ لیتے تھے جو میں نہیں دیکھ سکتی تھی۔ (بخاری مسلم)

بیوی سے مذاق کا بلند مقام:

حدیث نبوی:

جو چیز ذکر الٰہی میں شامل نہیں اس کا شمار لہو و لعب میں ہوتا ہے البتہ چار چیزیں الگ ہیں۔

1۔ مرد کا بیوی سے ہنسی مذاق کرنا۔

2۔ آدمی کا اپنے گھوڑے کو تربیت دینا۔

3۔ گڑے ہوئے دو نشانوں کے درمیان

(نشان سے مراد تیر اندازی کا نشان ہے۔ دوڑ کا مقابلہ بھی اس کے اندر شامل ہے۔)

4۔ آدمی کا تیراکی سیکھنا۔

ان کھیلوں کو بڑی اہمیت حاصل ہے ان کے ذریعہ امت مسلمہ اور ملت اسلامیہ میں قوت اور توانائی لوٹ کر آتی ہے۔ ورزش کرنے والی چاق و چوبند نسل تیار ہوتی ہے۔ اہلیہ کے ساتھ خوش مزاجی سے مستقبل میں بہتر اور صالح اولاد پروان چڑھے گی۔ البتہ اس ہنسی مذاق کے بھی بکثرت آداب ہیں۔ (التاج الجامع الاصول) کے مصنف کے بقول چند یہ ہیں کہ اہلیہ سے نرمی اور مہربانی کی جائے۔ اگر اسے جلد انزال ہو جائے تو شہوت پوری کرنے کے لیے اسے مہلت اور موقع دیا جائے۔ حسب حال ہنسی مذاق کیا جائے۔ تاکہ آپس میں تادیر صحبت برقرار رہے ایک حدیث میں وارد ہے اس کی سند صحیح نہیں ہے لیکن مفہوم واضح معلوم ہوتا ہے۔

تم میں سے کوئی اپنی بیوی پر اس طرح نہ جاپڑے جیسے جانور جاپڑتا ہے بلکہ دونوں کے درمیان ہر کارے ہوں یعنی بوسہ لینا اور بات چیت کرنا۔

حضور ﷺ یہ بھی فرماتے ہیں۔

تم میں کوئی اس وقت تک مومن نہ ہوگا جب تک اپنے بھائی کے لیے ہر ایک ایسی چیز پسند نہ کرے۔ جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ نیز فرمایا خود تکلیف مت اٹھاؤ اور دوسروں کو تکلیف مت پہنچاؤ اور بیوی کو لطف اندوز ہونے کا موقع نہ دینا اسے تکلیف پہنچانے کے مترادف ہے۔

مزاح کی سائنسی وضاحت:

شوہر کا بیوی سے مزاح کرنا سائنسی لحاظ سے اتنا ہی اہم ہے جتنی کہ جسم کے لیے غذا یا پانی کی اہمیت ہے۔ کیونکہ جو شوہر اپنی بیوی سے مزاح' الفت اور محبت نہیں کرتے یاد رکھیں وہ اپنے جنسی ہارمونز کو کھو بیٹھیں گے۔

بیوی سے مزاح اور محبت سے گردوں پر موجود گلینڈز ایڈرلین سے "پیسوفین" ایک رطوبت نامی نکلتی ہے جو خون میں شامل ہو کر تین کام کرتی ہے۔

1۔ جسم کی اعصابی لچک کو برقرار رکھتی ہے۔
2۔ جسم میں جنسی نشاط اور جوش کو تادم زیست برقرار رکھتی ہے۔
3۔ جسم کے شوگر اور بلڈ لیول کے نظام کو درست رکھتی ہے۔

مسلسل تجربات سے بھرپور میری زندگی اس عمل کی مستقل ہدایت کرتی ہے۔

عورتوں کا مردوں اور مردوں کا عورتوں کیلئے صفائی کا خیال رکھنا:

احادیث نبوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ گھر میں تشریف لانے کے بعد رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہلے کون سا عمل کرتے تھے۔ آپ نے جواب دیا پہلے مسواک کرتے تھے۔

(شاید رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہلے اس لیے مسواک فرماتے ہوں کہ ازواج مطہرات کا بوسہ لے کر آپ ان کا استقبال کریں اور یہ مناسب نہیں کہ میاں بیوی صبح بوسہ لے کر ایک دوسرے سے جدا ہوں اور شام کو دوبارہ ایک دوسرے سے ملیں تو ایک دوسرے کی پیشانی چوم لیں تاکہ یادیں برقرار رہیں)

1۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اپنی اہلیہ کے لیے خود کو سنوارتا ہوں۔

امام قرطبیؒ نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ لائق اور باہوش آدمی اپنے طور پر خود کو آراستہ رکھتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ اس کی بیوی اس سے خوش رہے اور دوسرے مردوں کی طرف مائل ہونے کی بجائے اپنے دامن کو بچائے رکھے۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ خوشبو لگانا' مسواک کرنا' خلال کرنا' میل کچیل سے خود کو بچائے رکھنا' زائد بال کو نکال دینا' پاکی حاصل کرنا اور ناخن ترشوانا بہتر اور مناسب چیزیں ہیں۔

آپ نے یہ بھی کہا ہے کہ مرد کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کی خواہش کے دنوں کا خیال رکھے اس کے دامن کو داغدار نہ ہونے دے' نہ ہی دوسروں کی طرف مائل ہونے کا اسے موقع دے اور اگر خوابگاہ میں اس کے حقوق کی تکمیل میں کوتاہی کا اندیشہ ہو تو مقوی اور مشتی دواؤں کا استعمال کرے تاکہ عفت اور پاک دامنی برقرار رہے۔ آپ نے کہا کہ میں کوشش کرتا ہوں کہ اپنے آپ کو سنوارے رکھوں جیسے وہ میرے لیے اپنے آپ کو سنوارتی ہے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ میرا جو حق اس کے اوپر ہے اسے پورا پورا وصول کرنے کے لیے اس پر اصرار کروں تاکہ وہ بھی مجھ پر جو اس کے حقوق ہیں ان کا مطالبہ کرنے کے لیے اڑ جائے۔

خلیفہ دوم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا' گرد و غبار سے اٹا ہوا' بال بکھرے ہوئے۔ اس کے ساتھ اس کی بیوی تھی جو کہہ رہی تھی۔

"امیر المومنین میں اس کے لیے نہیں نہ یہ میرے لیے ہے۔" (یعنی مجھے اس سے بچائیے)

آپ نے جان لیا کہ عورت اپنے شوہر سے نفرت کرتی ہے اس لیے آپ نے شوہر کو حکم دیا کہ وہ غسل کرے۔ اپنے سر کے بالوں کو ترشوائے اور ناخن کترائے۔ (یعنی مجھے اس سے بچائیے)

کتاب تحفۃ العروس میں لکھا ہے عورتیں مردوں کی گڑیا ہیں۔ اس لیے مردوں کو چاہیے جہاں تک ہو سکے اپنی ان گڑیوں کو بنائے سنوارے رکھیں۔

زیب و زینت مرد کی شہوت کو تیز کرتی ہے اس کی آنکھوں کو بھر دیتی ہے۔ عورت کے محاسن اس سے نمایاں ہوتے ہیں۔ الفت اور محبت تادیر قائم رہتی ہے۔ ابو الفرج اصفہانی نے کتاب نسواں میں یہ مضمون درج کیا ہے کہ مرد کو طرح طرح کی خرابیوں میں انہیں پڑنے کا موقع نہیں دینا چاہیے اور اگر کوئی خرابی نظر آئے تو اسے دور کرنے کی کوشش کرے۔ اگر پھر بھی خرابی دور نہ ہو تو وہ اپنی اہلیہ سے علیحدگی اختیار کر لے گا۔ یا پردے میں اسے تنبیہہ کر دے گا اور اس طرح فساد کے راستہ کو بند کر دے گا۔ یہاں ایک لطیف اور اہم توجیہہ یہ بھی ہے کہ بیوی کو اپنے حسن کا خیال رکھنا چاہیے اور شوہر کے سامنے اچھی شکل و صورت میں آنا چاہیے۔ جیسے وہ اس کی شادی کی رات ہو۔ اس چیز سے اکثر عورتیں غفلت برتتی ہیں۔ اس لیے

مردوں کے سامنے انتہائی گئے گزرے کپڑوں میں آجاتی ہیں۔ جس سے مرد نفرت کرتا ہے اور بڑی ناگواری محسوس کرتا ہے۔

جس عورت کا شوہر سفر پر ہو اسے چاہیے کہ شوہر کے واپس آنے سے قبل جن بالوں کو زائل کرنے کا حکم ہو انہیں دور کرے

اپنے زائد بال صاف کرلے۔

بال بکھرے ہوئے نہ ہوں۔ یعنی میلے کچیلے ہوں یا پراگندہ نہ ہوں۔ ان میں کنگھی کرے اور دیکھو ہوشیار رہو۔

(یعنی آگاہ رہو' ہوش اور خرد کے ناخن لو' صبر اور شکیب سے کام لو تاکہ زیادہ دن تک عورت سے دور رہنے یا پردیس میں ہونے کی وجہ سے حیض کی حالت میں بیوی سے جماع نہ کر بیٹھو) خوب خیال رکھو۔

نو چیزیں فطرت میں داخل ہیں

مونچھ کے بال کٹوانا:

مونچھ کے بال کٹوانا واجب ہے خاص طور پر لبوں کو ترشوانا چاہیے۔ جو ہونٹ سے بڑھے ہوئے ہوں لیکن جڑ سے کاٹ لینا یا مونڈ لینا ضروری نہیں جیسے داڑھی بڑھانے والے آج کرتے ہیں۔ شاید انہیں حدیث شریف کا حقیقی مفہوم نہیں معلوم۔ پھر خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دونوں طرف مونچھیں نکلی ہوئی تھیں۔ غصہ کے وقت آپ ان مونچھوں کو تاؤ دیا کرتے تھے۔ امام مالک ؒ سے کسی نے مبالغہ کے ساتھ مونچھیں صاف کرنے والے کی بابت پوچھا۔ آپ نے جواب دیا "میں سمجھتا ہوں کہ اسے دردناک مار مارنا چاہیے۔"

داڑھی بڑھانا:

داڑھی بڑھانا مردوں کی خوبصورتی کی علامت ہے خاص طور پر قدیم زمانے میں جب فطرت ابھی مسخ نہیں ہوئی تھی اس پر عمل ہوتا تھا۔ پھر یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ شیر نر' مادہ شیرنی سے زیادہ خوبصورت ہوتا ہے۔ مرغ مرغی سے زیادہ حسین ہے۔ نر پرندہ مادہ پرندہ سے زیادہ حسین معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ نروں کے چہرے پر بال ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں داڑھی

جنسی قوت کی افزائش کے لیے معاون ثابت ہوتی ہے۔ اس کی وجہ سے خون میں نر ہارمون بکثرت پیدا ہوتے ہیں۔ جبکہ داڑھی منڈوانے کی صورت میں خون کے اندر مادہ ہارمون کی پیدائش زیادہ ہوتی ہے۔ کیونکہ اس صورت میں چہرہ عورتوں کے مشابہ ہوتا ہے اور مشہور ہے کہ باریش مردوں کی جنسی توانائی داڑھی منڈے ہوئے جوانوں سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔

ڈاکٹر میری قبانی نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے کہ داڑھی رہنے سے جنسی عمل کے وقت عورت زیادہ برانگیختہ ہوتی ہے۔ غور کرنا چاہیے کہ داڑھی نہ ہونے سے مردوں اور عورتوں کو کتنا نقصان ہوتا ہے پھر احادیث میں داڑھی منڈوانے کی ممانعت وارد ہے اور عورتوں سے مشابہت ہونے کی وجہ سے اس فعل پر لعنت کی گئی ہے۔

مسواک کرنا:

رسول ﷺ نے مسواک (درخت کی تازہ لکڑی وغیرہ) سے دانتوں کی صفائی کا بڑا اہتمام کیا ہے تاکہ دانتوں کی حفاظت ہو اور ان کا حسن و جمال برقرار رہے۔ صحیح حدیث میں ہے اگر میری امت کو دشواری نہ ہوتی تو میں انہیں مسواک کا حکم دیتا۔

ناخن کاٹنا:

ایک افسوسناک امر یہ ہے کہ بعض عورتیں ناخن بڑھا کر فطرت سے جنگ کرنا چاہتی ہیں اور ان کے شب و روز ایسے گزرتے ہیں جیسے وہ عورتیں نہیں وحشی درندہ ہوں اور فطرت سے جنگ کرنے والوں کا یہی انجام ہوتا ہے۔ پھر ناخن پر پالش بھی حرام ہے کیونکہ اس میں کافر عورتوں سے مشابہت لازم آتی ہے اور ذوق سلیم اور فطرت کے خلاف ہے۔ جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ نیز پانی پالش لگنے کے بعد اندرونی حصہ تک نہیں پہنچ پاتا۔ اس لیے پالش جب تک لگی رہے گی وضو بھی صحیح نہ ہوگا۔ حیرت ہے جو عورتیں اپنے آپ کو جدید اور ترقی پسند کہلاتی ہیں۔ ناخن بڑھا کر ذوق سلیم اور فطرت سے جنگ کی مرتکب ہوتی ہیں اور ہو بہو ان بلیوں کا پارٹ ادا کرتی ہیں جو پنجہ جھاڑ کر نکل کھڑی ہوتی ہیں۔

ناک میں پانی چڑھانا:

ناک میں پانی ڈالنے سے ناک کی خوب صفائی ہو جاتی ہے۔ جس سے انسان کئی بیماریوں سے بچ جاتا ہے۔

انگلیوں کے پوروں کو دھونا:

براجم یعنی انگلیوں اور پوروں کے جوڑ دھونا خوبصورت فطرت انسانی کے قریب ترین ہے۔ کیونکہ انگلیوں کے جوڑ اچھی طرح دھونے سے ان پر آلودگی جمنے نہیں پاتی اور ہاتھ خوبصورت نظر آتے ہیں۔

بغل کے بال اکھیڑنا:

بغل کے بالوں کو مونڈنے کے بجائے اکھاڑ لینا بہتر اور آسان ہے۔ بالخصوص حمام میں جانے یا اس کے فوری بعد کے وقتوں میں۔ جبکہ بال مونڈنے میں زخم پہنچنے یا پھوڑے پھنسی نکلنے کا اندیشہ ہوتا۔

استنجا کرنا:

حدیث میں انتقاص مار کا لفظ آیا ہے جس کے معنی استنجا کے ہیں۔ استنجا ہمارے جسم کی صفائی کا نہایت اہم جزو ہے۔

زیر ناف بالوں کو نکالنا:

انسان کے ناف کے زیریں حصہ کے بالوں کو نکالنا بھی ضروری ہے۔ یہ عمل انسانی جسم کو کئی مضر جرثوموں سے بچانے میں مدد ہوتا ہے۔

اب تک ہم یہ بحث کر رہے تھے کہ عورت کو اپنے شوہر کے لیے زیب و زینت کرنی چاہیے۔ اب ہم روزمرہ کی سعادت کے عنوان سے ایک مضمون استاذ ماہر قندیل کی کتاب

اہلال سے نقل کرتے ہیں۔

عورتوں میں شہوانی رو کا زمانہ مختلف ہوتا ہے اور یہ اختلاف ماہواری کی عادت اور کم زیادہ ہارمون کی پیدائش سے ہوتا ہے۔ رہی یہ چیز کہ عورت انتہا درجہ پر متلذذ کب ہوتی ہے؟ اس لحاظ سے ایک عورت دوسری عورت سے قطعی مختلف ہوتی ہے۔ چنانچہ بعض عورتیں ماہواری سے قبل کے دنوں میں متلذذ ہوتی ہیں جبکہ بعض ماہواری کے بعد اس کیفیت سے دوچار ہوتی ہیں اور جو یہ ہوتا ہے کہ فلاں کو فلاں دنوں میں زیادہ لذت ملنی چاہیے' پھر بھی نہیں ملتی' اس کی وجہ ہارمون کی کمی کے ساتھ ساتھ کچھ اور بھی ہوتی ہے جس کے سبب مرد کی جادو بھری شخصیت بھی اپنا اثر نہیں دکھاتی۔

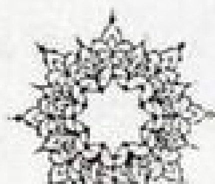
اس راہ پر ڈالنے والے دیگر عوارض کی طرح ایک عارضہ عورت کی وہ عمر ہے جسے سن یاس کہا جاتا ہے۔ یعنی وہ وقفہ جس میں ماہواری کا خون آنا بند ہو جاتا ہے اور عورتوں پر مایوسی کا زمانہ طاری ہوتا ہے۔ پھر دیگر سماج کی طرح ہمارا سماج بھی سن یاس کی بابت عورت کے ذہن میں کچھ عجیب بدترین اثرات چھوڑ جاتا ہے جس کے نتیجہ میں اس کی باقی زندگی پژمردگی اور افسردگی کا شکار ہو کر رہ جاتی ہے۔ مثلاً یہی کہ اس کی زندگی کی ایک چیز زوال پذیر ہے۔ اس کا حسن و جمال' اس کا عشوہ و ناز' اس کی سرگرمی اور چستی اور اس کی زندگی کی تازگی سب ہی غم انگیز المیہ سے دوچار ہونے والی ہے اور بسا اوقات عورت ان وسوسوں کا مقابلہ نہیں کر پاتی۔ نہ ایسی رونما ہونے والی کسی چیز کا اس کے پاس جواب ہوتا ہے جو عملی طور پر ثابت بھی نہیں ہوئی۔ ہاں فطری طور پر عورت پر اس وقت بجلی سی گرتی ہے جب وہ آئینہ کے سامنے کھڑی ہوتی ہے اور دیکھتی کہ اس کے کچھ بال سفید ہوتے جا رہے ہیں یا چہرے یا جسم کے فلاں فلاں حصے پر جھریاں اس کا منہ چڑا رہی ہیں۔ اب یہ غریب عورت کیا کرے؟

وہ یہ تو چاہتی ہے کہ ہمیشہ بیس تیس سال کی دوشیزہ نظر آئے' چنانچہ اس لیے وہ بھی ان اسباب کا سہارا ڈھونڈتی ہے جو اس کے حسن میں اضافہ کر سکیں اور عورت کی عمر چاہے جتنی ہو افزائش حسن کے ذرائع کا استعمال طبعی چیز ہے کیونکہ جو عورت آپ اپنا احترام کرتی ہے وہ ضرور چاہتی ہے کہ بہتر شکل میں وہ نظر آئے۔ ہاں زیادہ گھمبیر اور غمزدہ صورت وہ ہوتی ہے جو عورت کو احترام کے مفہوم سے ناآشنا کر دیتی ہے اور اسے ایک دوسرے رخ پر ڈال دیتی ہے۔ یہ رخ پستی اور تمسخر کا رخ ہے پھر یہ المیہ اس وقت سوا ہو جاتا ہے جب عورت خود

فراموشی کی حد کو پہنچ جاتی ہے۔ اسے اپنا سماجی وزن' اپنا وقار' عقل و ہوش' گھر بار' بال بچے اور شوہر غرض کچھ یاد نہیں رہتا اور پھر وہ وقت آتا ہے جب یہی عورت کسی بیہودہ' دغاباز کے اشارے پر بھی اس کی طرف مائل ہو جاتی ہے اور یہ میلان کسی اور سبب سے نہیں بلکہ یہ باور کرانے کے لیے ہوتا ہے کہ ابھی وہ جوان ہے اور مرد کو اپنی طرف مائل کر سکتی ہے کسی کو اپنی زلف گرہ گیر کا اسیر بنا سکتی ہے۔

البتہ عمر کے ان گزرنے والے لمحات میں عورت کبھی یہ ضرور خیال کرتی ہے کہ اس کا وقت ڈھل چکا ہے۔ زندگی کا آخری لمحہ اس کی دہلیز پر دستک دے رہا ہے اور پھر اسے گھبراہٹ سی ہوتی ہے اور شوق اور رغبت کے کسی لمحہ کو وہ ضائع کرنا نہیں چاہتی حالانکہ وہ خود فریبی کا شکار ہو چکی ہوتی ہے۔

(بحوالہ تحفۃ العروس)



جنسی زندگی کو خوشگوار بنانے' سنوارنے کا عمل

ایک مریض کی داستان:

میری زندگی میں زنا کی ابتداء دراصل اپنی بیوی کی وجہ سے ہوئی۔ میں چاہتا تھا اسے چھوڑ دوں کیونکہ اس کا جسم بدبودار ہے' کیونکہ وہ صفائی پسند نہیں۔ اس کے منہ سے بدبو نکلتی تھی حتیٰ کہ وہ اپنی شرمگاہ کو بھی صاف نہیں رکھتی تھی۔ آخر تھک ہار کر میں نے ایک عورت کی تلاش کی۔ ایک ایسی عورت جو میری بیوی سے کم خوبصورت لیکن صاف ستھری تھی' مجھے پسند آئی۔

یورپی ماہرین کی رائے:

اگر آپ اپنے شوہر کو خوش رکھنا چاہتی ہیں تو بن سنور کر رہیں۔ اپنی جسمانی اور پوشیدہ صفائی کا خیال ہروقت آپ کے سامنے رہے۔ جسم دھلا ہوا اور صاف رہے۔ اگر آپ اپنی بیوی کو خوش رکھنا چاہتے ہیں اور خوشگوار زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو واقعی اپنے بدن کے وہ بال جو بالکل صاف کرنے ہوتے ہیں' صاف کریں۔ چہرے کے بال بھی صاف کریں حتیٰ کہ آپ کے دانت بھی صاف ہوں۔ (ازدواجی زندگی خوشگوار بنائیں' ذیل کارنیگی)

بھنویں اور چہرے کے بال اکھیڑنا اور بال میں جوڑ لگانا:

اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت فرمائی ہے گودنے والیوں پر' گودنے والی یعنی واشمہ جو شم سے ماخوذ ہے' اس کے معنی سوئی یا اس کے جیسی کسی چیز کو جلد میں چبھونا ہے تاکہ خون نکلے پھر اس میں سرمہ یا تیل بھرا جاتا ہے تاکہ وہ حصہ ہرا ہو جائے۔ گدوانے والیوں پر

(گودنے والی کو عربی میں متوشمہ کہتے ہیں) چہرے پر سے بال چننے والیوں پر (بال نوچنے والی عورت نامصہ کہلاتی ہے) چنوانے والیوں پر (جو عورت بال چنواتی ہے اسے عربی میں متنمصہ کہتے ہیں۔ چہرے کے بالوں کو چمٹی یا کسی چیز سے نوچ کر نکالا جاتا ہے۔ اس سے عفت پر جو اثر پڑتا ہے اور چہرے پر جھریاں آجاتی ہیں یہ کوئی پوشیدہ بات نہیں۔ عورت کو کسی اور کا بال چننا یا نوچنا بھی منع ہے۔

خوبصورتی کے لیے دانتوں کی جھریاں بنانے والوں پر (ریتی یا کانس سے دانتوں کے درمیان دوری پیدا کرنے کو فلج کہتے ہیں جو عورت ضروری چاہتی ہے اس کو متفلجہ کہتے ہیں جو خدا کی پیدا کردہ بناوٹ میں تبدیلی کرتی ہیں۔ (بخاری، مسلم)

★ بال جوڑنے (بال کی وگ وغیرہ لگا کر بالوں کو بڑھایا جاتا ہے افسوس کہ آج کثرت سے اس کا رواج چل پڑا ہے۔ اونٹ کے چھوٹے چھوٹے بالوں کی وگ بھی اس میں داخل ہے۔ جس کو (Broke) یا (Postage) کہتے ہیں) اور جڑوانے والی پر خدا لعنت کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

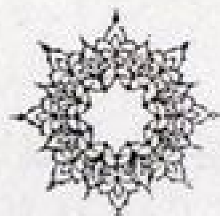
★ رسول خدا ﷺ نے ان مردوں پر لعنت کی ہے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔ اسی طرح ان عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔ (بخاری، داؤد، حاکم)

★ جو شخص جس قوم کے مشابہ ہوتا ہے اس کا شمار انہی لوگوں میں ہوتا ہے۔ (جو عورتیں مردوں کی دیکھا دیکھی اپنے بالوں کو چھوٹا کرواتی ہیں، مذکورہ بالا روایت سے ان کے اس عمل کی حرمت معلوم ہوتی ہے اور اگر مردوں کی مشابہت مقصود نہیں تب یہ عمل حرام ہوگا۔ اس لیے مسلم ۱/۱۷۶ میں حضرت ابو سلمہ عبدالرحمٰن سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی بھائی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور ﷺ کے غسل جنابت کی تفصیل پوچھی۔ انہوں نے فرمایا یا رسول ﷺ کی ازواج مطہرات اپنے سروں کے کچھ بال کتر لیا کرتی تھیں جس سے بال کانوں تک آجاتے تھے اس سے آگے نہیں بڑھتے تھے اور جو بالوں کو وانا جاتا ہے ان میں خم دے کر ایک سیدھ میں کیا جاتا ہے۔ اس کے اندر اجنبی عورتوں سے مشابہت واضح اور یقینی ہے، اس لیے یہ فعل حرام ہے۔

بیوٹی پارلرز کی نصائح:

ہفت روزہ میگ میں ماہر بیوٹیشن نے مندرجہ ذیل نصائح کی ہیں۔
اگر آپ اپنے چہرے کا حسن اور زیبائش چاہتی ہیں تو.....

- ☆ چہرے پر موجود بالوں کو اکھاڑیں مت۔
- ☆ لوشن سے ان کو کبھی بھی ختم نہ کریں۔
- ☆ کسی کیمیکل سے اپنی جلد پر کوئی نام نہ لکھوائیں ایسا کرنے سے جسم کے شریانی نظام میں خلل پیدا ہوتا ہے۔
- ☆ زیادہ گاڑھا میک اپ نقصاندہ ہے۔ جلدی الرجی اور حساسیت بڑھ جاتی ہے۔
- ☆ چہرے پر رنگ برنگے عکس اور نقشے بنانے سے انسان بدذوق اور جلدی امراض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ (ہفت روزہ میگ)



ہم جنسی اور جدید سائنس

لواطت حرام ہے اپنی بیوی کے ساتھ ہو یا کسی دوسری عورت یا مرد کے ساتھ یہ ایسی برائی ہے جس پر تقریباً تمام اہل علم اور سلیم الطبع لوگوں کا اتفاق ہے۔ غالباً کچھ غالی علماء ایسے ہیں جو اپنی بیوی سے لواطت کو جائز کہتے ہیں اور اپنی دلیل میں یہ آیت پیش کرتے ہیں۔

"تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں تم اپنے کھیت میں آؤ جس طرح سے چاہو۔" (بقرہ)

وطی فی الدبر:

مگر تعجب ہے کہ وہ اس آیت کو اپنی دلیل میں کیسے پیش کرتے ہیں۔ یہ آیت تو ان کی تردید کرتی ہے کیونکہ حرث کا لفظ کھلی دلیل اس بات کی ہے کہ موضع کاشت عورت کے آگے کا مقام ہے نہ کہ پیچھے کا۔ کیا کوئی مثال ہے کہ پیچھے کے حصے یعنی دبر سے کسی عورت کے بچہ پیدا ہوا ہو یا کوئی ڈاکٹر اپنے فن کے اعتبار سے اس کی کاشت کو ثابت کر سکتا ہے۔ جب یقینی طور پر ایسی بات نہیں تو پھر کوئی ذی عقل اور سمجھدار اس آیت سے کیونکر ایسا مطلب ثابت کر سکتا ہے۔ پھر یہ بات بھی غور کرنے کی ہے کہ وطی فی الدبر کو جائز قرار دیا جائے تو مقاصد نکاح کا کیا حشر ہو گا کوئی بد طینت مرد فرض کر لیجئے اپنی جنسی خواہش عورت کے پچھلے حصے سے پوری کر بھی لے مگر سوال یہ ہے کہ عورت کیا کرے گی۔ قرآن میں اس کی تفسیر خود موجود ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

"سو تم ان کے پاس آؤ جس جگہ میں اللہ تعالیٰ نے تم کو اجازت دی ہے۔" (بقرہ)

کتب احادیث میں بیسیوں حدیثیں صراحتاً بتاتی ہیں کہ عورت کے ساتھ وطی فی الدبر حرام ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

"عورتوں سے جس نے وطی فی الدبر کی اس نے کفر کیا۔"

رسول اکرم ﷺ کے اس ارشاد گرامی "جو شخص حائضہ سے یا اس کی دبر میں جنسی میلان پورا کرے یا کاہن کے پاس جائے اس نے دین محمد ﷺ سے انکار کیا" (مشکوۃ) کا مطلب بھی یہی ہے کہ عورت کے ساتھ لواطت کسی حال میں جائز نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کوئی بھی اس کی حلت کا قائل نہیں ہے۔ ائمہ اربعہ بھی لواطت کو عورت کے ساتھ حرام ہی کہتے ہیں۔

جس حدیث میں یہ ہے کہ عورت کے پیچھے سے آسکتے ہیں اس کا مطلب خود صحابہ نے بیان کیا کہ پیچھے کی طرف سے اگلے حصے سے استمتاع کرے۔ علامہ نووی لکھتے ہیں۔ "بہت سی احادیث مشہورہ کے پیش نظر قابل اعتماد علماء کا اتفاق ہے کہ عورت سے وطی فی الدبر کرنا خواہ حائضہ ہو خواہ پاک، حرام ہے۔"

بہرحال یہ مسئلہ ثابت شدہ ہے عقلی طور پر بھی اور نقلی لحاظ سے بھی۔

استلذاذ بالمثل:

مرد کا مرد سے اپنے جنسی میلان کا پورا کرنا۔ یہ اپنے پیچھے ایک لمبی تاریخ رکھتا ہے۔ قرآن پاک کی شہادت یہ ہے کہ اس فعل بد کی ابتدا قوم لوط نے کی۔ اس قوم سے پہلے کوئی اس کا مرتکب نہ تھا۔ قوم لوط کے اس فعل کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد الٰہی ہے۔ "اور ہم نے لوط کو بھیجا جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا تم ایسا فحش کام کرتے ہو جس کو تم سے پہلے دنیا جہان والوں میں سے کسی نے نہیں کیا۔ کیا تم مردوں کے ساتھ شہوت زنی کرتے ہو عورتوں کو چھوڑ کر بلکہ تم حد سے گزر گئے ہو۔ (الاعراف)

اس معنی کی اور بھی متعدد آیتیں قرآن میں مذکور ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ استلذاذ بالمثل مردوں میں قوم لوط سے شروع ہوا۔ یہی قوم اس کی موجد ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام کے لب ولہجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی قوم نے اس فعل کو اس طرح شروع کیا کہ ان کی قوم کے سامنے اس طرح کی کوئی مثال نہ تھی۔

قرآن ہی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قوم لوط کی خباثت اس سلسلے میں بہت بڑھی ہوتی تھی۔ اس برائی پر ان کو ذرہ برابر ندامت نہ ہوتی تھی۔ بلکہ قوم علی الاعلان اس برائی کا ارتکاب کرتی۔ ان کی شیطانیت کا یہ حال تھا کہ جہاں کسی خوبصورت چہرے والے کو دیکھا، لوگ ٹوٹ پڑے۔ مہمان کی بھی اس سلسلے میں پرواہ نہ تھی۔ زبردستی کرنا چاہتے تھے۔

قوم لوط اور اس کا انجام

سورۃ ہود ساتویں رکوع میں رب العزت نے اس وقت کا نقشہ کھینچا ہے جب عذاب کے فرشتے نوجوان کی صورت میں مہمان بن کر لوط علیہ السلام کے یہاں پہنچے ہیں اور قوم لوط ان مہمانوں کی بے حرمتی پر آمادہ ہوگئی یعنی چاہا گیا کہ ان سے جنسی پیاس بجھائیں۔

لوط علیہ السلام کی پریشانی کا عجیب عالم تھا۔ قوم کو سمجھا رہے ہیں کہ عورتوں سے اپنی جنسی تسکین چاہو۔ اس غیر فطری فعل پر تم کیوں مصر ہو۔ پھر درد کے ساتھ فرما رہے ہیں اور اللہ کا واسطہ دے رہے ہیں کہ میرے مہمان ہیں تم نے کوئی بات کی تو میری رسوائی ہوگی۔ مگر ملعون قوم ہے کہ ایک نہیں سنتی۔

بالآخر نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا اور بری طرح سے قوم لوط تہہ و بالا ہوئی زمین کو الٹ کر اس قوم پر دے مارا اور پھر پتھر کی بارش بھی ہوئی۔ عذاب کی تفسیر قرآن میں کھینچتے ہوئے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "سو جب ہمارا حکم آ پہنچا تو ہم نے زمین کا اوپر کا نقشہ نیچے کر دیا اور اس سرزمین پر کنکر کے پتھر برسانا شروع کیے جو لگاتار گر رہے تھے جن پر ان کے رب کے پاس سے خاص نشان بھی تھا۔" (ہود)

قوم لوط کے بعد:

قوم لوط کے بعد بھی اس فعل کا وجود ثابت ہوتا ہے۔ لوگوں نے لکھا ہے کہ لواطت کا وجود قبل مسیح بھی تھا۔ یونان اور روم کے متعلق بیان ہے کہ یہاں یہ ذوق انتہائی عروج پر تھا۔ اس متلذذ بالمثل یا اس امرد پرستی کے سلسلہ میں لوگوں نے سقراط، ارسطو، سکندر اعظم اور جولیس سیزر وغیرہ کا نام بھی لیا ہے۔

فرانس کی تاریخ:

فرانس کے متعلق لکھا ہے کہ تیرھویں صدی عیسوی میں امرد پرستی اور تلذذ بالمثل کا بڑا زور تھا اور حکومت کو اس سلسلے میں ۱۲۱۲ء میں یہ قانون پاس کرنا پڑا کہ اس فعل کی سزا قتل ہے۔ اسی طرح چودھویں اور اٹھارویں صدی کے متعلق بھی بیان کیا جاتا ہے کہ فرانس میں ہم جنس پرستی کی بڑی کثرت تھی۔ جرمنی کا بھی یہی حال تھا۔

نازی دور کا واقعہ:

آپ یہ سن کر حیرت زدہ رہ جائیں گے کہ نازی دور سے پہلے ایک صاحب ڈاکٹر ماگنوش ہرشفیلڈ تھے۔ جو دنیا کی مجلس اصلاح کے منفی صدر رہ چکے ہیں۔ انہوں نے عمل قوم لوط کے حق میں چھ سال پروپیگنڈا کیا آخر کار جمہوریت کا آلہ اس حرام کو حلال کردینے پر راضی ہوگیا اور جرمن پارلیمنٹ نے کثرت رائے سے طے کردیا کہ اب یہ فعل جرم نہیں۔ بشرطیکہ طرفین کی رضامندی سے اس کا ارتکاب کیا جائے اور معمول کے نابالغ ہونے کی صورت میں اس کا ولی ایجاب و قبول کی رسم ادا کرے۔ (پردہ)

ایران اور کراچی:

مشرقی ممالک میں ایران کا نام بدنام ہے۔ فارسی کی شاعری سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں کراچی کا بھی نام لیا گیا ہے۔ ۱۹۴۵ء میں تین اڈے ایسے پائے گئے جہاں ہیجڑے لڑکے عصمت فروشی کیا کرتے تھے۔ افغانستان کے متعلق بھی بعض مصنفوں کا اسی طرح کا بیان ہے۔ (تفصیل کے لیے اسلام اور جنسیات)

مغربی ممالک میں جیسا کہ کنسے رپورٹ کے تذکرہ سے معلوم ہوچکا ہے اب تک اس کا چرچا ہے اور کافی ہے۔ ہندوپاکستان کو بھی اس سلسلہ میں پاک نہیں کہا جاسکتا۔ مگر یہاں عوام میں نہیں ہے بلکہ تعلیم یافتہ اور مہذب طبقہ میں ہے۔ اسکول، کالج، یونیورسٹی اور مدارس بھی اس لعنت میں گرفتار ہیں۔

استلذاذ بالمثل اسلام کی نظر میں:

اسلام نے دوسری برائی کے ساتھ اس برائی سے بھی سختی سے روکا اور اس فعل بد کی

سزا نہایت سخت سے سخت تجویز کی ذرا سی بھی رو رعایت ملحوظ نہیں رکھی۔ اول تو قرآن پاک میں قوم لوط کا واقعہ تفصیل سے متعدد مقامات میں ذکر کیا گیا۔ اس برائی کے سلسلے میں حضرت لوط علیہ السلام نے جس جس طرح اپنی قوم کو سمجھایا اسے نقل کیا گیا ہے۔ اس طرف اشارہ کیا گیا کہ جس قوم کو استلذاذ بالمثل اور امرد پرستی کی عادت ہو جاتی ہے اس کی اخلاقی حالت کس قدر پست اور ذلت آمیز حد تک پہنچ جاتی ہے۔ پھر قوم کی عبرت انگیز سزا کا نقشہ پیش کیا تاکہ قرآن کے پڑھنے والے اس برائی کے انجام سے اچھی طرح واقف ہو جائیں اور اس طرح اپنے آپ کو اس غیر فطری فعل سے محفوظ رکھیں۔

قرآن و حدیث میں اس امت کے لیے اس غیر فطری فعل کی سزا بھی بیان کی گئی ہے اور اس سے روکنے اور امت کو بچانے کی لیے بڑا مواد فراہم کر دیا گیا ہے۔ شروع میں قرآن ان غیر فطری فعل کے کرنے والوں کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔

تم میں سے جو دو مرد بدکاری کریں ان کو ایذا دو پھر رسول اکرم ﷺ نے دل نشیں پیرایہ میں اس غیر فطری فعلی کی برائی ذہن نشین کرانے کی سعی فرمائی۔ طرح طرح سے روکا۔ اس کی سخت سے سخت سزائیں بیان کیں ایک دفعہ آپ نے اپنے خطرہ کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔ "مجھے اپنی امت میں سب سے زیادہ خطرہ قوم لوط کے عمل کا ہے۔" (جمع الفوائد)

عہد صحابہ کا واقعہ:

حضرت خالد بن ولید کو اطلاع دی گئی ہے کہ ایک ایسا شخص ہے جو لواطت کرتا ہے حضرت خالد نے یہ واقعہ خلیفہ المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا اور مشورہ طلب کیا چونکہ یہ نئی طرح کا واقعہ تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجلس مشاورت بلائی اور یہ مسئلہ پیش کیا۔ اس سلسلے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رائے دیتے ہوئے فرمایا کہ اس عمل کا تعلق قوم لوط کے عمل سے ہے۔ سزا بھی اسی نوعیت کی مناسب ہے میری رائے ہے اس شخص کو جلا ڈالا جائے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو یہ رائے پسند آئی اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجی چنانچہ جب حضرت خالد کو یہ فرمان ملا تو آپ نے اسے گرفتار کیا اور آگ میں جلوا ڈالا۔ (الجواب الکافی)

یہ ایسا ملعون فعل ہے جس کا ارتکاب کرنے والے پر نبی ﷺ نے بار بار لعنت فرمائی اور اس کی قباحت کا اظہار فرمایا۔

بچنے کی تدبیر:

اسلام چاہتا ہے کہ اس غیر فطری فعل سے انسان اپنے کو محفوظ رکھے اس کی صورت یہی ہے کہ خوبصورت لڑکوں سے اجتناب کیا جائے اور جو اس کے داعی ہو سکتے ہیں ان سے الگ تھلگ رہنے کی سعی کی جائے۔

حافظ ابن حجرؒ نقل کرتے ہیں۔ مالداروں کے لڑکوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ اپنی شکل و صورت اور لباس و پوشاک سے سراپا فتنہ ہیں کہ بسا اوقات عورتوں سے بڑھ کر ثابت ہوتے ہیں۔

پھر انہوں نے حضرت سفیان ثوریؒ کا یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک دن حضرت سفیان غسل خانے میں داخل ہوئے۔ اتفاق سے اسی وقت ایک لڑکے نے بھی غسل خانہ میں داخل ہونا چاہا۔ آپ نے دیکھا تو فرمایا اسے یہاں سے نکالو اور جلد نکالو اور وجہ یہ بیان فرمائی عورت کے ساتھ مجھے ایک ہی شیطان دکھائی دیتا ہے۔ مگر مرد کے ساتھ کچھ اور دس شیطان۔

مرد سے پرہیز:

اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت امام احمدؒ کا لکھا ہوا ہے کہ امام موصوف کی خدمت میں ایک شخص کسی ضرورت سے حاضر ہوا اس شخص کے ساتھ ایک لڑکا بھی تھا اسے دیکھ کر آپ نے پوچھا یہ کون ہوتا ہے۔ اس شخص نے کہا بھانجا ہوتا ہے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا دیکھو اب دوبارہ اسے ہمارے یہاں نہ لانا اور تم بھی اس کو ساتھ لے کر بازار میں دوبارہ چکر نہ لگانا تاکہ کسی کو تمہارے متعلق برا گمان کرنے کا موقع نہ ملے۔ (مفتاح الحرج)

یہ ان بزرگوں کی رائے ہے جو اپنے علم و عمل اور زہد و تقویٰ میں مسلم ہیں۔ پھر کیا یہ رائے بے وجہ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ان بزرگوں نے جو ہدایت فرمائی وہ بالکل درست ہے اور قابل عمل ہے۔

ہمارے زمانہ کے ان حضرات کے لیے ان واقعات میں عبرت و بصیرت ہے جو تنہا ہیں۔ مرد لڑکوں سے پاؤں دبواتے ہیں اور بے تکلف بن کر ان کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ان کی نیتوں میں فساد ہے۔ بلکہ آگاہ یہ کرتا ہے کہ فتنہ کے داعی سے اپنی حفاظت ایک ضروری فریضہ ہے۔

امرد کا چہرہ دیکھنا:

فقہا شہوت کے وقت "امرد" کے چہرہ کو دیکھنا حرام کہتے ہیں۔

جنسی میلان کا خطرہ ہو تو عورت اور "امرد" کے چہرہ پر نگاہ ڈالنا حرام ہوتا ہے۔

"امرد" اس لڑکے کو کہتے ہیں جس کی داڑھی ابھی نہ نکلی ہو۔ مونچھ آرہی ہو۔ بعض علماء تو لکھتے ہیں کہ امرد اگر حسین ہو تو عورت کے حکم میں ہے یعنی سر سے پاؤں تک اس کا جسم ستر ہے۔ اس کی طرف نہیں دیکھنا چاہیے مگر ابو القاسم کی رائے ہے کہ شہوت کے ساتھ دیکھنا تو ناجائز ہے مگر اس کا اندیشہ نہ ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں۔ ماحصل یہ ہے کہ تلذذ مقصود ہو تو حرام ہے ورنہ نہیں۔ ابن القطان فرماتے ہیں امرد جس کی داڑھی ابھی نہ نکلی ہو تلذذ کا باعث ہے اور اس کی خوبصورتی سے متمتع ہونے کے ارادے سے ایسے لڑکوں کو دیکھنا متفقہ طور پر حرام ہے اور تلذذ مقصد نہ ہو اور دیکھنے والا فتنہ سے مامون ہو تو بالاجماع جائز ہے۔ (درالمختار)

شہوت کس کو کہتے ہیں اس کی تفسیر میں مختلف قول ہیں مگر زمانہ کے لحاظ سے علامہ بیہقی کی تفسیر زیادہ صحیح ہے کہ "شہوت نام ہے دل کے میلان کا۔"

دو مردوں کا ایک ساتھ لیٹنا یا سونا:

اس سلسلے میں یہ عرض کر دینا بھی ضروری ہے کہ اسی فتنہ کی وجہ سے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ایک چادر میں دو مرد نہ سوئیں۔ ارشاد نبوی ہے۔ "ایک مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں نہ آئے" (مشکوۃ)

حضرت شاہ ولی اللہ" اس حدیث کے سلسلہ میں یہ فرماتے ہیں کہ ایک کپڑے میں لیٹنے سونے سے اس لیے روکا گیا ہے کہ اس سے جنسی میلان میں ہیجانی کیفیت ہوتی ہے۔ جس سے کبھی کبھی لواطت کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔ اس حدیث کو دلیل بنا کر امام رازی فرماتے ہیں۔

"دو مردوں کا ایک ساتھ لیٹنا جائز نہیں ہے گو دونوں بستر کے کنارے کنارے ہی کیوں نہ ہوں۔" (تفسیر کبیر)

یہ حکم نفسیات کے بالکل مطابق ہے۔ دو شخصوں کا یکجا ہونا کسی حال میں شر سے خالی نہیں اور غالباً اور وجوہ کے ساتھ یہ وجہ بھی تھی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز کا حکم کرو اور دس سال کی عمر کو پہنچ

جائیں تو ان کو نماز کے لیے پیٹو بھی اور الگ الگ بستر پر سلاؤ۔ (ابو داؤد)

عمر کے اس حصہ میں بچوں کا بستر علیحدہ کر دینے سے نفسیاتی طور پر بھی بڑا فائدہ ہو گا اور صحت کے اعتبار سے بھی بچے فائدہ میں رہیں گے۔ عمر کے اس حصہ سے انسان میں جنسی میلان اور سوجھ بوجھ شروع ہونے لگتی ہے۔

ہمارے اس دور میں خصوصیت سے اس پر عمل کرنا چاہیے کہ اس دور میں ایسی چیزوں کی کثرت ہے جو جنسی میلان کو مشتعل کرتی رہتی ہیں اور کم وبیش ہر شخص پر اس کا اثر بھی پڑتا ہے۔ پھر یہ بھی واضح رہنا چاہے کہ جس طرح یہ حرام ہے کہ ایک مرد دوسرے مرد کے حصوں کو نہ دیکھے جن کو ستر سے تعبیر کرتے ہیں۔ اسی طرح یہ بھی حرام ہے کہ بغیر ضرورت دو مردوں کے جسم اس طرح مل جائیں کہ بیچ میں کوئی چیز حائل نہ رہے۔ ہاں اس حکم سے مصافحہ وغیرہ طرح کی چیزیں مستثنیٰ ہیں۔ (فتح الباری)

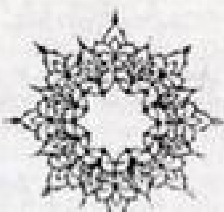
حافظ ابن حراس کی بھی صراحت فرماتے ہیں کہ غیر مرد کے ستر کو ہاتھ لگانا حرام ہے۔ اس میں کوئی فرق نہیں کہ بدن کے کسی حصہ سے بھی ستر چھوئے سب حرام ہے۔

(فتح الباری)

ہمارے اس دور میں ان لوگوں کے لیے عبرت و بصیرت کا سبق ملتا ہے جو لڑکوں کے سامنے گھٹنے کھولنا اور تیل کی مالش کرانا عیب نہیں سمجھتے۔ ارشاد نبوی ہے۔ "ایک مرد دوسرے مرد کی ستر نہ دیکھے" (اسلام کا نظام عفت عصمت)

ہم جنسی ـــــ اسلام اور میڈیکل سائنس:

سابقہ اوراق میں آپ نے ہم جنسی کے دینی اور تاریخی نقصانات پڑھ لیے۔ اب اس کے سائنسی و میڈیکل اور جسمانی نقصانات درج ہیں۔



یورپی معاشرے کی داستان

ایک جھلک:

یورپی میڈیکل کیئر نے تمام اجتماعی باتھوں اور لیٹریوں میں غلاف' غبارے اور ایسی ادویات رکھی ہیں جو ہم جنسی سے قبل استعمال کی جانی چاہئیں لیکن صورت حال کچھ عجیب یوں ہوئی کہ جب اس سامان کو دیکھا تو کئی ہفتوں کے بعد بھی وہ ویسے ہی پڑا ہوا تھا اس کو بالکل استعمال نہیں کیا گیا تھا جب اس معاملے کی تحقیق کی گئی تو پتہ چلا کہ ہم جنس پرست لوگ اسے استعمال ہی نہیں کرتے۔ ان کا کہنا تھا کہ اس وقت ہم جس جنسی جنوں میں مبتلا ہوتے ہیں اس میں ہمیں ایسے حفاظتی سامان کا خیال تک نہیں آتا ہے۔ (بحوالہ ریڈر)

مذکورہ بیان اس بات کی غمازی ہے کہ ان لوگوں کو یورپی معاشرے نے اپنے شیطانی عمل میں اتنا آگے کر دیا ہے کہ انہیں ہرگز دنیا اور معاشرے کی پرواہ نہیں رہ گئی۔

میڈیکل نقصانات:

ہم جنس پرستی کی وجہ سے دنیا کی سب سے خطرناک اور لاعلاج مرض ایڈز نے پوری دنیا' خاص طور پر یورپ اور انڈیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر جینٹ گریسن نے اپنی تحقیق میں مندرجہ ذیل امراض کی تحقیق کی ہے۔

ڈاکٹر جینٹ گریسن کی تحقیق:

1۔ ایسا آدمی ہمیشہ دائمی درد سر میں مبتلا ہو سکتا ہے جس کی وجہ سے اس کی نگاہ کمزور اور آنکھ کی پتلی ختم ہو سکتی ہے۔ میرے مشاہدے میں ایسے لوگ آئے ہیں جو مسلسل اس

فعل بد میں مبتلا رہے اور اندھے ہو گئے ہیں۔ ایسے بھی ہیں جن کی نگاہ کمزور اور یادداشت ختم ہو چکی ہے۔

2۔ جنسی نظام بالکل ناکارہ ہو جاتا ہے اور اعصابی نظام مفلوج۔ اکثر ان کی چال میں لڑکھڑاہٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ عورت سے ان کو نفرت اور خوبصورت لڑکوں کی جانب مکمل توجہ اور محبت ہو جاتی ہے۔

3۔ ایسے آدمی نظام ہضم کو ناکارہ کر چکے ہوتے ہیں۔ دائمی قبض یا دائمی پیچش ان کا مقدر ہوتی ہے اگر اور کچھ نہیں ہوتا تو صالح خون کی پیدائش تو بہرحال رک جاتی ہے۔

4۔ میرے پاس ایک آدمی ڈیمر نامی آیا اس کی یادداشت بالکل ختم ہو چکی تھی۔ وہ اپنا گھر' بیوی بچے بھی بھول جاتا تھا۔ میں نے جب اس کی تشخیص مرض کی تو معلوم ہوا کہ اس کا مرض دراصل ہم جنسی کے فعل بد کی وجہ سے ہے۔ (ہیومن فزیالوجی)

مشاہدات و واقعات:

ایک صاحب کو اس فعل بد میں مبتلا دیکھا آخر اسے ایسا مرض لاحق ہوا کہ اس کا عضو خاص کاٹ دیا گیا۔

ایک صاحب اس فعل بد میں مبتلا ہوئے' بیٹھے بیٹھے عجیب و غریب حالت میں ان کی موت واقع ہو گئی۔

ایسے لوگوں کی عقل چوبیس گھنٹے اس فعل بد کے بارے میں سوچتی رہتی ہے۔ ان کی نگاہیں ہر وقت نئے سے نئے شکار کی متلاشی رہتی ہیں اور آہستہ آہستہ وہ نفسیاتی مرض کے عذاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

کیا جنسی مسائل نوجوانوں کے سامنے بیان کرنا چاہئیں:

بہت سے ماں باپ یہ پوچھتے ہیں کہ کیا ان کے لیے یہ جائز ہے کہ بچے سے صاف صاف وہ تمام چیزیں بیان کر دیں جو اسے بالغ ہونے سے پہلے اور بالغ ہونے کے وقت پیش سکتی ہیں۔ اور کیا مربی بچے کو اعضاء تناسل اور ان کا کام اور حمل و پیدائش اور اس کی کیفیات بتلا سکتا ہے اور کیا مربی بچے کو یہ بھی بتلا سکتا ہے کہ جب وہ شادی کرے تو جنسی ملاپ کس طرح کرے۔

یہ تمام سوالات ایسے ہیں کہ بہت سے حضرات ان کا جواب دینے سے گریز کرتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ اس کے جائز یا ناجائز ہونے کا فیصلہ نہیں کرپاتے۔

وہ شرعی حوالہ جو ہم عنقریب پیش کریں گے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مربی اپنے بیٹے یا بیٹی کو ایسے امور بتلا سکتا ہے جن کا تعلق جنسی اور شہوانی خواہشات سے ہو۔ بلکہ بعض اوقات ان کا بتلانا واجب ہوتا ہے خاص طور پر اس وقت جب ان کے ذریعے کوئی شرعی حکم مرتب ہوتا ہو۔

اب تفصیل سے ان دلیلوں کو ملاحظہ فرمایئے۔

1۔ بہت سی آیات میں جنسی افعال و ملاپ کا تذکرہ ملتا ہے اور یہ بھی مذکور ہے کہ انسان کیسے پیدا ہوتا ہے زناء وغیرہ کا ذکر بھی ان میں موجود ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے۔

اور وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کی نگہداشت رکھنے والے ہیں' ہاں البتہ اپنی بیویوں اور باندیوں سے نہیں کہ اس صورت میں ان پر کوئی الزام نہیں ہاں جو کوئی اس کے علاوہ کا طالب ہوگا سو ایسے لوگ تو حد سے نکل جانے والے ہیں۔ (المومنون)

نیز ارشاد فرمایا۔ "حلال ہو تم کو بے حجاب ہونا روزہ کی حالت میں اپنی عورتوں سے۔"

(البقرہ ۱۸۷)

نیز ارشاد فرمایا۔ "اور وہ آپ سے حیض کا حکم پوچھتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ وہ گندگی ہے سو تم حیض کے وقت عورتوں سے الگ رہو اور جب تک پاک نہ ہو جائیں ان کے نزدیک نہ ہو پھر جب خوب پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے اللہ نے تم کو حکم دیا۔"

(البقرہ ۲۲۲)

نیز ارشاد فرمایا۔ "تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں سو اپنی کھیتی میں جاؤ جہاں سے چاہو۔"

(البقرہ)

نیز ارشاد فرمایا۔ "اور اگر تم ان کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دو اور تم ان کے لیے مہر مقررہ کرچکے تھے تو لازم ہو آدھا اس کا جو تم مقرر کرچکے ہو۔" (البقرہ ۲۳۷)

نیز ارشاد فرمایا۔ "اور بالیقین ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا۔ پھر ہم نے اسے ایک نطفہ بنایا ایک محفوظ مقام میں۔" (المومنون)

نیز ارشاد فرمایا "بے شک ہم نے ہی انسان کو پیدا کیا اور مخلوط نطفہ سے کہ ہم اس کو آزمالیں سو ہم نے اسے سنتا دیکھتا بنایا۔" (الدھر ۲)

نیز ارشاد فرمایا۔ "اور ہم نے انسان کو حکم دیا کہ اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرتا رہے۔ اس کی ماں نے بڑی مشقت سے اس کو اپنے پیٹ میں رکھا اور بڑی مشقت کے ساتھ اسے جنا اور اس کا حمل اور اس کی دودھ بڑھائی تیس مہینوں میں ہو پاتی ہے۔"

(الاحقاف)

ارشاد فرمایا۔ "اور زنا کے قریب نہ جاؤ وہ بے حیائی اور بری راہ ہے۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "زناکار مرد نکاح بھی کسی کے ساتھ نہیں کرتا زناکار عورت یا مشرکہ عورت کے سوا اور زناکار عورت کے ساتھ بھی کوئی نکاح نہیں کرتا بجز زانی یا مشرک کے اور اہل ایمان پر یہ حرام کر دیا گیا۔"

نیز ارشاد فرمایا۔ "اور بھیجا لوط کو جب کہا انہوں نے اپنی قوم کو کہ کیا تم ایسی بے حیائی کرتے ہو جو تم سے پہلے اس جہان میں کسی نے نہیں کیا تو تم دوڑتے ہو مردوں پر شہوت کے مارے عورتوں کو چھوڑ کر بلکہ تم لوگ ہو حد سے گزرنے والے۔" (الاعراف)

قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیات نہایت وضاحت سے یہ بتلا رہی ہیں کہ انسان کو کس سے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنی چاہیے اور کس سے نہیں۔ اور یہ کہ رمضان کی رات میں ہم بستری کی جا سکتی ہے یا نہیں اور حیض اور ایام حیض میں عورتوں سے دور رہنا اور اس دوران اس مقام جو بچے کے پیدائش کی جگہ ہے' سے بچنا اور ہم بستری سے قبل عورت کو طلاق دینا اور نطفہ مادہ منویہ اور اس کا عورت کے رحم میں شکل و صورت اختیار کرنا اور انسان کا مرد عورت کے مادہ منویہ سے مل کر بننا اور بچے کا ماں کے پیٹ میں حمل بن کر ٹھہرنا اور اس کی مدت رضاعت اور زنا اور اس کا برا اور گندا کام ہونا اور وہ لوگ جو عورتوں کی بجائے مردوں سے خواہش پوری کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ چیزیں جن کا تعلق جنس سے ہے اور جو خواہش نفس سے متعلق ہیں۔ آپ بتلائیے جب یہ شعور و سمجھ کی عمر کو پہنچ جائے اور اس کا استاد یا مربی ان حقائق اور ان کی مراد کو اس کے سامنے بیان نہ کرے تو ان آیات یا ان جیسی دوسری آیات کو کیسے سمجھے گا۔ لیکن عقل مند و سمجھ دار آدمی کبھی بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ معلم و مربی ان جیسی آیات کے معانی کو ایسی تفسیر و تعبیر سے بدل دے جن کا اصلی معنی سے کوئی تعلق نہ ہو یا یہ کہ ان آیات سے یونہی سرسری طور پر گزر جائے اور نہ ان کی کوئی تفصیل بیان کرے نہ ان کے مضمون کی توضیح پیش کرے۔ اس لیے یہ طریقہ نامناسب ہے اور اس کا اسلامی تربیت کے قواعد سے کوئی جوڑ نہیں اور یہ قرآن کریم کی دعوت تدبر و فہم کے

بھی خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

"یہ قرآن ایک بابرکت کتاب ہے جس کو ہم نے آپ ﷺ پر نازل کیا تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں۔ اہل فہم نصیحت حاصل کریں۔" (ص ۲۹)

بلکہ ہم تو یہ دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم ایسے لوگوں پر نکیر کرتا ہے جو قرآن کریم پڑھ کر ان کی آیتوں میں غور نہیں کرتے اور ایسا کرنے والے کو بے روح' دل پر پردے پڑے ہونے والا اور سخت نفس گردانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "تو کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں میں قفل لگ رہے ہیں۔" (محمد ۲۴)

اس سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم علوم و معارف پر جس طرح مشتمل ہے اسی طرح ضرورت کے مطابق ان جنسی مسائل پر بھی مشتمل ہے جن سے ضروری مسائل اور لازمی امور کی وضاحت ہوتی ہے۔

ان جنسی مسائل و امور کا چھوٹے' بڑوں' جوانوں' بوڑھوں اور مردوں و عورتوں سب کے لیے سمجھنا ضروری ہے۔ اس تعلیم کا یہ نتیجہ نکلے گا کہ مسلمان جب ان آیات کو پڑھے گا' جن میں انسان کی پیدائش اور ان اطوار کا ذکر ہے اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ ماں کے پیٹ والے مرحلہ اور نطفہ (منی کے قطرے سے) سے جما ہوا خون اور پھر گوشت کا لوتھڑا اور پھر کامل و مکمل انسان کس طرح بنتا ہے تو اس سے اللہ کی قدرت اور انسان کی پیدائش کی عجیب تکوین پر اور زیادہ ایمان و یقین بڑھے گا۔

اس تعلیم کے ثمرات میں سے یہ بھی ہے کہ مسلمان کا یقین کامل سے کامل تر ہوتا جائے گا کہ اسلام اور اس کے محیط عمومی اصول و قواعد رہتی دنیا تک کے لیے انسان کی مکمل رہنمائی کی صلاحیت رکھتے ہیں اور یہی ایک ایسا دین ہے جو انسانی نفوس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے مواقع فراہم کرتا ہے اور قیامت تک کے لیے ترقی و تہذیب کے مختلف اطوار و حالات کے ساتھ ساتھ چلنے کی پوری قدرت رکھتا ہے۔

اور قومی تقاضے جو اس بات پر صراحت سے دلالت کرتے ہیں کہ جنسی معاملات کا سمجھنا ضروری ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بچے کو سن تمیز کو پہنچنے پر بالغ ہونے اور قریب البلوغ ہونے کے احکام بتلا دینا چاہئیں تاکہ جب اس پر ان علامات کا ظہور ہو جائے تو اسے یہ معلوم ہو کہ اس کے لیے کیا کرنا ضروری ہے اور کس سے بچنا چاہیے۔ بلکہ وہ حرام' حلال سب کو سمجھتا ہو۔ اس کی تفصیل ہم سابقہ بحث میں بچے کو بالغ ہونے اور اس سے قریب کی عمر

کے احکام سکھانے کے عنوان کے تحت بیان کر چکے ہیں۔

ان مضبوط دلائل میں سے جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ بچے کو جنسی معاملات کا بتلا دینا ضروری ہے کہ جب وہ بالغ ہو جائے اور شادی کی منزل میں قدم رکھ لے تو اسے جنسی اتصال اور خواہشات پوری کرنے کے آداب کی تعلیم دینا ضروری ہو جاتا ہے ان مسائل کی تفصیل ہم ابھی کچھ صفحات قبل شادی اور جنسی عنوان کے تحت بیان کر چکے ہیں' اس کی تفصیل و تشفی کے لیے بھی اس بحث کا مطالعہ کیجئے۔

بچے کو سن شعور میں قدم رکھنے پر جنسی مسائل اور خواہش نفس کے متعلقات کے بتلانے کے جواز کے سلسلہ میں یہ واضح دلیلیں ہیں۔ اس تفصیل کو پڑھ لینے کے بعد اے مربی صاحبان آپ اپنے بچوں کو جنسی مسائل سمجھائیں۔ اس لیے کہ شریعت نے یہ آپ پر فرض عائد کر دیا ہے کہ آپ ان کو یہ حقائق سمجھا دیں تاکہ جہالت کے دام اور گناہ کی گندگی و گمراہ کن جنسی آزادی کی دلدل میں نہ پھنس جائیں۔

لیکن میں آپ کو دو اہم چیزیں یاد دلانا چاہتا ہوں:

1۔ عمر کے اس حصے سے متعلق احکام کی تعلیم اسی مناسبت سے دیجئے لہٰذا یہ قطعاً نامعقول ہے کہ آپ دس سال کے بچے کو جنسی ملاپ کے اصول بتلائیں اور اسے بالغ ہونے سے قریب قریب کی عمر میں بالغ ہونے کے احکام نہ بتلائیں۔

2۔ لڑکی کو یہ جنسی مسائل سمجھانے کا کام ماں کو سرانجام دینا چاہیے۔ اس لیے کہ لڑکی زیادہ عمدگی اور پختگی و بہتری سے یہ چیزیں سیکھ سکے گی لیکن اگر کسی لڑکی کی ماں موجود نہ ہو تو اس کی جگہ کوئی اور عورت یہ کام انجام دے۔

اے مربی صاحبان! وہ اہم بنیادی اصول وہ خطوط ہیں جو اسلام نے بچے کی جنسی تربیت اور اس کے کردار کے درست رکھنے اور اس کی خواہشات کو دائرے میں رکھنے کے لیے مقرر کیے ہیں۔ اس لیے ارباب فکر و تربیت و اصلاح کو اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ وہ جنسی تربیت کے لیے اسلامی نہج اور طریقے پر عمل کریں اور جذبات و خواہشات کے قابو میں رکھنے کے لیے قرآن کریم کے بتلائے ہوئے طریقے پر چلیں تاکہ ہم اپنے معاصر اسلامی معاشرے اور قوم کو کامل شخصیت اور صاف و سلیم باطن اور اچھے اخلاق والا بنا سکیں اور اس قوم کے قلوب و نفوس کو الجھنوں اور معاشرتی برائیوں سے آزاد کر سکیں اور پھر امت اس قابل ہو

جائے گی کہ اپنے فرض کو لے کر کھڑی ہو اور اپنی ذمہ داری پوری کرے اور انسانی وجود کے آسمان پر توحید کا جھنڈا اور اسلامی شعار بلند کر سکے۔

میں یہ چاہتا ہوں کہ عقل و بصیرت والا سمجھ لے کہ اس عظیم دین اسلام نے جب مشکلات اور معاشرے کی آفات کا علاج کیا تو یہ علاج ہر پہلو کو شامل اور جہت پر محیط ہو گا اس لیے اسلام خدا برتر بالا کا ابدی اور دائمی قانون ہے جسے اس نے اس لیے نازل فرمایا ہے کہ وہ تمام عالم کے لیے ہدایت اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا ہے۔ لہٰذا جو اس کے ذریعے فیصلہ کرے گا وہ عدل و انصاف کرے گا اور جو اس سے رہنمائی حاصل کرے گا وہ نیک بخت ہو گا اور جو اس کی طرف دعوت دے گا وہی سیدھے راستے کی طرف ہدایت دینے والا ہو گا۔

جذبات کے اس بے قابو سیلاب اور بے راہ روی کے اس تباہ کن منجدھار سے پورے عالم کو آج دین اسلام کا نظریہ جنس ہی بچا سکتا ہے۔ اس لیے جنس کے بارے میں اسلام کا نظریہ ہر چیز کو اس کی جگہ پر رکھتا ہے اور انسان کے لیے ایک ایسی کامل، مکمل اور متوازن زندگی کے مواقع فراہم کرتا ہے جو انسانیت کے لفظ کا مطلب ہے اور جو انسان کے اشواق و رغبات اور خواہشات کو پورا کرنے والی ہو۔

شاید مسلمان اپنے دین کو سمجھ لیں اور اپنے دین کے سائے میں امن و سکون سے رہیں تاکہ دوسری قوموں میں اپنی اصلی جگہ پیدا کر سکیں اور اپنی سلب شدہ کرامت و عزت دوبارہ حاصل کر لیں۔ یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

بہرحال اے مربی حضرات:

کیا آپ نے اپنی عظیم اور اہم ذمہ داری کو جان لیا ہے جو آپ کے کاندھوں پر ڈالی گئی ہے؟ کیا آپ اس بات کو سمجھ گئے ہیں کہ ایمانی تربیت ہی ایسی بنیادی اساس ہے جس پر آپ کو پوری توجہ دینا چاہیے۔ کیا آپ یہ سمجھ گئے ہیں کہ اخلاقی تربیت کی ذمہ داری ان اہم ذمہ داریوں میں سے ہے جن کا آپ کو خوب اہتمام دیکھ بھال کرنا چاہیے۔

کیا آپ نے یہ جان لیا ہے کہ جسمانی تربیت کی ذمہ داری طاقت و قوت کے ان وسائل میں سے ہے جن پر آپ کو اپنی محنت و توجہ مرکوز کر دینا چاہیے۔ کیا آپ نے یہ پہچان لیا ہے کہ عقلی تربیت کی ذمہ داری آپ کی امت اور آپ کے وطن کی عزت و تہذیب اور تمدن کی اساس ہے۔

کیا آپ نے اسے محسوس کر لیا کہ نفسیاتی تربیت آپ کے بچوں کی شخصیت سازی اور ان کی تکمیل پختگی کی بنیاد ہے۔ کیا آپ نے سمجھ لیا کہ معاشرتی تربیت کی ذمہ داری آپ کی تمام ذمہ داریوں میں سے ممتاز ترین ایسی ذمہ داری ہے جو آپ کو اپنے جگر گوشوں کے سلسلے میں پوری پوری ادا کرنا چاہیے۔ کیا آپ سمجھ گئے ہیں کہ جنسی تربیت کی ذمہ داری آپ کی تمام ذمہ داریوں ان اہم و عظیم معاملات میں سے ہے جو ان لوگوں کو تعلیم دینے کے لیے آپ پر لازم ہیں جن کی تربیت کی ذمہ داری آپ پر ہے۔

اگر آپ یہ سب پہچان اور جان گئے ہیں تو آپ کو چاہیے کہ تربیت کے میدان میں داخل ہو جائیں اور اپنی ذمہ داری کے بار کو اٹھایئے۔ اس میں کسی قسم کی سستی اور کاہلی نہ برتے۔ تاکہ آپ اپنی زندگی کی کلیوں اور دلوں کے ثمرات کو پاکیزگی میں فرشتوں کی طرح اور عزم میں صحابہ کی طرح اور بہادری میں شیروں کی طرح اور نور و چمکنے و دمکنے میں چاندی کی طرح دیکھ لیں۔

جتنی آپ محنت کریں گے وقت لگائیں گے اور جدوجہد کریں گے اور اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کریں گے اسی کے تناسب سے آپ کی قوم کے لیے بھلائی اور آپ کی اولاد کے لیے فائدہ دیں گی اور آپ کی قوم و معاشرے کے لیے اتنی ہی مثالی تربیت فراہم ہوگی۔

اے مربی صاحبان! کیا آپ کو معلوم ہے کہ یہ سب کچھ کیسے ہوگا اور بہترین بلندی تک کس طرح پہنچا جائے گا۔ میرا خیال یہ ہے کہ یہ سب کچھ دو بنیادی اور اہم امور کے وجود میں آنے سے ہوگا۔

1۔ مراقبہ اور نگرانی کو سخت کیا جائے۔

2۔ فراغت اور خالی وقت سے استفادہ کیا جائے۔

دیکھ بھال و نگرانی سے بچے کی ایمانی تربیت ہوگی اور اخلاق درست ہوں گے اور جسم صحت مند، توانا، عقل و علم کامل و پختہ ہوگا اور بچہ نفسیاتی و معاشرتی لحاظ سے کامل و مکمل ہوگا اور دیکھ بھال و نگرانی سے بچہ برے ساتھیوں اور بری صحبت اور آزاد و بے راہ رو ساتھیوں سے بچ جائے گا۔ اور دیکھ بھال کے طفیل بچہ تمام ان چیزوں سے بچ جائے گا جو اسے کج رو اور خراب بنا دیتی ہیں۔ چنانچہ وہ سینما بینی، ٹیلی ویژن پر فحش مخرب اخلاق گندی فلموں اور مجرمانہ پولیس کارروائیوں اور فحش ڈراموں کے دیکھنے سے محفوظ رہے گا۔ اور ان رسالوں کے پڑھنے سے بچ جائے گا جو جذبات انگیز ہیجان خیز اور فحش ہوتے ہیں اور اسی طرح ہیجان خیز

جنسی قصے کہانیاں اور اخلاق سے گرے ہوئے اور اخلاق کو بٹہ لگانے والے اور شاندار اسلامی کردار کو مسخ کرنے والے ڈراموں سے بچ جائے گا۔ اور محتاط دیکھ بھال کی وجہ سے بچہ گمراہ، مادہ پرست ادیان اور ملحدانہ کافرانہ فکری عقائد رکھنے والے مذاہب سے محفوظ رہے گا اور اس کے برخلاف عقیدہ و فکر، کردار و اطوار اور طریقے کے لحاظ سے اس کا اسلام کے ساتھ کامل ارتباط ہو جائے گا۔

دیکھ بھال اور نگرانی کی بدولت بچہ اسلامی تربیت کی بلند و بالا چوٹی تک پہنچ جائے گا اور روحانی، عقلی، اخلاقی اور عملی طور پر پختہ ہو جائے گا اور دوسروں کے لیے حسن اخلاق میں بہترین نمونہ اور حسن معاملہ میں متقدم ثابت ہو گا۔ بلکہ وہ آسمان پر چمکنے والے چودھویں رات کے چاند کی طرح اور زمین پر چلنے والے فرشتے کی طرح ہو گا۔

رہا فراغت سے فائدہ اٹھانا تو اس کا انحصار اس پر ہے کہ جب مربی گھر آئے اور اپنے بچوں میں بیٹھے تو فراغت کے ان اوقات میں اس بات کی پوری کوشش کرنا چاہیے کہ بچے کو عملی طور پر تیار کرنے اور عقیدے کے لحاظ سے کامل اور مکمل بنانے اور اخلاقی اعتبار سے رہنمائی کرنے میں اپنی پوری طاقت صرف کر دے۔

ایسے ماں باپ کتنے اچھے ہوتے ہیں۔ جو شام کو اپنے بچوں کے ساتھ وقت گزارتے ہیں اور اپنے جگر گوشوں کی تلقین و تعلیم کے لیے مناسب نظام و پروگرام کرتے ہیں۔ بلکہ اللہ کے یہاں اس وقت ان کو کتنا اجر و ثواب ملتا ہو گا۔ جب وہ اپنے بچوں کے پاس ان کا سبق سننے کے لیے بیٹھتے ہیں۔ یا ان کے لکھے ہوئے مسئلہ سمجھانے کے لیے وقت صرف کرتے ہیں یا تعلیم کے لیے ان کو کوئی قصہ سناتے ہیں۔ یا کسی عمدہ اخلاق کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ یا عمدگی کے قرآن قرات کی تربیت دیتے ہیں۔ یا کوئی ادبی دل لگی کی بات یا تفریح طبع کے لیے کوئی پہیلی یا قصہ سنا کر بچوں کو خوش کر دیتے ہیں اور اس طرح ان میں نشاط پیدا کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔

بخدا یہ صحیح طریقہ ہی بچوں کے لیے خیر کا ضامن ہے اور ان کو عزت کی بلندیوں اور مکارم اخلاق کی چوٹی تک پہنچاتا ہے بلکہ اسے صحیح معنی میں ایک انسان اور حکیم آدمی اور فاضل و شریف مسلمان بنا دیتا ہے۔

بچے کو زندگی کے لحات صحیح گزارنے کے لیے تیار کرنے اور اس کو بہترین باکردار معاشرہ کی تعمیر کے لیے مضبوط و پائیدار اینٹ بنانے اور نیک و صالح مومن معاشرہ تیار کر کے مثالی تربیت کرنے کا در حقیقت یہی طریقہ ہے۔ باپ، ماں یا مربی بچے پر اس وقت کس قدر

ظلم کرتا ہے اور اس کے حق کو برباد کرتا ہے اور اس کی انسانیت کا قاتل ہوتا ہے' جب وہ اپنے فارغ اوقات کو اپنے دوستوں کے ساتھ ہوٹل میں لایعنی باتوں میں یا ہوٹل وکلبوں میں اپنے پڑوسیوں یا دوستوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے یا کسی بے ہودہ قسم کے ڈرامے دیکھنے میں اپنے آزاد بے راہ رو بد اخلاق دوستوں کے ہمراہ برباد کر دیتا ہے ماں باپ کے علاوہ بچے کی ایمان و صحیح عقیدہ پر کون تربیت کر سکتا ہے۔ ماں باپ کے علاوہ کون بچے کو اعلیٰ اخلاق اور بہترین ادب کی تربیت دے سکتا ہے۔ ماں باپ کے علاوہ بچے کی نفسیاتی اور عقل سمجھ کے بنیادی اصول و قواعد وضوابط پر کون تربیت کر سکتا ہے۔

ماں باپ کے علاوہ بچے کو یہ تربیت کون دے سکتا ہے کہ دوسروں کے حقوق کا خیال رکھے اور لوگوں اور معاشرے کے آداب کا پابند رہے۔ ان اچھے اوصاف کی بچے کو کون تربیت دے گا؟ اور اگر ماں باپ کھیل اور لہو ولعب میں مصروف رہتے ہوں تو بچے میں یہ فضائل ومناقب کون پیدا کرے گا۔

اللہ تعالیٰ شوقی پر رحم کرے وہ فرماتے ہیں۔ وہ بچہ درحقیقت یتیم نہیں ہے جس کے والدین دنیا غم سے آزاد ہو کر اسے بے یارومددگار چھوڑ گئے ہوں۔ یتیم درحقیقت وہ ہے جس کو ایسی ماں ملے جو اس سے بے توجہ ہو اور اس کا باپ لہو ولعب میں مشغول رہے اور اس کی طرف توجہ نہ کرے۔

اس لیے ماں باپ ہی اولاً وآخراً بچے کی ایمانی واخلاقی تربیت اور عقلی پختگی پیدا کرنے اور نفسیاتی وقار اور بردباری پیدا کرنے کے حقیقی ذمہ دار اور اچھے علوم سے آراستہ کرنے اور مفید مختلف قسم کی ثقافت وتہذیب سے باخبر کرنے کے ذمہ دار ہیں۔

اور رسول اکرم ﷺ نے واقعی برحق فرمایا ہے۔ مرد اپنے گھر کا ذمہ دار ہے اور اس سے اس کے لیے اپنے ماتحتوں کے بارے میں باز پرس ہوگی اور عورت اپنے شوہر کے گھر کی ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ (بخاری ومسلم)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ ہر ذمہ دار سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں پوچھے گا کیا اس نے ان کو ضائع کر دیا یا ان کی حفاظت کی۔ (ابن حبان)

نیز فرمایا کسی باپ نے کسی بیٹے کو اچھے ادب سے زیادہ بہتر عطیہ نہیں دیا۔

(ترمذی)

اس لیے والدین کو اپنی ذمہ داری پورے طور سے محسوس کرنا چاہیے اور ان فرائض

کو ادا کرنے اور ان ذمہ داریوں سے عہدہ بر آ ہونے کے لیے اپنے فارغ اوقات سے استفادہ کرنا چاہیے۔

والدین کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ وہ ذمہ داریاں جن کو ہم بیان کر چکے ہیں۔ اگر وہ ان میں سے کسی ذمہ داری کے ادا کرنے میں کوئی کوتاہی کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں اس روز کی سزا کے مستحق بنیں گے جس روز نہ مال انسان کو فائدہ دے گا اور نہ ہی اولاد نہ بیٹے سوائے اس شخص کے جو اللہ کے پاس صاف صحیح قلب لے کر حاضر ہو۔

والدین کے لیے اتنا کافی ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے سامنے اللہ تعالیٰ کا درج ذیل فرمان رکھیں۔

"اے ایمان والو اپنے آپ کو اپنے گھر والوں کو آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں اس پر تند خو بڑے مضبوط فرشتے (مقرر) ہیں۔ وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے کسی بات میں جو وہ ان کو حکم دیتا ہے اور جو کچھ حکم دیا جاتا ہے اسے فوراً بجالاتے ہیں۔ (التحریم)

واقعی اگر والدین اس آیت کو سامنے رکھیں اور اپنے دل میں اللہ کے مراقبہ کو سامنے رکھیں تو تربیت کے لیے ان میں زیادہ جذبہ پیدا ہو گا اور اس کی ذمہ داریوں کو زیادہ عمدگی سے ادا کر سکیں گے۔ اس لیے تربیت کرنے والوں کو اپنی ذمہ داریاں سمجھ لینا چاہیے اور اپنے فارغ اوقات کو بچوں کی تربیت پر صرف کرنا چاہیے اور انہیں چاہیے کہ وہ یہ سمجھ لیں کے وقت کی مثال تلوار کی ہے اگر وہ اسے نہیں کاٹیں گے اور ذمہ داریاں اوقات سے زیادہ ہیں اور عمر نہایت سرعت اور جلدی سے گزر جاتی ہے۔ اس لیے اگر انہوں نے اس امانت کو صحیح طور سے نہ سمجھا جو ان کو دی گئی ہے اور ان ذمہ داریوں کا جس طرح حق ہے اسی طرح پورا نہیں کیا تو پھر ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ انہیں اچانک موت آجائے اور پتہ بھی نہ چلے۔ بلکہ اچانک ان پر عذاب خداوندی نازل ہو گا اور کوئی بھی ان کا ناصر ومددگار نہ ہو گا اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بالکل برحق فرمایا ہے۔

اور اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو اور اس کی فرمانبرداری کرو قبل اس کے کہ تم پر عذاب واقع ہونے لگے۔ جب کوئی تمہاری مدد کو نہ پہنچ سکے اور اپنے پروردگار کی طرف سے اترے ہوئے اچھے احکام پر چلو۔ قبل اس کے کہ تم پر اچانک عذاب آپڑے اور تم کو اس کا خیال بھی نہ ہو۔ (الزمر)

اخیر میں تمام تربیت کرنے والوں کی ان کے درجات کے اختلاف اور ذمہ داریوں کے

تنوع کے باوجود اسی طرف توجہ مبذول کرنا چاہتا ہوں اور خصوصاً ماں باپ کی کہ یہ طریقے جو میں نے تربیت کے لیے مقرر کیے ہیں۔ خصوصاً معاشرتی تربیت کے سلسلہ میں یہ بڑوں' چھوٹوں' جوانوں' بوڑھوں' مردوں' عورتوں سب کے لیے ہیں۔

اس لیے اے تربیت کرنے والے حضرات آپ کو چاہیے کہ تربیت کے سلسلہ میں اسلام نے جو طریقے مقررہ کیے ہیں پہلے انہیں خود اپنائیں۔ اس کے بعد بچوں اور دوسروں کو ان کی تلقین کریں۔ تاکہ جن کی تربیت کی ذمہ داریاں آپ پر عائد ہوتی ہے آپ خود ان کے لیے بہترین نمونہ بن سکیں۔

اور پھر یہ اصول و طریقے اپنے بچوں کو سکھائیں اور اپنے جگر گوشوں کو ان کی تعلیم دینے میں اپنی پوری قوت صرف کردیں تاکہ صحیح عقیدے اور کامل و مکمل اسلام اور اعلیٰ اخلاق پر ان کی نشو ونما کر سکیں اور آپ نے اس طرح گویا انہیں دنیاوی زندگی کی گہرائیوں میں داخل ہونے کے قابل بنا دیا اور وہ اس لائق ہو چکے ہوں گے کہ مومن قلوب' صابر نفوس' پاک صاف ازدواج اور طاقت و صحت مند اجسام کے ساتھ سخت سے سخت ذمہ داری کے بوجھ کو اٹھا سکیں۔

اس لیے براہ کرم اے مربی صاحبان اپنی کوششیں صرف کیجئے اور پوری توجہ کیجئے اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر قدم اٹھایئے۔ اللہ آپ کی حفاظت کر رہا ہے اور آئندہ آنے والی نسلیں آپ کی جدوجہد و کارناموں کی برکت سے مستفید ہوں گی اور اللہ تعالیٰ جل شانہ آپ کو جزاء خیر دیں گے اور قیامت کے روز اجر و ثواب کو آپ کے لیے ذخیرہ بنائیں گے۔

ارشاد باری ہے۔

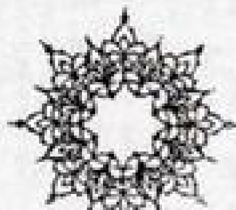
اور آپ کہہ دیجئے کہ عمل کیے جاؤ پھر آگے اللہ اور اس کا رسول اور مسلمان تمہارے کام کو دیکھ لیں گے اور تم جلد اس کے پاس لوٹائے جاؤ گے جو تمام چھپی اور کھلی چیزوں سے واقف ہے پھر وہ بتادے گا تم کو جو کچھ تم کرتے تھے۔ (بحوالہ اسلام اور تربیت اولاد)

نیویارک مینٹل ہسپتال کی رپورٹ:

نیویارک مینٹل ہسپتال کے میڈیکل انچارج ڈاکٹر ہاو برگ کہتے ہیں۔

مینٹل ہسپتال میں عام طور پر مریض اس تناسب سے داخل ہوتے ہیں کہ ان میں ایک شادی شدہ ہوتا ہے۔ تو چار غیر شادی شدہ ہوتے ہیں۔ برٹلس کے ترتیب دیئے ہوئے اعداد

و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ شادی شدہ جوڑوں کی نسبت غیر شادی شدہ کہیں زیادہ خودکشی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ جبکہ اکثر شادی شدہ افراد کی دماغی اور اخلاقی حالت نہایت متوازن اور ٹھوس ہوتی ہے۔ ان کی زندگی میں ٹھہراؤ ہوتا ہے اور جیسا حال بہت سارے کج رو اور سوداوی بن بیاہے نوجوانوں کا ہوتا ہے شادی شدہ جوڑوں میں اس کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا نیز یہ بھی مشاہدہ ہے کہ شادی شدہ خواتین ہرچند کہ بچہ جننے' ماں بننے اور خانہ داری اور ازدواجی' غرض زندگی کے بے شمار مسائل میں گھری ہوتی ہیں پھر بھی اپنی غیر شادی شدہ سہیلیوں کے مقابلہ میں ان کی عمریں خاصی طویل ہوتی ہیں۔



محبت کی باتیں

لذت کی راتیں

الفت اور چاہتیں

محبوب بیوی کے سامنے

لیکن شرعی حدود میں

قلم کی منت

ورق کی سماجت

زندگی کے صرف دس دن:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے اگر میری زندگی کے صرف دس روز رہ جائیں تب بھی میں شادی کرلینا پسند کروں گا تاکہ غیر شادی شدہ حالت میں خدا کو منہ نہ دکھاؤں۔

گمنام انسان:

ڈاکٹر کیسین کاریاں اپنی کتاب گمنام انسان میں لکھتا ہے "مشہور ہے کہ شدید جنسی دباؤ سے دماغی چستی متاثر ہوتی ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بہتر حالت میں جنسی غدود کا پایا جانا از روئے عقل ضروری ہے تاکہ توانائی کی کامل مقدار میسر ہو۔"

فار وید نظریئے کا خلاصہ عالمی اسرائیلی منصوبہ بندی کے تحت نظریہ اباجیت اور شہوانی جذبات میں ڈوب کر نوع انسان کی افزائش کا پروپیگنڈہ کرتا ہے۔ چنانچہ شہوانی دانشوروں کے سیاسی مسودے (protocol) میں مذکور ہے کہ اخلاقی گراوٹ کے لیے ہر جگہ ہماری کوششیں تیز سے تیز تر ہوں گی۔

فار ویڈ ہمارے جوانوں کی نظروں میں ہے جو دن کے اجالے میں ہمارے سامنے جنسی روابط کو بیان کرتا رہے گا تا آنکہ کسی چیز کا تقدس باقی نہ رہے۔ اس کی نمایاں غرض جنسی قوتوں کی تسکین ہے اور جب ایسا ہو گا تو اخلاق اور اخلاقی قدریں سب زمین بوس ہو جائیں گی۔

ایک اور سوکن کا انتظام:

سیرت عمر بن عبدالعزیز" (مصنفہ ابن الحکم) میں لکھا ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے ایک بیٹے نے آپ کے نام خط میں لکھا کہ ان کی شادی کرادی جائے اور مہر کی رقم بیت المال سے ادا کی جائے۔ کیونکہ اس لڑکے کی ایک بیوی پہلے سے موجود تھی اس لیے حضرت عمر کو غصہ آیا آپ نے جواب میں لکھا "تمہارا خط ملا جس میں تم نے مطالبہ کیا ہے کہ میں بیت المال کے روپے میں سے تمہاری بیوی کیلئے ایک سوکن کا انتظام کروں جبکہ مہاجرین کے کتنے ایسے بیٹے ہیں جن کی ایک بیوی بھی نہیں، جس سے انہیں قدرے بے نیازی میسر ہو۔ اب میں نہیں جانتا تمہاری اس تحریر کا ان سے کیا جوڑ ہو سکتا ہے۔" خط میں آگے چل کر آپ نے لکھا۔

شخص مذکور نے قریب کی سربفلک پہاڑی پر نظر دوڑائی دور پہاڑ کی چوٹی پر اسے ایک لڑکی نظر آئی۔ اس نے اسی لڑکی کو پسند کیا اور کہا میں اس لڑکی سے شادی کروں گا کیونکہ اس تک رسائی بھی مشکل ہے اور نظروں سے کافی دور ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام نے نیک صالح' بااخلاق' دیندار' عفت شعار اور محفوظ گھرانوں سے رشتہ کرنے پر زور دیا چنانچہ آنے والی آیات و روایات سے اس کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

شادی بیاہ پنچایت:

یورپ کی بعض یونیورسٹیوں نے ایک مستحسن قدم یہ اٹھایا ہے کہ وہاں کی ایک یونیورسٹی نے پرائیوٹ ادارہ کھولا "شادی بیاہ پنچایت" اس دفتر میں خاص طور پر جنسی پیچیدگیوں کو حل کیا جاتا ہے زندگی کے نئے ہم سفر کے متلاشی نوجوان لڑکوں لڑکیوں کو مناسب مشورہ دیا جاتا ہے۔

ایک دوسرے کو منتخب کرنے میں خیر خواہی کے ساتھ ہدایات دی جاتی ہیں۔ جلد بازی سے روکا جاتا ہے اور ایسے رشتوں سے باز رکھنے کی سختی سے تاکید کی جاتی ہے جہاں لڑکے لڑکیاں بدمزاج ہوں اور ازدواجی ذمہ داریوں کو پوری نہ کر سکیں۔

میانہ روی اور علم نفسیات:

اس امت کی بہتری میانہ روی میں ہے تاکہ آگے جانے والا لوٹ آئے اور پیچھے رہ جانے والا آملے پھر میں بعض ایسے خاندانوں کو جانتا ہوں جن کے مرد مسلسل روزے رکھتے ہیں اور راتوں کو اٹھ کر تہجد پڑھتے ہیں۔ مردوں کے اس زہد کے سبب عورتیں حیران اور ان کی زندگی اجیرن ہے۔

پھر بسا اوقات انہوں نے ایسی حرکتیں کیں جسے کوئی خوددار آدمی برداشت نہیں کر سکتا۔ اسی طرح میں نے کچھ خاندان ایسے دیکھے جہاں عورتیں انتہاپسند واقع ہوئی ہیں۔ خوب خوب روزے رکھتیں اور عبادت کرتی تھیں لیکن گھر کو انہوں نے گندگی کا ڈھیر بنا رکھا تھا اور بال بچوں کے ساتھ بھی بڑی لاپرواہی برتی تھی۔ انجام کار ان کا حشر یہ ہوا کہ وہ خاندان تباہ و برباد ہو کر رہ گئے۔ اس لیے کہ خیر ان دونوں بُرے پہلوؤں کے بیچ میں ہے۔ یعنی دین داری

میں بھی افراط و تفریط سے پرہیز کیا جائے کیونکہ میانہ روی سب سے بہتر عمل ہے۔
علم نفسیات کے ماہر بتاتے ہیں کہ اس قسم کا افراط اور انتہا پسندی ایک نفسیاتی بیماری ہے جس کی مختلف وجوہات ہیں۔ کسی کے اندر یہ مرض عقیدہ کی راہ سے داخل ہوتا ہے' کوئی کورانہ تقلید سے اس کا شکار ہوتا ہے اور کوئی رضائے الٰہی کو چاہتا ہے لیکن انتہا پسند ہو کر بس اسی کے پیچھے پڑ جاتا ہے اور اگر کوئی پوری شدت سے رضائے الٰہی کی جستجو کرے لیکن بیوی کی راحت اور روزی کے حصول میں کوتاہی نہ کرے تو رضائے الٰہی کے لیے اس کی تگ و دو اور کوشش کوتاہی سے ہزار گناہ بہتر ہے کیونکہ اللہ رب العزت کا بھی ہم پر حق ہے اور ہمارے جسم اور ہمارے اہل و عیال کا بھی ہم پر حق ہے۔

ہنی مون کا انجام:

مجھے معلوم ہوا ہے کہ ایک نوجوان لڑکی نے کسی شرابی جوان سے شادی کی۔ ہنی مون (ماہ عسل) منانے کے لیے نوجوان اسے لے کر لبنان کے کسی ہوٹل میں فروکش ہوا۔ پہلی رات تخلیہ سے قبل مرد نے زبردستی عورت کو شراب پلائی اور خود بھی نشہ میں مست ہوا۔ اتفاق سے لڑکی رفع حاجت کے لیے باہر نکلی اور ضرورت حاجت سے فارغ ہو کر جب اس نے اپنے کمرے میں لوٹنا چاہا تو نشہ میں ہونے کی وجہ سے اپنے کمرے کی بجائے کسی دوسرے کمرے میں چلی گئی۔ اس کمرے میں ایک شخص پہلے سے موجود تھا' اس نے لڑکی کو دبوچ لیا اور صبح تک وہ اس کے پاس رہی۔ ادھر شوہر نیند اور شراب سے بدمست پڑا خراٹے لیتا رہا۔

لاجواب نکاح:

حضرت عبداللہ بن داؤد سے منقول ہے۔ کہتے ہیں کہ میں حضرت سعید بن مسیب ؒ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ اتفاق سے مجھے کئی ناغہ روز کرنا پڑا اور آپ نے میری غیر حاضری کے بارے میں لوگوں سے سوال کیا جب میں خدمت حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا تم کہاں تھے؟ میں نے عرض کیا میری اہلیہ کا انتقال ہو گیا تھا اس کی تجہیز و تکفین میں لگا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا میں بھی شریک ہو جاتا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر میں نے اٹھنا چاہا آپ نے فرمایا۔ پھر تم نے کوئی اور لڑکی دیکھی؟ میں نے عرض کیا خدا آپ کا بھلا

کرے' بھلا مجھ سے کون نکاح کرائے گا میرے پاس شاید دو تین درہم ہوں آپ نے فرمایا۔ میں اپنی بیٹی سے تمہارا نکاح کراتا ہوں۔ میں نے کہا آپ نکاح کرائیں گے؟ آپ نے کہا ہاں۔ چنانچہ اسی وقت آپ نے خطبہ پڑھا خدا کی حمد و ثناء بیان فرمائی۔ درود شریف پڑھا اور دو تین درہم پر (راوی کو شک ہے) میرا نکاح کرا دیا۔ میں آپ کی مجلس سے اٹھا اور مارے خوشی کے مجھے کچھ سمجھ نہیں آتا تھا کہ میں کیا کروں پھر آپ نے اپنے گھر کی راہ لی اور راستہ میں سوچنے لگا کہ کس سے کچھ قرض لوں کس سے کوئی رقم ادھار لوں پھر میں نے مغرب کی نماز ادا کی اور اپنے گھر کو لوٹا۔

گھر پہنچ کر میں نے چراغ جلایا۔ میرا روزہ تھا اس لیے کھانا افطار کے لیے سامنے رکھا میرا کھانا کیا تھا روٹی اور زیتون کا تیل تھا۔ اچانک مجھے محسوس ہوا کوئی میرا دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے میں نے کہا کون ہے آواز آئی سعید ہوں۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے سعید نامی ایک ایک آدمی کا تصور کیا کہ یہ کون سعید ہو سکتا ہے لیکن سعید بن مسیب کی طرف میرا ذہن بھی نہیں گیا کیونکہ چالیس سال کا عرصہ ان پر گزرا وہ گھر سے مسجد کے آگے کہیں نہیں نکلے نہ کہیں گئے۔ میں لپک کر دروازے پر پہنچا۔ دیکھا تو حضرت سعید بن مسیب تشریف فرما ہیں۔ مجھے وہم ہوا کہ شاید آپ کا ارادہ بدل گیا ہے۔ میں نے عرض کیا ابو محمد (یہ حضرت سعید کی کنیت ہے) اگر آپ اطلاع کر دیتے تو میں خود آ جاتا۔ آپ نے کہا نہیں تم اس کے زیادہ مستحق تھے کہ تمہارے پاس آیا جائے۔ میں نے عرض کیا کہئے کیا حکم ہے۔ انہوں نے فرمایا تم غیر شادی شدہ تھے اب تمہاری شادی ہو گئی ہے اس لیے مجھے اچھا نہیں معلوم ہوا کہ تم رات تنہا گزارو۔ یہ تمہاری بیوی حاضر ہے۔ میں نے دیکھا کہ آپ کی صاجزادی یعنی میری اہلیہ آپ کے ٹھیک پیچھے کھڑی ہے۔ آپ نے صاجزادی کو دروازے سے اندر داخل کیا اور خود لوٹ کر تشریف لے گئے۔ راوی کہتے ہیں اب میں نے ان سے تخلیہ کیا۔ میں نے دیکھا کہ حسن و جمال میں وہ یگانہ روزگار تھیں۔ لوگوں سے کہیں زیادہ انہیں کلام پاک یاد تھا' احادیث نبوی ﷺ ان کی نوک زبان پر تھیں۔ اور سب عورتوں سے کہیں زیادہ شوہر کے حقوق سے انہیں کامل واقفیت حاصل تھی۔

حضرت سعید بن مسیب" کی اس صاجزادی سے خلیفہ عبدالملک بن مروان نے اپنے بیٹے ولید بن عبدالملک کے لیے پہلے پیغام بھیجا تھا ان دنوں ولید ولی عہد تھا لیکن حضرت سعید رحمۃ اللہ علیہ نے انکار فرما دیا تھا۔

عورت سے نرم خوئی کی ہدایت:

بچوں کی حاجتوں اور ضرورتوں کو مرد سمجھ بھی نہیں سکتا لیکن ماں اپنے بچوں کے باپ سے کہیں زیادہ اپنا بچپن اور بچگانہ احساس باقی رکھے ہوتی ہے۔ سوچنے سے زیادہ اس کی شفقت کا جذبہ موجود ہوتا ہے۔ ذہنی اور فکری زندگی سے کہیں زیادہ اس کی حس بیدار ہوتی ہے۔ کیونکہ اسے بچہ کی ایک ایک عادت بیدار کرتی ہے۔ مشکلات پر سخت ہونے کے بجائے وہ اس کے ساتھ نرمی کرتی ہے۔ قدرت نے اسے شوہر اور بچہ کا درمیانی روپ بخشا ہے تاکہ خاندان کے مرکزی مقام میں بیٹھ کر مختلف ذہن رکھنے والے افراد میں اتفاق و اتحاد کا اہم فریضہ انجام دے سکے عورت کی اس امتیازی خصوصیت کے اندر قدرت نے مرد کے لیے راحت کا سامان حسن و جمال اور دلکشی پیدا کر رکھی ہے۔

حضور ﷺ نے آگاہ فرمایا کہ عورتوں کے ساتھ نرمی اور مدارت کرنی چاہیے ان کے ساتھ برتاؤ میں کمی یا ان کی ٹیڑھی طبیعت کے باوجود ان کے ساتھ کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔

مرد کا عورت سے مصافحہ نہ کرنے کا عجیب واقعہ:

کوئی صالح عالم کسی مجلس میں حاضر تھے اچانک میزبان عورت نے ان کا خیر مقدم کیا اور مصافحہ کرنے کے لیے ان کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ انہوں نے معذرت کی، عورت کو رنج ہوا اور اس کا پورا چہرہ کرب و افسوس میں ڈوب گیا۔ مرد صالح نے تھوڑی دیر بعد اسے بلایا اور کہا میں تم سے کچھ صاف صاف عرض کرنا چاہتا ہوں۔ تم اجازت دوگی؟ اس نے کہا آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا میں صفائی کے ساتھ تم سے کہنا چاہتا ہوں کہ اگر میں تم سے مصافحہ کروں اور تمہارے ہاتھ کو اپنی بیوی کے ہاتھ سے زیادہ نرم و نازک اور حسین پاؤں تو وہ غریب میری نظر سے گر جائے گی اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر میری طرح تم بھی میرے ہاتھ کو اپنے شوہر کے ہاتھ سے زیادہ پسندیدہ اور بہتر پاؤگی تو وہ تمہاری نظروں سے گر جائیں گے۔ اب اگر ہم نے ایک دوسرے سے مصافحہ نہیں کیا اور ہر کوئی اپنی بیوی اور شوہر سے راضی برضا رہا تو بھلا بتاؤ کیا اس کے اندر سب کے لیے بھلائی سلامتی اور پاکدامنی نہ ہوگی۔؟

شادی نہ کرنے کی قسم:

ابو معشر سے نقل ہے کہ ایک شخص نے شادی نہ کرنے کی قسم کھائی تاوقتیکہ ایسے سو آدمیوں سے مشورہ نہ کرے جنہوں نے عورتوں کا ظلم سہا ہو۔ اس نے ننانوے ایسے لوگوں سے مشورہ کرلیا اب ایک آدمی باقی رہ گیا۔

ایک روز وہ ایسے ہی کسی آدمی کی تلاش میں نکلا تاکہ اس سے مشورہ طلب کرے اتنے میں اس نے ایک پاگل کو دیکھا جس نے ہڈیوں کی مالا پہن رکھی تھی۔ اپنا چہرہ سیاہ رنگ لیا تھا اور ایک بانس پر گھوڑے کی طرح سوار بھیڑ کے اندر چلا جارہا تھا۔ شخص مذکور نے اس کو سلام کیا اور کہا میں ایک سوال کرنا چاہتا ہوں اس نے کہا اپنے کام کی چیز پوچھنا کوئی فضول سوال نہ کرنا اس شخص نے کہا میں نے اس سے پوچھا میں ایسا آدمی ہوں جسے عورتوں سے بڑی تکلیف پہنچی ہے۔ اس لیے میں نے خود سے یہ قسم کھارکھی ہے کہ جب تک سو آدمیوں سے پوچھ نہ لوں شادی نہیں کروں گا تم سویں آدمی ہو اس لیے بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے۔ اس شخص نے کہا دیکھو عورتوں کی تین قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو تمہاری ہے دوسری وہ جو تمہاری نہیں (پرائی) ہے تیسری وہ جو نہ تمہاری ہے نہ پرائی ہے۔

رہی پہلی جو تمہاری ہے یہ ایسی عورت ہوتی ہے جو نوجوان خوش مزاج ہو' تم سے پہلے کسی مرد نے اسے ہاتھ نہ لگایا ہو۔ اگر وہ تم سے کوئی بھلائی دیکھتی ہے تو تمہاری تعریف کرتی ہے کوئی خرابی دیکھتی ہے تو کہتی ہے سب مرد ایسے ہی ہوتے ہیں اور جو تمہاری نہیں پرائی ہے یہ ایسی عورت ہوتی ہے جس کے پہلے شوہر سے کوئی بچہ ہوتا ہے ایسی عورت اپنے حالیہ شوہر کی کھال ادھیڑتی ہے اور اپنے اس بچے کا پیٹ بھرتی ہے۔ رہی وہ عورت جو نہ تمہاری ہے نہ پرائی تو یہ ایسی عورت ہوتی ہے جس نے تم سے پہلے کسی سے نکاح کیا ہو۔ اگر تمہارے اندر کوئی برائی دیکھتی ہے تو فوراً پہلے شوہر کو یاد کرتی ہے۔

میں نے اس شخص سے کہا میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں تم نے اپنا یہ حال کیسے بنالیا۔ اس نے کہا میں نے تم سے یہ شرط نہیں لگائی تھی کہ کوئی فضول سوال نہ کرنا؟ میں نے اسے قسم دے کر پوچھا کہ وہ مجھے بتائے آخر ایسا کیوں ہے؟ اس نے کہا میں نے مولیٰ کی مرضی طلب کی اور جس حال میں تم مجھے دیکھ رہے ہو اسی کو اپنے لیے چنا پھر وہ مجھے چھوڑ کر ایک طرف چل دیا۔

عورت کا صبر و شکر:

ایک شخص اپنی بیوی کے پاس پہنچا شخص بڑا بد صورت پست قامت اور حقیر تھا عورت بن سنور کر آراستہ تھی اور خود بھی پہلے سے نہایت جمیل و حسین تھی جب شوہر نے اسے دیکھا تو اس کی نظر میں اس کا حسن و جمال اور بھی سوا ہو گیا شوہر بے ساختہ اسے نظر بھر کر دیکھنے لگا۔

اہلیہ نے کہا تمہیں کیا ہوا شوہر نے کہا الحمد للہ خدا کی قسم تم اور بھی حسین لگ رہی ہو۔ اہلیہ نے کہا مبارک ہو ہم تم دونوں جنت میں ہوں گے شوہر نے کہا لیکن تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا اہلیہ نے کہا دیکھو تمہیں مجھ جیسی بیوی ملی تم نے خدا کا شکر ادا کیا مجھے تم جیسا خاوند ملا میں نے صبر و شکر کیا اور صبر و شکر کرنے والے دونوں جنتی ہیں۔

یہ بھی حکایت ہے کہ ایک بادشاہ اپنے وزیر کی معیت میں ایک غار نما گپھا سے گزرا اس کے اندر آگ اور روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی بادشاہ اس طرف گیا تو دیکھا ایک شخص پرانے کپڑے پہنے مٹی کے ایک تودے سے ٹیک لگائے بیٹھا ہے اور اس کے سامنے مٹی کے برتن میں معمولی سا کھانا لگا ہوا ہے۔ سامنے بیٹھی ہوئی بیوی اس کے ساتھ ایسے آداب برت رہی ہے جیسے بادشاہوں کے سامنے کوئی آداب بجالاتا ہے اور خاوند بھی اس کے ساتھ یوں پیش آرہا ہے جیسے وہ عورت تمام عورتوں کی سردار ہے۔ بادشاہ نے جو یہ دیکھا تو اسے بڑا رشک آیا اس نے کہا نیک صالح لوگوں نے سچ کہا ہے کہ آج یہ جس لذت و راحت و سکون میں ہیں۔ اگر دنیا کے بادشاہوں کو اس کا علم ہو جائے تو ان کی لذت اور راحت چھین لینے کے لیے ان سے جنگ چھیڑ دیں۔

فضول اخراجات اور شادی:

امراء اور سلاطین کے یہاں ہونے والی شادیوں میں وہ اسراف اور فضول خرچی ہوتی ہے جس نے حکومت کا سارا خزانہ خالی کیا جس نے پورے ملک کو کنگال بنا کر رکھ دیا ذیل میں ہم ایسی صرف چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔

1۔ جب بوران سے مامون رشید کی شادی ہوئی تو پورے دار الخلافہ میں قیمتی موتیاں بچھائی گئیں اور شادی میں مدعو عورتوں سے گزارش کی گئی کہ جس قدر موتیاں ان کے ہاتھوں میں آسکیں وہ سب بوران پر نچھاور کریں۔

اس شادی کے موقع پر بڑے بڑے کمانڈر اور امراء حاضر ہوئے تو مامون نے ان پر پرچیاں پھینکیں ان پرچیوں پر مختلف شہروں اور بستیوں کے نام درج تھے جس کے ہاتھ جو پرچہ لگا اس شہر یا بستی کا وہ شخص مالک بن گیا حیرت اور تعجب کا مقام ہے کہ بعض مصنفین نے اس ابلیسی شادی کو دعوت اسلام کا نام دیا ہے۔

2۔ تین دلہنیں جنہوں نے سرکاری خزانوں کو خالی کر دیا مصنفہ ڈاکٹر محمد خفی نامی رسالہ میں لکھا ہے۔ جس کا خلاصہ ہم یہاں درج کرتے ہیں۔

مورخین نے بالاتفاق لکھا ہے کہ خمارویہ کی بیٹی قطر الندی جس کی شادی خلیفہ معتضد سے ہوئی۔ اس کے جہیز میں سونے کی چار سلون سے بنا ہوا جھروکہ تھا جس پر سونے کے جھالروں والا گنبد رکھا ہوا تھا۔ ہر جھالر کے بیچ میں ایک بالی معلق تھی۔ بالی کے اندر ایسا موتی جڑا ہوا تھا جس کی قیمت کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا تھا۔ جہیز کے اندر سونے کا ہاون دستہ ہوتا تھا۔ جس میں عود اور دیگر خوشبویات کوٹی جاتی تھیں۔ نیز ایسے ہزار جھروکے ہوتے تھے ہر جھروکہ کی قیمت دس ہزار دینار ہوتی تھی۔

خمارویہ نے اپنی لاڈلی کی شادی کے موقع پر جب اسے مصر سے بغداد لے جانے لگا تو اس طویل سفر میں ہر منزل پر اس نے ایک محل بنوانے کا حکم دیا تاکہ قطر الندی اس میں تھوڑی دیر آرام کر سکے اور ہر محل ایسا تھا جس میں راحت و آسائش کے وہ تمام اسباب مہیا تھے جو ایک دلہن کے لیے بالخصوص سفر میں ضروری ہوتے ہیں۔

ابن خلکان نے لکھا ہے کہ قطر الندی کا مہر اربوں درہم پر مشتمل تھا۔ اس بھاری بھرکم شادی کے اخراجات کی اب تک جو تفصیل لکھی گئی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ شادی کے کل اخراجات کے مقابلہ میں اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ چنانچہ اس بارے میں ہم ابن خصاص کے بیان کو پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ ابن خصاص وہ جوہری تھا جس نے جہیز کی تیاری میں زبردست پارٹ ادا کیا تھا۔ بہرکیف تنہا اس شخص کو خمارویہ نے اس کے بیان کے مطابق چار لاکھ دینار صرف بطور انعام دیا تھا ان دنوں میں اس قسم کے عوامی گیت لوگوں کی زبان پر چل پڑے تھے۔

الحد اللہ یا قطر الندی۔ شارہ حبیبی یا عینی جلاب احنوی۔

خدیو مصر شاہ اسمٰعیل کے بیٹوں کی شادیوں پر اور اسمٰعیل کی چاروں شہزادیوں کی شادی میں بادشاہ اور اس کے امراء نے جس طرح دل کے ارمان نکالے اس سے صاف معلوم ہوتا

ہے کہ ان کے دلوں میں اسراف فضول خرچی' عیش پسندی اور بڑائی کے جراثیم کس قدر راسخ ہو چکے تھے۔ اس موقع پر عظمت اور شکوہ کا جو مظاہرہ کیا گیا اس کو بیان نہیں کیا جاسکتا۔ کیسے کیسے فاخرہ لباس بنائے گئے۔ جو زر تار جواہر سے مرصع تھے۔ جن کے اندر الماس یاقوت اور طرح طرح کے ہیرے جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ ان گنت سونے چاندی کے برتن خالص چمک بجلی کے بنے ہوئے سیٹ جس کے اندر نادر روزگار پتھر لگائے گئے تھے۔ جہیز کے کل اسباب کے چھوٹے چھوٹے حصے بنا کر انہیں خالص ہونے کے ایسے اونچے تخت پر سجایا گیا تھا جس کے پائے خالص یاقوت زمرد اور فیروزے کے بنے ہوئے تھے۔ ہر کوئی آنے والے مہمانوں کو خوش آمدید کہتا ہر آنے والا اپنی مقدرت کے مطابق کچھ ہدیہ پیش کرتا۔ یہ اس ٹوپی میں جمع کرتا جاتا یہاں تک کہ ٹوپی بھر جاتی یہ نوجوان اس جمع پونجی کو مہر ولیمہ اور شادی کے دیگر مصارف میں خرچ کرتا تھا۔

آج سے بیس سال پہلے میں نے اپنی کتاب (بہتر خاندان کی تشکیل) میں زیر عنوان "شادی کے لیے چلو" ایک مضمون لکھا تھا جس کا ایک اقتباس ذیل میں درج کرتا ہوں۔

آؤ شادی کے لیے چلو یہ زرین فقرہ آج ہمارے معاشرے میں بالکل اسی طرح زبان زد خاص و عام ہو جانا چاہیے جیسے ہم ایک دوسرے کو کہتے ہیں آؤ بھائی چلو چلو چائے پئیں چلیں وغیرہ لیکن یہ اسی وقت ہوگا جب شادی بے حد سستی اور آسان ہو جائے اور میاں بیوی دونوں دل سے اس کے خواہاں ہوں اور اگر ایسے تمام نوجوان لڑکوں لڑکیوں کے اعداد و شمار فراہم کیے جائیں۔ جنہوں نے شادی کے بعد اب تک ازدواجی میدان میں قدم نہیں رکھا ہے تو اس میں شک نہیں کہ مستقبل کے مہیب خطرات سے ہمارے ہوش ٹھکانے لگ جائیں گے اور ہم چاروں طرف زبردست سماجی سیاسی اور اخلاقی بحران میں اپنے آپ کو گھرا ہوا پائیں اور جو قوم بالخصوص ازدواجی امور میں سستی کرتی ہے اس کے افراد فحش کاری اور بے حیائی میں مبتلا ہوتے ہیں اور پوری قوم جب اخلاقی پستی اور افراد کی کمی کا شکار ہوتی ہے تو بہت سارے بیرونی خطرات بھی تیزی سے سر ابھارتے ہیں۔

مارشل پیٹن کا خطاب:

فرانس پر جرمنی یلغار کے بعد ایک موقع پر وہاں مارشل پیٹن نے فرانسیسی قوم سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔

اپنی غلطیوں کو تو لو تمہیں خود اس کا بوجھل پن محسوس ہو گا تم بچوں کو نہیں چاہتے نہ گھریلو زندگی چاہتے ہو تم نے شرافت ایک طرف ڈال رکھی ہے۔ اخلاقی قدروں کو پامال کر رکھا ہے۔ شہوت جہاں بھی پوری ہوتی ہو تم ایسی تمام جگہوں کی طرف دوڑ پڑتے ہو۔ دیکھو شہوت اور خواہشات کے ہاتھوں تمہارا کیا انجام ہوا ہے۔

ہارون رشید کی کنیز:

کہتے ہیں کہ ہارون رشید کے محل میں ایک کالی رنگت کی بدصورت کنیز تھی۔ ایک دن اس نے اور کنیزوں کے سامنے سونے کے دینار بکھیر دیئے۔ کنیزوں نے دینار چننے شروع کیے تو وہ کنیز ٹکٹکی باندھے کھڑی ہارون رشید کو دیکھتی رہی۔ ہارون نے اس سے کہا تو دینار کیوں نہیں اٹھاتی؟ اس نے کہا ان کا مقصود دینار ہے اور میرا مقصود دینار والا یعنی آپ کی ذات ہے۔ ہارون کو اس کا جواب بے حد پسند آیا اور اس کی بڑی تعریف کی۔ کنیز کا جواب بجائے خوبصورتی کے اس کے لیے مفید ثابت ہوا۔

اطباء کا تجربہ:

بعض اطباء نے کہا ہے بعض بیگمات نے انہیں بتایا کہ کبھی ایسا لگتا ہے کہ شوہر کے بوجھ تلے دب کر وہ بالکل پس جائے گی (جیسے وہ بھی کوئی ہاتھی ہو) اور کبھی تو یوں لگتا ہے کہ اس کا دم گھٹ جائے گا غرض ہر مرتبہ جماع کے دوران چند گھڑی اسے بھیانک خواب سے دوچار ہونا پڑتا ہے اور کچھ دیر بعد اسے رہائی نصیب ہوتی ہے اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ شوہر نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ازروئے شرع صرف اس ایک حالت کی اجازت ہے۔ ستم بالائے ستم یہ ہے کہ اس بیچارے کو یہ بھی معلوم نہیں کہ اپنا توازن اپنے دونوں ہاتھوں پر بھی قائم کر سکتا ہے۔ یہ کیا ضروری ہے کہ اسکا پورا وزن اس کی بیوی کے اوپر ہی لگا رہے۔ بہرحال اگر شوہر اتنا موٹا ہو تو وہ نیچے اور بیوی اوپر رہے اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

دیہاتی اور شہری لذت:

واقعہ درج کرتے ہیں جو ایک شہری اور دیہاتی کے درمیان ہوا۔ محبت کیا ہے؟ اس کے جواب میں دیہاتی نے کہا محبت لعاب چوسنے، ہونٹوں کا بوسہ لینے اور پر لطف باتیں کرنے کا

نام ہے۔ پھر دیہاتی نے شہری سے پوچھا تمہارے یہاں محبت کس کو کہتے ہیں۔ شہری نے جواب دیا محبت یعنی زمین پر پچھاڑ دینا گلے اور سوراخ کا ملنا' حرکت اور ایسی آواز پیدا کرنا جس سے سونے والا اٹھ بیٹھے اور پیاسے دل کی پیاس بجھ جائے۔ دیہاتی نے حیرت سے یہ سنا اور ہکابکا ہو کر کہنے لگا خدا کی قسم یہ کام تو جانی دشمن کرتا ہے سچا عاشق یہ سب کیسے کرے گا۔

جماع کی کثرت اور تحقیقی نکات:

علامہ امام ابن القیمؒ فرماتے ہیں۔

جماع کی کثرت سے قوت گر جاتی ہے۔ اعصاب متاثر ہوتے ہیں۔ رعشہ' فالج اور تشنج کا عارضہ لاحق ہوتا ہے۔ نگاہیں اور عام جسمانی توانائی کمزور پڑ جاتی ہے۔

جنسی قوت ماند پڑ جاتی ہے۔ رگیں پھول کر چوڑی ہو جاتی ہیں۔ جس کی وجہ سے رگوں میں فاسد مواد جمع ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

ہم بستری کا مناسب وقت وہ ہے۔ جب غذا معدے میں ہضم ہو جائے۔ زمانہ معتدل ہو بھوک نہ لگی ہو ورنہ جنسی قوت کمزور ہو جائے گی نہ پیٹ بھرا ہو ورنہ اس صورت میں دیگر امراض میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے۔ تکان وغیرہ بھی نہ ہو۔ نہ ہی غسل کیا ہو۔ قے یا اندرونی دلی تاثر جیسے رنج وغم یا بے اندازہ خوشی اور مسرت کے موقع پر بھی ہم بستری سے پرہیز کرنا چاہیے۔

رات میں تھوڑی دیر سونے کے بعد ہم بستری کرنا بھی مناسب ہے خاص طور پر جبکہ غذا معدے میں ہضم ہو جائے۔ کیونکہ اس کے بعد غسل یا وضو کر کے باآسانی دوبارہ جماع ہو سکتا ہے۔ اس سے توانائی لوٹ کر آتی ہے۔ ہم بستری کے بعد سخت حرکت یا ورزش وغیرہ سے گریز کرنا چاہیے کیونکہ اس سے نقصان ہوتا ہے۔

حیض والی عورت سے جماع اور جدید سائنسی تحقیق:

طب جدید اور میڈیکل سائنس سے ثابت ہوتا ہے کہ حیض کے دنوں میں صحبت کرنے سے حسب ذیل عوارض لاحق ہو سکتے ہیں۔

عورتوں کی اندام نہانی میں شدید درد پیدا ہوتا ہے کبھی رحم کے اندر بیضہ دانی یا مقعد میں تیز سوزش اور جلن ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے بے حد تکلیف ہوتی ہے۔

بسا اوقات بیضہ دانی خراب ہو جاتی ہے اور بانجھ پن پیدا ہوتا ہے۔ حیض کا فاسد مواد مرد کے عضو تناسل میں سرایت کر سکتا ہے۔ جس کی وجہ سے پیشاب کی نالی میں آتشک سوزاک اور شدید جلن پیدا ہوتی ہے۔ کبھی یہ زہر خصیہ تک پہنچ کر سخت تباہی کا باعث ہوتا ہے اور مرد لاولد رہ جاتا ہے کبھی عورت کے خون میں زہری نامی بیماری کے جراثیم ہونے کی وجہ سے مرد اس مرض کا شکار ہو جاتا ہے۔

بہرکیف دوران حیض مباشرت کرنے سے مرد یا عورت کی شرمگاہ میں بانجھ پن کے جراثیم جڑ پکڑتے ہیں۔ عضو تناسل اور اندام نہانی میں سوزش اور جلن پیدا ہوتی ہے۔ جس سے دونوں کی صحت برباد ہوتی ہے اور اذیت اور تکلیف کے لیے یہی بہت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روئے زمین کے جملہ اطباء اور جدید معالجین نے اس مدت میں بیوی سے دور رہنے کی سخت تاکید کی ہے۔ قرآن کریم نے جو حکم داناء اور ذات واحد کی طرف سے اتارا گیا بہت پہلے سے اس بات کی صراحت کر رکھی ہے قرآن پاک کے اعجاز کی اس سے بڑی دلیل کیا ہو سکتی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حالت حیض میں بیوی سے ہم بستری کرنے والے کے لیے ہدایت نقل کی گئی ہے کہ ایسا آدمی ایک دینار یا آدھا دینار خیرات کرے۔

عورتوں سے الگ رہا کرو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے پاس نہ جاؤ پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو جس جگہ سے اللہ نے تم کو اجازت دی ہے ان کے پاس جاؤ بے شک اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ (البقرہ)

احادیث نبوی:

1۔ جس نے حیض کی حالت میں یا اپنی بیوی کی سرین میں دخول کیا یا کسی جیوتشی کے پاس گیا اور اس نے جو کہا اس کو مان لیا اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری گئی ہر ہر چیز کا انکار کیا اور کافر ہوا۔ (ابو داؤد۔ نسائی۔ ترمذی حدیث صحیح ہے)

2۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب حیض والی عورت سے کچھ نزدیکی چاہتے تو شرمگاہ پر کوئی کپڑا ڈال لینے کا حکم دیتے پھر جو چاہتے کرتے۔

(یہود اور ان کی اندھی تقلید کرنے والے زمانہ جاہلیت کے عربوں کی ایک عادت یہ تھی کہ وہ حیض والی عورتوں کے ساتھ مل کر نہیں کھاتے تھے۔ نہ ان کے ساتھ رہن سہن روا

رکھتے تھے۔ اسلام نے سختی کے ساتھ اس سے منع کیا۔ ہاں حیض کی حالت میں صحبت کو بدستور حرام قرار دیا اور اندام نہانی کے علاوہ دیگر حصوں سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دی جیسا کہ اس روایت سے پتا چلتا ہے اسی طرح یہودیوں کی حد سے زیادہ تجاوز کر جانے اور حیض کے دنوں میں ہم بستری تک کر لینے والوں کے بیچوں بیچ اسلام نے اعتدال کی راہ پیدا کی حیض پر اس گفتگو کی مناسبت سے ایک عجیب و غریب قصہ یہاں درج کیا جاتا ہے جس سے ضرورت سے زیادہ اور بے ہودہ شرم و حیا کا اندازہ ہوتا ہے جو غیر ضروری ہے اس حیا کا ان چیزوں سے بھی کوئی تعلق نہیں جن کے ارتکاب سے اسلام نے منع کیا ہے۔

اعتراف کے کمرے میں بیس سال:

ڈاکٹر فریڈرک لوپس نے اپنی کتاب اعتراف کے کمرے میں بیس سال میں لکھا ہے۔

لوگوں کا یہ خیال صحیح نہیں جو یہ کہتے ہیں کہ آج کے زمانہ کی جدید لڑکیاں سب کچھ جانتی ہیں۔ جنسیات سے متعلق ان کی معلومات ادھوری نہیں ہے۔ چنانچہ مثال کے طور میں اس لڑکی کو پیش کرتا ہوں جو کسی یونیورسٹی سے ابھی ابھی پڑھ کر نکلی تھی ایک اور اہم اور ذاتی نوعیت کے مسئلے پر گفتگو کے لیے وہ میرے پاس آئی اس موضوع پر کھل کر وہ مجھ سے کچھ کہنا چاہتی تھی۔ میں نے دیکھا سخت حیرت اور مایوسی کے عالم میں اس نے مجھ سے کہنا شروع کیا میری شادی کی قطعی تاریخ کا اخبارات میں اعلان آچکا ہے' دوستوں اور احباب کو دعوتی کارڈ بھی تقسیم کیے جا چکے ہیں۔ اور شادی کی وہ گھڑی اب بس انگلیوں پر گن سکتے ہیں میں نے کہا ٹھیک ہے پھر تم کیا کہنا چاہتی ہو۔

اب لڑکی کی آنکھوں سے آنسو بہہ کر اس کے رخسار پر ڈھلکنے لگے۔ اس نے کہنا شروع کیا بات دراصل یہ ہے کہ اس شادی کی تاریخ ٹھیک ان دنوں پڑ رہی ہے جن میں وہ حیض سے رہے گی اور ظاہر ہے ان دنوں شادی مناسب نہیں ہے میں نے کہا پھر سہاگ رات طے کرنے سے پہلے تم نے اس کی احتیاط کیوں نہیں کی اور بتایا کیوں نہیں لڑکی نے کہا اس قسم کی خالص ذاتی چیز بتانے کی میں نے کسی سے ہمت نہیں کی میں نے کہا پھر میں تمہیں کیا نصیحت کر سکتا ہوں اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ شادی کا دن اور تاریخ بدستور یونہی رہنے دو۔ تمام تیاری رکھو۔ البتہ منگیتر کو اس راز سے آگاہ کر دو اس نے حیرت اور تعجب سے کہنا شروع کیا لیکن یہ تو محال ہے میں اس سے کیونکر کہہ سکتی ہوں البتہ میں نے اپنی والدہ سے اسی سلسلے میں

مشورہ لیا اس نے یہ تجویز رکھی کہ وہ اپنی سمدھن (دولہے کی ماں) کے کان میں کہہ دے گی وہ سمدھی زود (دولہے کا باپ) کے کان میں بولے گی اور سمدھی دولہے کے کان میں یہ سب کچھ کہہ دے گا۔

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر موصوف نے لکھا غالباً اس قسم کی بے موقع اور انتہا درجہ کی شرم و حیا بے جا رازداری برتنے کا نتیجہ ہے۔ جس کا آج رواج سا ہو چلا ہے۔ چنانچہ بڑے گھروں کی باوقار لڑکیوں کی روداد بتاتی ہے کہ وہ تباہ ہونا پسند کرتی ہیں۔ لیکن شوہر کے سامنے جنسیات سے متعلق ضروری باتیں منہ سے نکالنا ان کے لیے دشوار ہوتا ہے۔ ذاتی طور پر یہ بھی نہیں سمجھ سکتا ایک لڑکی جو شادی کی دہلیز پر قدم رکھ چکی ہے۔ یقین کے ساتھ وہ نہیں جانتی کہ اس کا وہ منگیتر جو مستقبل میں اس کا شوہر کہلائے گا اور جس کے ساتھ ازدواجی زندگی کی طویل راتیں بسر ہوں گی اس سب کے باوجود کسی قرار واقعی موضوع پر کچھ کہنا یا اس کے سامنے منہ کھولنا شرم و ننگ کا باعث کیوں ہوتا ہے۔ جبکہ ماہر بالاتفاق یہ بھی سمجھتے ہیں۔ کہ ان امور کی بابت افہام و تفہیم سے ازدواجی کامیابی یا ناکامی پر گہرا اثر پڑتا ہے۔

میں یہ بھی نہیں سمجھتا کہ جنسیات سے متعلق افہام و تفہیم بابرکت ازدواجی زندگی کا اہم ترین عنصر ہے لیکن میں صراحت کے ساتھ یہ ضرور عرض کروں گا کہ افہام و تفہیم کے ساتھ کام کرنا ازدواجی زندگی کے لیے بہتر ہے اور زن شوہر کے تعلقات کا بڑا حصہ اسی محور پر گھومتا ہے۔

میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ طلاق کے لیے ایک ایک واقعہ کی تہہ میں براہ راست یا بالواسطہ اسی جنسی ہم آہنگی کا فقدان کار فرما ہوتا ہے یا پھر جنسی اسباب کے تحت ازدواجی زندگی میں بھاری کمی اس کی وجہ سے ہوتی ہے۔

تجربات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر میاں بیوی میں محبت اور براہ راست رابطہ نہ رہا ایک دوسرے سے تبادلہ خیال نہ ہو سکا تو ان کے درمیان جلد یا دیر سے ٹکراؤ ناگریز ہے اور انجام کار ازدواجی زندگی کا خاتمہ طلاق پر ہوتا ہی ہے۔

خاوند کے خلاف ورغلانے کا انجام:

بنی اسرائیل کے ایک عبادت گزار کا قصہ ہے کہ وہ کھیتوں میں کام کرتا تھا۔ اس کی

بیوی بنی اسرائیل کی حسین ترین خواتین میں سے تھی۔ بنی اسرائیل کے ایک سرکش آدمی کو اس کے حسن و جمال کا پتہ چلا اس نے ایک بوڑھی کٹنی کو اس کے پاس یہ کہہ کر بھیجا کہ اس عورت کو ورغلانا اور کہنا کیا تو اس جیسے کسان کے ساتھ رہ سکتی ہے اس کی بجائے اگر میرے پاس ہوتی تو سونے کے گہنے تجھے لا کر دیتا ریشم کی پوشاک پہناتا اور خدمت کے لیے لونڈی اور غلام مقرر کر دیتا۔

جب یہ باتیں کٹنی کی زبانی اس عورت کے کانوں میں پہنچیں اور رات کو شوہر گھر پر آیا تو اس نے نقشہ بدلا ہوا پایا اب تک بیوی اس کے سامنے کھانا چن دیتی تھی۔ آج اس نے ایسا نہیں کیا اس کا بستر لگا دیتی تھی آج اس نے بستر بھی نہیں لگایا شوہر نے جو یہ دیکھا تو کہا اری پگلی یہ کیا طریقہ ہے۔ اب تک تو میں نے ایسا نہیں دیکھا اس نے کہا صورت تو وہی ہے شوہر نے کہا اچھا تو کیا میں طلاق دے دوں اس نے کہا ہاں شوہر نے اسی وقت طلاق دے دی۔ تب اس عورت نے سرکش سے نکاح کر لیا رات میں جب وہ تخلیہ میں اس سے ملنا چاہا اور پردے گرا لیے تو مرد و عورت دونوں اندھے ہو گئے۔

مرد نے ہاتھ بڑھا کر اس کو چھونا چاہا تو اس کا ہاتھ سوکھ گیا عورت نے بھی چھونے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو اس کا ہاتھ بھی سوکھ کر کانٹا ہو گیا۔ دونوں گونگے ہو گئے اور ان کی شہوت سلب ہو گئی۔

صبح جب پردے اٹھائے گئے تو لوگوں نے دیکھا کہ میاں بیوی گونگے، اندھے اور بہرے بنے بیٹھے ہیں۔ تب ان کا قصہ بنی اسرائیل کے موجودہ پیغمبر کو معلوم ہوا آپ نے خداوند قدوس سے حقیقت حال معلوم کرنا چاہی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں ان دونوں کو ہرگز معاف نہیں کروں گا۔ کیا دونوں یہ سمجھتے ہیں کہ کسان کے ساتھ انہوں نے جو کچھ کیا مجھے اس کا علم نہیں ہے۔

حضرت ابو مسلم خولانیؒ جب گھر تشریف لاتے تو ان کی اہلیہ بڑھ کر ان کی چادر تھام لیتی جوتیاں نکال لیتی پھر کھانا حاضر کرتی۔

ایک روز حسب معمول جب آپ تشریف لائے تو گھر میں چراغ نہیں تھا۔ بیوی پر نظر پڑی تو وہ پریشان سی گھر میں ایک طرف بیٹھی تنکے سے زمین کرید رہی تھی۔ آپ نے سبب پوچھا تجھے کیا ہوا اس نے کہا معاویہ کی مجلس میں تمہیں عزت حاصل ہے ہمارے پاس کوئی خادم نہیں اگر تم ان سے کہہ دو تو وہ تمہیں خادم اور کچھ روپیہ پیسہ بھی دیں گے ابو مسلم کی

زبان سے نکلا خدایا میری بیوی کو جس نے بگاڑا اس کو ضرور سزا دے۔

اصل قصہ یہ تھا کہ ابو مسلم کے آنے سے پہلے ایک عورت ان کی بیوی کے پاس آئی اور کہنے لگی تمہارے خاوند کو معاویہ کی مجلس میں ایک مقام حاصل ہے تم ان سے کہہ سن کر ایک خادم اور کچھ روپیہ کیوں نہیں طلب کرتیں۔ یہ کہہ سن کر عورت جب اپنے گھر میں ایک طرف بیٹھی تو اس کی بینائی سلب ہو گئی۔ اس نے حیرت سے کہا تمہارے چراغ کو کیا ہوا یہ کیسے بجھ گیا پھر فوراً اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا وہ ابو مسلم کے پاس آئی اور ان سے دعا کی درخواست کی تاکہ اللہ تعالیٰ اس کی بصارت دوبارہ اسے عطا کر دے ابو مسلم کو ترس آیا انہوں نے اللہ سے دعا کی خدا نے اس کی بینائی لوٹا دی۔

اس کے مقابل ایک عورت کی شرافت کی عجیب و غریب کہانی عتبی نے ہمیں سنائی۔ وہ کہتے ہیں میں بصرہ کی ایک شاہراہ پر جا رہا تھا۔ اچانک میں نے ایک حسین و جمیل خاتون کو دیکھا وہ ایک بوڑھے بد ہیت اور بری صورت والے مرد کے ساتھ ہنستی کھیلتی جا رہی تھی۔ بوڑھا جب کچھ کہتا تو اس کے سامنے کھلکھلا کر ہنس دیتی میں نے اس خاتون کو قریب ہو کر کہا یہ تیرا کون ہے۔ اس نے کہا یہ میرا شوہر ہے میں نے کہا تو اس قدر حسین و جمیل اور یہ بدصورت آخر تو اس کے ساتھ کیسے صبر و شکر کیے ہے۔ یہ تو بڑی حیرت کی بات ہے۔ اس نے کہا اے شخص تجھ کو معلوم ہونا چاہیے کہ شاید اللہ نے مجھ جیسی بیوی اسے دی اور اس نے خدا کا شکر ادا کیا اس طرح ہم نے صبر و شکر کیا اور صبر و شکر کرنے والے دونوں جنتی ہوتے ہیں۔ اس لیے اس انعام خداوندی پر میں خوش و خرم نہ رہوں؟

مجھ سے اس عورت کا کوئی جواب نہ بن پڑا میں نے دونوں کو چھوڑ دیا اور آگے بڑھ گیا۔

اسی طرح ایک بادشاہ نے کسی غریب کی بیوی کو دیکھ لیا وہ بڑی حسین اور خوبصورت تھی بادشاہ نے اس کو سونے چاندی سے ورغلانا اور بگاڑنا چاہا۔ چنانچہ اس سے کہنے لگا اگر تو چاہے تو مجھے پسند کر لے اور چاہے تو اپنے غریب شوہر کو چن لے اس نے اپنے غریب شوہر کو چنا۔

بوسہ کی سائنسی تحقیق:

ڈاکٹر ارنو کہتا ہے نوجوان جب اپنی بیوی کے پاس آتا ہے تو اس کے اندر تیزی سے

مختلف تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔ بعض تبدیلیاں کیمیاوی ہوتی ہیں اور بعض کا اثر اعضا پر رونما ہوتا ہے اور غالباً یہ کوئی نہیں جانتا کہ آدمی کا اس وقت جس طرح سر گھومتا ہے اور آنکھیں پھڑکتی ہیں تو یہ انہی اثرات کا نتیجہ ہوتا ہے۔ بلکہ دیکھا جائے تو سر گھومنا اور آنکھوں کا پھڑکنا ان تبدیلیوں کی محض ابتدائی علامت ہے۔ جبکہ بنیادی تبدیلیاں یہ ہیں کہ اس وقت انسانی وجود مختلف رد عمل کا شکار ہوتا ہے۔ چنانچہ ابتداء یہاں سے ہوتی ہے کہ دماغ کے اندر موجود غدہ تحامیر (بلغمی غدود) اپنا کام شروع کر دیتا ہے اور کچھ ایسا مادہ خارج کرتا ہے جو ٹھیک گردے کے نیچے کی جگہ کو متاثر کرتا ہے اور سرگرم کرتا ہے۔ اس کے بعد جسم کا یہ حصہ بڑی تعداد میں ایک مخصوص کیمیاوی مادہ خارج کرتا ہے اور اس کو خون میں شامل کر دیتا ہے۔ اس طرح محض بوسہ لینے سے عمل اور رد عمل کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اور پورا جسم ان اثرات کی لپیٹ میں آ جاتا ہے۔ جن سے بعض اعضا استادہ ہوتے ہیں۔ کہیں رگوں میں خون کا دباؤ بڑھ جاتا ہے ایک طرف دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے۔ دوران خون بڑھ کر تیز ہو جاتا ہے۔ خون کے اندر سرخ ذرات کی مقدار گھٹ جاتی ہے۔ جلد کے مسامات کھل جاتے ہیں اور ان پر پسینہ کی معمولی بوند ابھر آتی ہے۔

جسم کے اندر ان اثرات کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے اور غالباً انہی زود اثر عوامل کو دیکھ کر آسٹریلیا کے مشہور ڈاکٹر زیوب کو یہ کہنا پڑا کہ محبت کی حرارت بالخصوص اپنے آغاز میں عاشق کو ٹھنڈک اور دیگر مختلف عوارض سے محفوظ رکھتی ہے۔ یا کم از کم ان کے اثرات سے حفاظت ہو جاتی ہے۔

بوسہ کی اس فتنہ سامانی اور اثرات کو جان لینے کے بعد حکیم و دانا دستور ساز (علیہ السلام) کی اس ممانعت کی حکمت کا اندازہ ہوتا ہے کہ ملاقات یا رخصت کے وقت کوئی دوست اپنے دوست کا بوسہ نہ لے یا کوئی سہیلی اپنی سہیلی کا بوسہ نہ لے۔

جبکہ افسوس یہ کہ یہ مرض عورتوں میں کثرت سے عام ہو چکا ہے اور یہ حرام ہے ہاں صرف مصافحہ کرنے کی اجازت ہے۔ اس سے گناہ زائل ہوتے ہیں اور مغفرت حاصل ہوتی ہے اور اگر شارع علیہ السلام نے بعض نادر حالات میں باپ کو اپنی بیٹی یا بھائی کو اپنی بہن کا بوسہ لینے کی جو اجازت مرحمت فرمائی تو یہ کچھ حرام نہیں کیونکہ اس کے اندر احترام اور تقدس ہوتا ہے فاسد خیال کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ اس کی بجائے پاکیزگی اور محبت کے اثرات نمایاں ہوتے ہیں۔

تم مجھ سے شادی کرلو:

حضرت عثمان نیشاپوری سے کسی نے پوچھا تمہیں اپنے کس عمل سے زیادہ ثواب کی امید ہے؟ انہوں نے کہا جوانی کے آغاز میں میرے گھر والے میری شادی کے لیے بڑی جلدی کرتے تھے میں انکار کرتا تھا۔ ایک بار میرے پاس ایک عورت آئی اور کہنے لگی ابو عثمان میں تمہیں چاہتی ہوں اور میں خدا سے دعا کرتی ہوں کے تم مجھ سے شادی کرلو۔ میں نے اس کے باپ کو بلایا باپ غریب آدمی تھا اس نے میرا اس سے نکاح کر دیا اور بڑا خوش ہوا جب تخلیہ میں میں اس کے پاس پہنچا تو میں نے دیکھا کہ وہ لنگڑی اور نہایت بدصورت ہے اور چونکہ اسے مجھ سے محبت تھی اس لیے وہ مجھے باہر نہیں جانے دیتی تھی اس لیے اس کی دلجوئی کے لیے میں اسی کے پاس بیٹھا رہتا تھا۔ اس سے بغض یا دشمنی کا اظہار کبھی نہیں کرتا تھا۔ لیکن دل میں چونکہ نفرت سمائی ہوئی تھی۔ اس لیے اس نفرت کے سبب میری حالت ایسی تھی۔ جیسے میں درخت جھاؤ کے دہکتے شعلوں پر بیٹھا ہوا ہوں (جو دیر تک گرم رہتا ہے) یہ خاتون اسی طرح میرے پاس پندرہ سال تک رہی آخر اس کا انتقال ہوا جہاں تک مجھے یاد ہے خدا کے نزدیک اسی عمل سے زیادہ ثواب کے لائق کوئی عمل مجھے یاد نہیں ہے۔

سقراط کی خانگی زندگی:

مشہور فلسفی سقراط اپنی خانگی زندگی سے بڑا نالاں رہا کرتا تھا۔ ایک نوجوان شادی سے کتراتا رہا تھا سقراط نے اسے نصیحت کرتے ہوئے کہا تم ہر حال میں شادی کرلو۔ اگر تمہاری بیوی نیک رہی تو خوش و خرم رہو گے اور اگر تمہارے نصیب میں بداخلاق بیوی لکھی ہوگی تب بھی تمہارے اندر حکمت اور دانائی آجائے گی اور یہ دونوں چیزیں انسان کے لیے سودمند ہیں۔

(اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر بعض اہم اور نازک ذمہ داریاں ڈال رکھی ہیں جیسے حمل کا ٹھہرنا بچوں کو دودھ پلانا اور ان کی پرورش کرنا وغیرہ اور اسی لحاظ سے ان کے اندر کچھ اوصاف اور خواص بھی ودیعت کر رکھے ہیں۔ تاکہ یہ کام بہ آسانی انجام پاسکے اور ظاہر ہے یہ ذمہ داریاں اور اوصاف مردوں سے یکسر مختلف ہیں۔ اس لیے مرد ان اوصاف کو ہمیشہ اپنی نظر سے دیکھتا ہے۔ کیونکہ اس کے اپنے علیحدہ اوصاف اور خواص ہیں۔ اب جو انسان بھی نیک اور باتدبیر ہوگا حقائق سامنے آنے پر ان کو تسلیم کرے گا اور بیوی سے اس کے فطری

اوصاف کے ساتھ معاملہ کرے گا اور اگر وہ باتدبیر نہیں تو وہ بیوی کو پتھر کی مورتی سمجھے گا اور جیسی اس کی فکر، فطرت، نفسانیت اور احساس ہو گا اس کے مطابق اس کے ساتھ سلوک کرے گا جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ فوراً ناکام ہو گا خسارہ اٹھائے گا۔ گھر اور خاندان تباہ و برباد ہو کر رہ جائے گا۔ جبکہ یہ اسے آباد رکھنے کے درپے ہو گا۔ لیکن تدبیریں سب اس کے برعکس کرے گا جو حضور ﷺ نے صاف اور دلنشیں انداز میں بیان فرمادی ہیں۔

ڈاکٹر فریڈرک کہن:

ڈاکٹر فریڈرک کہن نے اپنی کتاب "ہماری جنسی زندگی" میں لکھا ہے۔ عورت اپنے بچپن کی سرشت کو اپنے جسم میں ہی نہیں بلکہ اپنی طبیعت اور نفسانی کیفیت میں بھی محفوظ رکھے ہوتی ہے۔ چنانچہ بچوں کی عادتیں اگر اس کے اندر نہ پائی جائیں یا ان میں فرق آجائے ایسی عورت بہتر ماں نہیں بن سکتی۔ بہتر اور اچھی ماں اپنے اسی بچگانہ شعور اور احساس کے ذریعہ ہی بچوں کی خواہشات اور ان کے تقاضوں کو سمجھ لیتی ہے اور مرد کا بچگانہ شعور چونکہ نہیں ہوتا اس لیے وہ اس اعلیٰ معیار تک نہیں پہنچ سکتا۔

ہوائی جہاز دیر سے آیا:

ایک شوہر نے اعتراف کیا کہ میں ایک شہر میں تھا میں نے اپنی بیوی کے پاس پیغام بھیجا کہ میں تمہاری آمد کا منتظر ہوں مقررہ وقت پر اس نے اہلیہ کا انتظار کیا لیکن ہوائی جہاز نہیں آیا۔ میں نے کمپنی سے ٹیلی فون پر انکوائری کی وہاں سے جواب ملا ہوائی جہاز میں کوئی خرابی آگئی ہے۔ اس لیے کسی اسٹیشن پر جہاز درستگی کے لیے اتر گیا ہے۔ ایک گھنٹہ بعد جہاز ایئرپورٹ پر آجائے گا بعد میں جہاز ایئرپورٹ پر اترا۔ بیوی جہاز سے اتر کر قریب ہی کھڑی ہوئی تو ایئر ہوسٹس اس سے کہنے لگی۔ کیوں پائلٹ سے چلتے چلتے تم نے ملاقات نہیں کی۔ ایئر ہوسٹس کو کیا معلوم تھا کہ اس کا شوہر یہی ہے۔ شوہر نے جو یہ سنا تو اس کے کان کھڑے ہو گئے اس نے فوراً بھانپ لیا اور بالآخر بیوی نے مجبوراً اقبال جرم کیا کہ کسی طریقے سے جہاز کے پائلٹ اور اس کی بیوی کا تعارف ہو گیا۔ پائلٹ نے مسافروں کو جھانسہ دیا کہ ہوائی جہاز میں کچھ خرابی آگئی ہے۔ جس کی درستگی کے لیے اگلی پرواز گھنٹہ بھر لیٹ ہو گی اس کے بعد کہیں انہیں اندر آنے دیا گیا۔ اس اثناء میں پائلٹ اور اس کے معاون عملہ نے اس عورت کے ساتھ اپنی اپنی

جنسی ہوس کی تکمیل کی۔

دیکھے اسے جو دیدہ عبرت نگاہ ہو۔

ڈاکٹر نوبل کیبز:

ڈاکٹر نوبل کیبز نے کیلیفورنیا یونیورسٹی امریکہ کے طلباء کے سامنے جنسیات کے اسرار و رموز بیان کرتے ہوئے کہا تھا۔ یہاں ایسا نہیں ہے کہ آدمی کو اپنی بیوی کے علاوہ راحت و تسکین ملتی ہے بلکہ راحت اور تسکین تو اس کی بیوی سے حاصل ہوتی ہے اور اس میں شک نہیں کہ یہ راحت کامل اور بڑی زبردست ہوتی ہے۔ (رسالہ المختار ۲۴ اپریل ۱۹۴۶ء)

فیشن کے نقصانات مغرب کی گواہی:

مشہور خبر رساں ایجنسی رائٹر نے روم سے فیشن کی دنیا کے نام ٹیلی گرام کیا تھا۔

1۔ فیشن کو اپنے اوپر اتنا مسلط نہ کرو کہ اپنا نام و نشان فراموش کر دو۔
2۔ فیشن کا استعمال کسی آلے اور ذریعہ سے اتنی شدت سے نہ کرو کہ دل کو خوش رکھنے کے لیے جیسے اس کے علاوہ کوئی اور ذریعہ ہی نہیں۔
3۔ اپنے استعمال کے ملبوسات کو ہمیشہ پاک صاف رکھنے کی کوشش کرو۔
4۔ اپنے جسم اور اپنی روح کے اندر ایسی کسی چیز کو ضرور لائق اعزاز رہنے دو تاکہ ایک کی عظمت دوسرے کی عظمت کے لیے آئینہ ہو۔
5۔ اپنے سے بہتر ملبوسات استعمال کرنے والوں سے حسد نہ کرو۔
6۔ ایسے کپڑے نہ پہنو جن سے تمہارے پڑوسیوں کو حیرانی ہو۔
7۔ اپنی ایسی پوشاک ضائع نہ کرو جس کی دوسروں کو حاجت ہو۔
8۔ فیشن کی لپیٹ میں آکر اپنے بجٹ کا استعمال اپنی ضرورت سے زیادہ پر نہ کرو ورنہ خود کو اور دوسروں کو دھوکہ دو گے۔
9۔ عمدہ ملبوسات پر دیوانہ وار نہ گرو دوسروں کی پوشاک سے حیرت زدہ ہو کر ان کا سوال نہ کر بیٹھو۔
10۔ جدید ترین فیشن اور نئے سے نئے اسٹائل کی ٹوہ میں ایسے وقت نہ پڑو جبکہ لوگ سوکھی روٹی کو ترس رہے ہوں۔

اس میں شک نہیں کہ اسلام جن چیزوں کی دعوت دیتا ہے ان میں سے معدودے چند مندرجہ بالا ہیں اور یہ نصیحت چونکہ یورپ سے چل کر آئی ہے جسے رجعت پسند نہیں کہا جاتا اس لیے کیا ہماری خواتین اس کا احساس کریں گی۔

نیز اس بنیاد کو شارع علیہ السلام نے کافروں کی مشابہت سے منع فرمایا ہے۔ اس مناسبت سے اپنی مسلم بہنوں کی توجہ اس طرف مبذول کرانا مناسب سمجھتا ہوں کہ بالوں کی سیٹنگ اور کٹنگ کرانا' یورپ کے فیشن کی طرح مختلف رنگوں سے انہیں رنگنا جہاں حرام ہے وہیں اس طریقہ سے بالوں کے گرنے کا قوی اندیشہ ہے۔

چنانچہ ڈاکٹر عبدالمنعم مفتی استاذ و صدر شعبہ جلدی امراض طبیہ کالج قاہرہ یونیورسٹی رسالہ "تمہارا خصوصی معالج" جلد نمبر ۲ شمارہ نمبر ۴ مورخہ ۴۔ اپریل ۱۹۷۰ء سے نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

بالوں کو جھاڑنے اور ان کے اندر خم دینے کے لیے آج جو طریقے رائج ہیں۔ اس سے بالوں کے گرنے کا سخت خطرہ لاحق ہے۔ سٹنگ مشین کے استعمال کرنے یا کیمیاوی دواؤں سے بالوں کے اندر سدھار یا پیچ و خم پیدا کرنے سے اکثر و بیشتر بال گر جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کیمیاوی دواؤں میں ایسے مادے شامل ہوتے ہیں جو بالوں کے لیے سخت مضر ہوتے ہیں اس لیے کہ یہ دوائیں بالوں کی فطری ساخت کو کمزور بنا کر انہیں مطلوبہ شکل میں ڈھالتی ہیں۔ بہت سارے لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ بالوں کو کھینچ تان کر رکھنے میں کتنا نقصان ہے۔ خواہ بالوں کی یہ کھنچائی پیچ دار بیلن کے ذریعہ ہو یا کسی اور طریقہ سے۔ کیونکہ چند ساعتوں تک بالوں کو کھینچ کر رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی جڑوں پر زور ڈالا جائے۔

جنسی معلومات اور ڈاکٹر ایڈمس:

ڈاکٹر ایڈمس نے اپنی کتاب "جنسی معلومات" میں لکھا ہے اپنے پیشے کی بدولت میں ایسے بوڑھوں کو جانتا ہوں جن کی عمریں لگ بھگ پچھتر سال کی ہو چکی ہیں۔ اس کے باوجود ان کی جنسی قوت کسی ضعف کا شکار نہیں ہوئی۔ جب میں نے ان کی زندگی کے اس حیرت انگیز بھید کے بارے میں معلومات چاہی تو انہوں نے جواب دیا کہ مندرجہ ذیل خرابیوں سے انہوں نے ہمیشہ اپنی قوت اور توانائی کی حفاظت کی ہے۔

1۔ جوانی میں انہوں نے بدعادت یا پوشیدہ خصلت (مشت زنی وغیرہ) سے ہمیشہ اپنی

حفاظت کی ہے۔

2۔ جوانی کی حدود سے آگے بڑھ کر جب وہ مردوں کی عمر کو پہنچے تب بھی انہوں نے اپنے آپ کی سخت نگرانی کی یہی وجہ ہے کہ کبھی کمینہ پن اور بُری خصلتوں کے کیچڑ میں لت پت نہیں ہوئے۔

3۔ شادی کے بعد انہوں نے حد اعتدال برقرار رکھا چنانچہ توانائی کے زعم میں حد سے آگے نہیں بڑھے نہ ہی طویل عرصہ تک اس کی طاقت کو ذخیرہ کیے رکھا۔

4۔ نشہ 'الکوحل اور تمباکو نوشی (سگریٹ' حقہ' بیڑی وغیرہ) کا استعمال کبھی نہیں کیا۔

5۔ مصنوعی طلاؤں (لمعبلات الغاعبۃ) کے استعمال کی حاجت انہیں کبھی نہیں ہوئی اور اپنی بیوی سے انہوں نے ایسے وقت میں صحبت کی جب نفسیاتی طور پر وہ اس کے لیے آمادہ تھے۔

اس کے بالمقابل وہ لوگ جلد بڑھاپے کا شکار ہوئے۔ جنہوں نے اپنی جنسی توانائی اور جنسی خواہش کو دبائے رکھا اور ایک طویل مدت تک ہم بستری سے پرہیز کیا۔

میں ایک ایسے شخص کو جانتا ہوں جس نے پینتالیس سال کی عمر میں شادی کی اور چار سال کے عرصہ میں یہ شخص نامرد ہو گیا میرے پاس مشورہ کے لیے آیا تو میں نے سمجھ لیا کہ چار سال کے ازدواجی عرصہ میں اس نے صرف دس بار صحبت کی اور ہر مرتبہ وظیفہ زوجیت ادا کرنے میں اسے سخت تھکن اور بڑی اذیت لاحق ہوئی ہے۔

علامہ امام ابن القیم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں پچاس باتیں ایسی ہیں جن کی بدولت خواہشات سے بچا جا سکتا ہے۔ ہم ان میں سے صرف چند کا ذکر کرتے ہیں۔

1۔ پختہ ارادہ جس کی وجہ سے اپنے آپ کو برانگیختہ کرے یا اپنے نفس کے خلاف جنگ کرے۔

2۔ صبر کا گھونٹ جس کے پینے کی گھڑی میں اس پر صبر کرے۔

3۔ دلی طاقت جو اس تلخ گھونٹ کو حلق سے اتارنے کا دل میں حوصلہ پیدا کرے اس گھڑی جمے رہنا اور صبر کرنا سب سے بڑی مردانگی ہے اسی صبر کے ذریعہ آدمی بہتر عیش اور اچھی زندگی سے ہمکنار ہوتا ہے۔

4۔ اس گھونٹ کی بدولت تختی اور نیک انجام اپنی نظروں سے دیکھنا۔

5۔ نفس کی تابعداری کی لذت پر اس سے زیادہ اذیت اور درد کا احساس کرنا۔

6۔ اللہ کے نزدیک اور بندوں کے دلوں میں موجود مرتبے اور مدارج پر اپنے آپ کو باقی رکھنا اور یہ مقام نفس کی تابعداری سے ملنے والی لذت کے مقابلہ میں کہیں زیادہ مفید اور نفع بخش ہے۔

7۔ گناہ اور معصیت کی لذت کے مقابلہ میں عصمت و عفت کی لذت اور اس کی ملاوٹ کو ترجیح دینا۔

8۔ اپنے دشمن کو مغلوب کرنے اس کو دبانے اور اسے ذلیل و خوار بنا کر شکست دے دینے پر خوشی اور مسرت کا اظہار کرنا۔

9۔ ہمیشہ یہ غور و فکر کرنا کہ وہ خواہشات کی تابعداری کے لیے پیدا نہیں کیا گیا بلکہ اس کی تخلیق ایسے عظیم کام کے لیے عمل میں آئی ہے جس کا حصول اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ خواہشات اور نفس کی مخالفت نہ کی جائے چنانچہ کسی نے کہا ہے۔
تمہیں ایک کام کے لیے چنا گیا ہے جسے اگر تم نے سمجھ لیا تو اپنے آپ کو اس سے بلند رکھو نہ کہ تم بے مہار اونٹوں کی طرح کہیں بھی منہ مارتے پھرو۔

10۔ اپنے لیے اس صورت کو ہرگز پسند نہ کرے کہ جانور اس سے کہیں بہتر ہے۔ کیونکہ جانور بھی اپنی فطرتی صلاحیت کے تحت نفع و نقصان کے مواقع پر تمیز کرتا ہے اور مضرت کے مقابلہ میں مفید چیزوں کو ترجیح دیتا ہے۔

11۔ خواہشات کے انجام اور اس کے بھیانک نتائج پر مسلسل نظر رکھے اور یہ سوچتا رہے کہ اس کی نافرمانی نے فضیلت اور خوبی کے کیسے کیسے مواقع کو ضائع کیا اور کس قدر کمینی حرکتوں اور ان کی خصلتوں میں اسے پھنسا دیا۔ ایک غلط لقمہ نے کتنے لقموں سے اسے محروم کیا ایک لذت نے کیسی کیسی لذتوں سے اسے دور رکھا۔ ذرا سی شہوت نے اس کے کتنے بلند مرتبے اور جاہ و حشمت کو خاک میں ملا دیا اور اسے شرمسار رکھا۔

12۔ اس بدانجام کے ساتھ پہلے دوسرے کے بارے میں اچھی طرح تصور کرلے پھر اس کی جگہ اپنے آپ کا تصور کرے۔ یہ اس لیے کرے کہ دو یکساں چیزوں کا حکم بھی یکساں ہوتا ہے۔

13۔ ان مطالبات کے بارے میں غور کرے جن کا اس کے نفس سے مطالبہ کیا جاتا ہے۔ اپنی عقل سے بھی اس کی بابت سوال کرے۔ اپنے دین سے فتویٰ طلب کرے۔

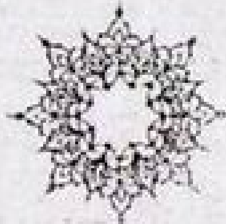
عقل اور دین کی روشنی میں اسے معلوم ہو گا کہ نفسانی خواہشات اور نفس کے مطالبہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

14۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب کسی کو کوئی عورت بے حد پسند آ جائے تو فوراً اس کے جسم کی بدبودار چیزوں کا تصور کرے۔ صاحب موصوف کا یہ مقولہ احمد بن حسن کے اس شعر سے زیادہ بہتر ہے جس میں اس نے کہا ہے کہ "عاشق اگر اس حسن کی انتہا پر غور کرے جس کا خود اسیر ہوا تو پھر اس کا اسیر نہ ہو گا۔"

یہ اس لیے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے موجودہ حالت ذکر فرمائی ہے جبکہ شاعر نے آنے والی حالت ذکر کی ہے۔

15۔ مطلوبہ اور حاصل شدہ نفسانی لذت پر غور کرے اور ساتھ ساتھ دین' عزت و آبرو' دولت اور زندگی کی سلامتی کا اس کے ساتھ موازنہ بھی کرتا جائے۔

وہ یقین کے ساتھ یہ محسوس کرے گا کہ درحقیقت ان کے درمیان کوئی نسبت نہیں ہے اور پھر بہت جلد اسے پتہ چل جائے گا کہ پہلی چیز کا دوسری چیزوں کے ساتھ سودا کرنے میں سوائے نقصان کے اسے کوئی فائدہ نہ ہو سکا۔ (روضہ المحبین)



تعارف

نام	حکیم محمد طارق محمود چغتائی
ادبی نام	فرقان دانش قادری
اعزاز	گولڈ میڈل
	پاکستان گولڈن جوبلی ایوارڈ
ایگزیکٹو ممبر	انٹرنیشنل شفاء الملک اکیڈمی
ممبر	فیکلٹی آف ریسرچ علی گڑھ
ممبر	ریسرچ انسٹیٹیوٹ فار ہربل کیلفورنیا (امریکہ)

مصنف و محقق عالمی شہرت یافتہ کتب:

- ☆ سنت نبویؐ اور جدید سائنس جلد اول (دنیا کی کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے)
- ☆ سنت نبویؐ اور جدید سائنس جلد دوئم۔
- ☆ معاشرت نبویؐ اور جدید سائنس
- ☆ آسان نیکیوں کے حیرت انگیز فضائل
- ☆ طبی تجربات و مشاہدات
- ☆ "کلونجی" عجیب و غریب فوائد
- ☆ جنسی زندگی۔ اسلام اور جدید سائنس
- ☆ بدترین پریشانیوں کے لیے بہترین وظائف

☆ عالمی شخصیات کی ناقابل فراموش کہانی خود ان کی زبانی
☆ جانوروں کے انوکھے چشم دید واقعات

تحقیقی مضمون نگار:

ماہنامہ "گزٹ" انگلینڈ۔ ہفت روزہ "سن" سویڈن۔ ماہنامہ "میڈیکل سروے" امریکہ۔ ماہنامہ "تحقیق" دہلی۔ ماہنامہ "العیانہ"۔ ماہنامہ "قومی صحت"۔ روزنامہ "جنگ"۔ روزنامہ "نوائے وقت"۔ ہفت روزہ "خدام الدین"۔ ماہنامہ "اسرار حکمت"۔

